بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مقدمہ

الحمد لله رب العالمين، الرحمن الرحيم مالك يوم الدين، اياك نعبدو اياك نستعين، والصلوة والسلام على خير خلقه محمد النبى الامى الأمين وعلى آله وصحبه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين أما بعد.

یہ رسالہ ''تعالم مظاہر اسباب اور مضرت'' قارئین کے ہاتھوں میں ہے تعالم کے مظاہر ہر طرف ہیں۔انھیں کا چہار سو جلوہ ہے۔تعالم کے بے شمار مظاہر ہیں۔مضرتیں ہیں ان کا انکار کسی کو نہیں ہوسکتا ہے۔

اس رسالے میں پانچ فصلیں ہیں (۱) حقیقت تعالم، (۲) مظاہر تعالم (۳) اسباب تعالم (۴) نتائج تعالم (۵) تعالم کا سد باب۔

ان پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہاں ایک بنیادی بات جان لیں۔تعالم کی بے شمار شکلیں ہیں۔لیکن ان میں سب سے خطرناک اور وبائی شکل کا تعالم تحریکی تعالم ہے۔تحریکی تعالم کے چار عناصر ہیں (۱) تحریکیت علمانیت خارجیت رافضیت۔موجودہ تحریکیت اپنے وجود سے لے کر اب تک صرف مضر ہی مضر ہے اس کا ہر پہلو مضر ہے۔اور ہر پہلو سے اس نے دین وامت کو تباہ کیا ہے۔ یہ نئے پرانے ہر شر کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔موجودہ تحریکیوں کی بھاری اکثریت کلی خارجی یعنی قتالی وتکفیری خارجی ہے۔جدید قتالی وتکفیری خارجیت مودودی اور سید قطب کی جنم دادہ ہے اور سو فیصد خارجیت کے نقطہ نظر حاکمیت الہ کے قائل ہیں۔ یہ کلی طور پر رافضیت کے ہم نوا ہیں اور کلیتًا سیکولرازم اور جمہوریت کے قائل ہو چکے ہیں۔

تحریکیت کرانیکل ازم کا نام ہے یعنی ابن الوقتی اور مفاد پرستی کے معنی میں بھی اور حالات وظروف کا اسیر ہونے کے معنی میں بھی۔دونوں معنی میں تحریکی فرداً فرداً طاق ہیں۔تحریکیت مادیت



پرستی اور تعقل پسندی کو جنم دیتی ہے۔ جب کسی فرد یا گروپ کی ذہنیت مادیت پسندانہ اور تعقل پسندانہ بن جائے تو اس کے نزدیک شریعت اور مصادر شریعت ثوابت کے بجائے متغیرات میں داخل ہو جاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ تحریکی اہل سنت کے سارے متفقہ مسائل سے منحرف ہو گئے اور سارے اہل سنت قواعد وضوابط سے آزاد ہو گئے۔اسی انحراف کا نتیجہ ہے خارجیت کی تولید رافضیت کی غیر مشروط تائید، اور علمانیت کا انتخاب۔ رافضیت کے کفر، خارجیت کے کفر اور علمانیت کے کفر کو گلے لگانے کے بعد تحریکیت میں رہ کیا جاتا ہے۔فریب دھوکہ اور دین کے نام پر تجارت اور حزبیاتی تعصّبات ومفادات۔

دوسرا بڑا تعالم بھی ہے جو براہ راست مسلک اہل حدیث اور جماعت کے لئے تھریٹ ہے۔وہ ہے سیکولر ملاؤں کی نوع بہ نوع قسمیں۔یہ سب سیکولر تعلیم یافتہ ہیں، دین سے بے خبر ہیں اور علوم دینیہ عربیہ سے بھی۔تحریک کے تعالم کے شکار ہیں۔ یہ لوگ مسلک سے اپنے انتساب کا دعوی کرتے ہیں۔غیر مقلد ہیں اہل حدیث نہیں۔اہل حدیث متبع سنت ہوتا ہے اور غیر مقلد آوارہ مزاج اباحیت پسند عرب کے بگڑے ہوئے لوگوں کو امام بنائے ہوئے ہیں اور کئی ایک شیخ ربیع کے مناقشات کو دین ایمان بنائے علمائے اہل حدیث ہند کو ناپتے پھرتے ہیں۔ یہ یمن وگلف کے بعض انتہا پسند، ہلکے دل ودماغ کے شذوذ پسندوں کے شذوذ سے متاثر ہیں اس لئے کہ ان کی انتہا پسندی اور شذوذ پسندی سے ان کی نفس پرستی غلو پسندی۔علو وارتفاع اور کبر وغرور کو بڑی گرمی ملتی ہے۔

ان کے وجود کی تیسری وجہ یہ ہے کہ سیکولر اسٹیٹ میں خودرائی اور خود پسندی کے بڑے مواقع ہیں۔ بڑا بننے کی خواہش پوری ہوتی ہے ان تین وجوہ کے سبب پورے ملک میں تقریباً ہر بڑے چھوٹے شہر میں ڈھنگ ڈھنگ کے سیکولر ملاؤں کا وجود ہو گیا ہے۔ یہ سارے کے سارے انبارمل نفسیاتی مریض ہیں اور علماء کی مرجعیت کے خلاف ہیں۔ یہ مسلک وجماعت اور افراد جماعت کے اندر انتشار اور فساد کا سبب اکبر ہیں۔نت نئے مسائل، نت نئے پیسے وصول کرنے

کے بہانے نت نئے گمراہ کن دعوے اور فتوے۔ یہ کام ملک گیر پیمانے پر ہو رہا ہے اور سارے گروپ نئی نئی دکانیں کھول کر بیٹھ گئے ہیں۔ ہر ایک کی بھانت بھانت کی بولیاں ہیں۔ ان کو اگر سمجھا نہ گیا ان کو سمجھا بجھایا نہ گیا۔ ان کا تدارک نہ کیا گیا تو ابھی انتشار کم ہے ہر ہر گاؤں اور ہر ہر شہر میں ان کے فتنوں کا زہر پھیل جائے گا۔ مسلک و جماعت تباہ ہو جائے گی۔ نئی نسل کا مسلک اور جماعت سے اعتبار اٹھ جائے گا۔ اسی طرح تنظیمی تعالم کا حال نہایت خطرناک ہے۔ اس سے ہر طرف اباحیت کا دروازہ کھل گیا ہے۔ سنجیدہ حضرات ان امور پر غور کریں۔

اس موضوع پر لکھنے کا موقع یوں آیا کہ صوبائی جمعیت ممبئی عظمیٰ نے صوبائی سطح پر صوبائی ائمہ ودعاۃ کا ایک تربیتی پروگرام رکھا۔ اس میں مجھے بھی دعوت سخن دی گئی۔ ہمارا موضوع سخن یہ طے کیا گیا ''تعالم مظاہر ومضرات'' خطاب کے بعد کئی احباب نے مطالبہ کیا کہ اسے تحریری شکل دیدوں۔ اپنے دیگر تصنیفی کاموں سے وقت نکال کر احباب کے مطالبے کو پورا کرنا پڑا۔

یہ ہمارے احساسات و تجربات اور تلخیاں ہیں۔ متنوع تعالم کے فسادات جماعت و مسلک تنظیم اور علماء پر اس طرح اثر انداز ہیں کہ ان کو دیکھ اور جھیل کر یہ تلخیاں پیدا ہوئی ہیں۔ ان متنوع تعالم سے وابستہ برخود غلط اور شر پسند عناصر کی مذلوجی حرکتیں اور عیاریاں سخت اذیت کا باعث ہیں۔

دیگر تعالم اور اہل تعالم کے مقابلے میں یہ جونکیں جو مسلک و جماعت سے ناحق چپک گئی ہیں مسلک و جماعت کا خون پی رہی ہیں اور ہر سو انتشار اور گمراہی پھیلا رہی ہیں۔ ان کو سمجھانا ان سے نمٹنا جماعت کی شدید ضرورت ہے۔

عجیب بے بصیرتی کا عالم ہے یا بے ضمیری کا ہے کہ ننگی اباحیت منافقت خیانت سیکولر کفر بھی ادراک و شعور سے پرے ہو گئے ہیں۔ کیسا وقت آ گیا ہے اہل حدیث ہونے کا کھرا پن عنقا ہو گیا نا اہلی اباحیت منافقت خیانت اور سیکولر کفر کو بھی بڑے بڑے لوگ تہجد گذار لوگ، تنظیم کے خانے میں ڈال کر اسے خلافت راشدہ کا درجے دیئے مسکراتے پھرتے ہیں۔ انحطاط فکر و نظر ایمان وضمیر



کا یہ المیہ ہے۔ ابلیس بھی کیا مسکراتا ہوگا انھیں دیکھ کر کہ جنت کے ٹھیکیداروں نے اس کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ اللہ خیر کرے۔ ایسے ماحول میں کیا لکھنا کیا پڑھنا۔ نفس پرستی کی ایسی بری حالت کبھی نہیں رہی۔ اگر لوگ ان حالات بد کو نہیں سمجھتے تو کیا دنیا میں اس کے برے انجام سے بچ جائیں گے اور کیا اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے آخرت میں محفوظ رہیں گے۔ جماعتی خیانت نا اہلی اباحیت منافقت اور سیکولر کفر کروڑوں اہل حدیث کو نقصان پہنچا رہا ہے دین برحق کے ساتھ مذاق ہے منہج سلف کے ساتھ غداری ہے۔ ان حرام کاریوں کے سارے مؤیدین کی گردن آخرت میں نپ جائے گی وہاں نہ کسی کی خطابت کام آئے گی، نہ سازشی دماغ کام آئے گا۔ نہ رعونت کام آئے گی۔ نہ بے جا تاویلات کام آئیں گی۔ نہ مفاد پرستیاں کام آئیں گی۔

مسلک و جماعت کے خلاف پنپنے والے تمام رجحانات اور رویوں کی اس رسالے میں نشاندہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب والسرائر ہے اگر وہ اس کو قبول کر لے یہی کافی ہے۔ نہ کسی کے صلہ کی طلب ہے نہ کسی کے غضب کی پروا۔

عبدالمعید

19/2/19

علی گڑھ

### فصل اول

# حقیقت تعالم

## ☆ تعالم کی تعریف:

علم اور تعالم دو چیزیں ہیں۔علم خالق کائنات حقائق اشیاء اور حقائق کون وحیات کی صحیح معرفت کا نام ہے اور سب سے اہم غیب کے متعلق حقائق کو دینی تعلیمات یعنی قرآن وسنت صحیحہ کے مطابق جاننا۔ اہم ترین معرفت معرفت الہی ہے ہو بہو اسی طرح جس طرح اس نے خود سکھلایا ہے اور اس کے حبیب رسول پاک ﷺ نے بتلایا ہے۔

تعالم علم کے برعکس ہے۔تعالم میں صرف علم کی دعوی داری ہوتی ہے اصل میں تعالم ایک بدترین پھکڑ پن ہے اور متعالم بدترین پھکڑ ہوتا ہے۔علم کا دعویٰ دار علم ومعرفت اور دلیل وبرہان سے بے خبر ہوتا ہے۔علم کے بجائے وہ جہل کا شکار ہوتا ہے۔وہ خوابوں کا شہزادہ، اوہام کا غلام، شکوک وشبہات کا دیوانہ، غلو پسند، اخطاء ومزلات کا وارفتہ ہوتا ہے۔بلا جانے بولنے اور کرنے کا عادی ہوتا ہے۔عالم کے پاس علم کی شان ہوتی ہے۔علم کا دعوی دار اپنی ذات سے بدگمان ہوتا ہے اور دوسروں سے بھی۔وہ خود فریبی کا شکار ہوتا ہے اور دوسروں کو فریب دیتا ہے۔

عالم کی راہ سچائی کی راہ ہوتی ہے خیر کی راہ ہوتی ہے۔اخلاص واستقامت اور موقف کی راہ ہوتی ہے۔ہدایت کی راہ پر چلنے اور چلانے کی بات ہوتی ہے کام ہوتا ہے۔منزل مقصود پر پہنچنے پہنچانے کی کوشش ہوتی ہے حسنات دنیا وآخرت کا حصول مقصود ہوتا ہے۔اور اللہ کی رضا کا حصول ہدف ہوتا ہے۔

تعالم کا حامل بے ہدف ہوتا ہے۔تعلّی، غرور حب جاہ، حب مال، حب شہرت اس کا پس منظر ہوتا ہے۔متعالم غیر سنجیدہ ہوتا ہے۔جھوٹ، جہل اور فریب اس کا خاصہ ہوتا ہے۔تعالم بہت بڑی انسانی کمزوری اور نقص ہے اور اس کا انجام تباہی ہے۔



تعالم کا دعوی دار فکری طور پر نابالغ ہوتا ہے، ناپختہ ہوتا ہے، ناپختہ کاری، ناتجربہ کاری، پھکڑ پن، سطحیت، الھڑ پن، ضد اور ناسمجھی اس کی پہچان ہوتی ہے وہ سب سے پہلے اپنا دشمن ہوتا ہے، پھر حقائق کا، سچائیوں کا اور اقدار دین وسماج کا دشمن بن جاتا ہے۔

علم کے دعوی داروں کا وجود ہر دور میں رہا ہے اور یہ علمی دعوی داریاں تمام علوم وفنون کے ہر میدان میں رہی ہیں۔اور ہر جگہ رہی ہیں۔ایسے لوگ ہر فرقے اور ہر طبقے میں ہو سکتے ہیں۔

علمی دعوی داری کی اساس نہیں ہوتی ہے۔نہ دعوی داروں کی کوئی جڑ بنیاد ہوتی ہے۔جب اسلام کارفرما تھا اور علوم دینیہ کی جڑیں گہری تھیں لوگ سمجھ دار تھے، سماج کے اندر صحیح غلط کا شعور قوی تھا تو ان کی شناخت فورا ہو جاتی تھی ایسے لوگ بے اعتبار ہو جاتے تھے۔ان کی جہالت لوگوں کے استہزاء کا سبب بن جاتی تھی۔

ایک صدی سے علمی دعوی داریاں بکثرت بڑھی ہیں، اور بڑے پیمانے پر بڑھی ہیں۔ علمانیت، جمہوریت، مادیت اشتشراق تحریکیت، رافضیت اور خارجیت کے مجموعے نے انفرادی واجتماعی طور پر تعالم کو سارے عالم اسلام میں کافی حد تک بڑھا دیا ہے بلکہ اس وقت تعلیم دعوت افتاء، خطابت اور صحافت پر تعالم کا راج ہے۔ان سے تعلیمی ادارے بگڑے، تنظیمیں بگڑیں فرد وسماج بگاڑ کا شکار ہو گئے۔

## ☆ تعالم کی شرعی حیثیت:

تعالم اور متعالم دونوں شرعا مرفوض ہیں۔دونوں ان نصوص کے نشانے پر آتے ہیں۔

**قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰهِ مَالَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (الاعراف:۳۳)**

کہ دو میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو جو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ اور ناحق

زیادتی کو حرام ٹھہرایا ہے اور اس کو بھی کہ تم کسی کو اللہ کا شریک ٹھہراؤ جس کی اس نے کوئی سند نہیں اتاری، اور اس کو بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔

اس آیت میں چار حرام دادہ امور ہیں ڈھکی چھپی بے حیائی، ناروا گناہ گاری اور بغاوت شرک جو بے دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بے جانے گل افشانی۔ ذاتی طور پر اپنی خرابی اور بے اساسی کے سبب یہ مستقلاً حرام ہیں ہمیشہ یہ حرام تھے اور رہیں گے تمام انبیاء کی شریعتوں میں بھی یہ امور حرام تھے۔ تعالم ان چاروں پر ہاتھ صاف کر لیتا ہے اور انھیں اپنے فروغ کے لئے جائز بنالیتا ہے۔ یہ چاروں قابل غور ہیں۔

تعالم میں دلیل وحجت کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ تعالم سراسر بے راہ روی اور باغیانہ تیور کا نام ہے۔ تعالم میں ہر شے ناحق دعوی داری ہوتی ہے۔ ہوی وہوس کی باتوں کو تعلیم الٰہی بنایا جاتا ہے۔ اس لئے تعالم سے ڈھکے چھپے فواحش کا ارتکاب بھی ہوسکتا ہے۔ تعالم دعوی داری واستحقاق کی ذہنیت بناتا ہے اور ہر شے اس کے لئے جائز ہوسکتی ہے۔ شرک جو بلا دلیل ہے کا ارتکاب بھی ہوسکتا ہے۔

قرآن کریم میں مذکور ان چار محرمات کے ارتکاب کا اطلاق تعالم اور متعالمین پر ہوسکتا ہے اس طرح کی درجنوں آیات تعالم اور متعالمین کی مذمت رفض اور استنکار پر موجود ہیں۔ ہوس کو معبود بنانے کی مذمت پر آیات۔ کبر وتعنت کی مذمت پر آیات۔ سرخروئی کے حصول کی مذمت پر آیات۔ زر ومال کے حصول کے لئے دین کے استحصال کی مذمت پر آیات۔ تعالم اور متعالم کے رفض کا موضوع ہیں۔

رسول پاک ﷺ کی بے شمار احادیث میں جہالت کی مذمت ہے، گپ ہانکنے والوں کی مذمت ہے دعوی داریوں کی مذمت ہے۔ فریب خوردگی اور فریب دہی کی مذمت ہے چند احادیث زیر ملاحظہ ہیں۔

ان اللـه لا يـقبض العلم انتزاعا ينتزعه من الناس، ولكن يقبض العلم



بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلوا و أضلوا (بخاری مسلم)

اللہ تعالیٰ اس طرح علم نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے سینوں سے اسے کھینچ لے اس کے برعکس وہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعہ اٹھائے گا اور بات یہاں تک پہنچے گی کہ جب وہ کسی عالم کو نہ رکھ چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے ان سے پوچھا جائے گا وہ بے علم فتوی دیں گے خود گمراہ ہوں گے دوسروں کو گمراہ کریں گے۔

جب تثبت اور تیقن اور ان کے لئے فراہم علمی دلائل کو چھوڑ کر لوگ زبانی دعوے کو سب کچھ سمجھ بیٹھیں اور جتھا بندی کے ذریعہ اپنے توہمات اور اکاذیب منوالے جائیں تو اس کا انجام رفع علم اور شیوع جہل ہے۔ تثبت اور تیقن کو چھوڑ کر جھوٹے دعووں کے شکاریوں کی مذمت ہے رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

المتشبع بما لم يعط كلابس ثوبی زور (بخاری مسلم)

انسان کو جو شے نہیں ملی ہے اس کی جھوٹی دعوی داری ایسے ہے جیسے انسان جھوٹ کے دو لباس پہنے ہوئے ہو۔

کتنی عظیم حقیقت بیان ہوئی ہے اس فرمان میں۔ انسان کے پاس کسی شے کے متعلق تیقن نہیں۔ بے دلیل باتیں، اکاذیب اور پروپیگنڈے۔ اور چھکے ایسے جیسے ساری حقیقتیں اس کے پاس گروی ہیں۔ ایسا شخص جھوٹ ہی جھوٹ، فریب ہی فریب کی زندگی گذارتا ہے۔ خود کا اکتساب علم نہیں۔ اندھا دوسروں کی لاٹھی کے سہارے دعوتی افتائی پہلوانی دکھلاتا ہے۔ ایسا دعوی دار دوہرے جھوٹ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اخلاص ومروت سے خالی۔ دجل ومکر اوڑھنا بچھونا۔ خیانت اور حرام خوری وطیرہ۔ امت پر فدا ہونے کی بات۔ ایسا شخص فریبی اور دوسرے دروغ گوئی کا مرتکب۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

أفرى الفرى ان يرى الرجل عينيه مالم تريا (بخاری)

سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ دکھلائے جو انہوں نے دیکھا نہیں ہے۔

یہ تعالم کی کہانی ہے جو پڑھا نہ جانا نہ سیکھا ظنون واوہام کا شہزادہ اور بات علم معرفت اور مشاہدے کی کرے۔ اس تعالم میں ناول افسانے ڈرامے سبھی آجاتے ہیں۔ سب جھوٹ کا کاروبار ہیں۔ وقت انرجی اور صلاحیت کے ضیاع کے ساتھ، فساد اور بگاڑ کا وسیلہ ہیں۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

من سمّع، سمّع الله به ومن يرائى يرائى الله به (متفق عليه)

جو طلب گار شہرت ہوگا اللہ تعالیٰ اس کا بھانڈا پھوڑ دے گا، اور جو ریاکاری کرے گا اسے ننگا کر دے گا۔

تعالم کی گھٹیا سوچ اور چیپ رویے کے لئے حدیث کی یہ وعید بہت زبردست ہے۔ یہ حدیثیں سن کر سارے ریاکاروں اور مکاروں کو ہل جانا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يا ايها الناس من علم شيئا فليقل به، ومن لم يعلم فليقل الله أعلم فان من العلم ان تقول مالا تعلم الله اعلم قال الله تعالى لنبيه صلى الله عليه وسلم (قل ما أسئلكم عليه من أجر، وما أنا من المتكلفين) (بخاری)

علم کے دعوی داروں کو یہ براہ راست نصیحت ہے اور بڑی جاندار، صحابی رسول نے آیت سے استدلال کر کے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کو کسی علمی تکلف میں پڑنے سے منع کیا اور پوری نوع بشر کے سامنے اس کا اعلان کروا دیا۔ جو نادان علم کو شیخی فیشن شہرت اور دولت کا سامان بنا کر ادعائے علم کرتے ہیں ان کی بدنصیبی میں کیا مجال ہو سکتا ہے۔ ایسے لوگ علم دین اور انسانیت کے دشمن ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هلك المتنطعون قالها ثلاثا (مسلم)

شگوفہ بازی کرنے والے ہلاک ہوگئے، اس بات کو رسول پاک ﷺ نے تین بار دہرایا۔



ایک جملے میں سارے علم کے دعوی داروں، شگوفہ بازوں کا صفایا کر دیا گیا۔ تعالم پر واضح اور صریح فرمان نبوی کے ہوتے مسلم سماج میں نہ شگوفہ بازوں کا وجود رہنا چاہیے، نہ علمی وعملی دعوی داروں کا۔

ایسے لوگ بارگاہ الٰہی میں کس برتاؤ کے مستحق ہیں؟ رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

ان الله يبغض البليغ من الرجال الذى يتخلل بلسانه كما تتخلل البقرة (ابوداؤد، ترمذی)

بے شک اللہ ایسے بلیغ خطیب کو ناپسند کرتا ہے جس کی زبان گائے کی زبان کی طرح چلتی ہے۔

گائے کی زبان اس کے پورے منہ میں گھومتی ہے۔ کھائے تو جگالی کرے۔ اسی طرح ایک خطیب اگر بات کرے اور تکلفا منہ بھر کے بات کرے تو اس سے طے ہوتا ہے کہ وہ تکلفات کا شکار ہے۔ بناوٹی جملے اور کلمے منہ سے نکال رہا ہے۔ دل زبان کا ساتھ نہیں دے رہا ہے بلکہ الفاظ اور جملوں کی پسپائی ایسے ہو رہی ہے کہ دل بیچارہ ڈر کر کنارے جا لگتا ہے اور انسان کی بات مشینی حرکت کی سی رہ جاتی ہے۔ علمی دعوی داروں کے ناپسندیدہ ہونے کی ایک ادا یہ بھی ہے۔ ایسے لوگ آخری درجہ کے کھوکھلے، شیخی باز اور شوباز ہوتے ہیں۔

متعالمین اور علمی دعوی داروں کی مذمت میں بہت زبردست حدیث رسول پاک ﷺ سے وارد ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ ارشاد ہے۔

بے شک میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ لوگ ہیں اور روز قیامت میری مجلس سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو اچھے اخلاق کے ہیں۔ اور میرے لئے سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ لوگ ہیں اور روز قیامت مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو بہت زیادہ بکتے ہیں، چبا چبا کر باتیں کرتے ہیں اور منہ بھر کر باتیں کرتے ہیں۔

سارے علمی دعوی دار بہت بکواسی بہت بتو اور بہت شیخی باز ہوتے ہیں۔ تینوں الفاظ ثرثرہ تشدق اور تفیہق انسان کے تکلفانہ طرز کلام وطرز گفتگو کو عیاں کرتے ہیں۔ آدمی جب بلاوجہ کثرت کلام کا عادی بن جاتا ہے تو اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ علم کا دعوی دار ہے، چبا چبا کر

بات کرنا تکلف کی دلیل ہے اور معیوب ہے ایسا انسان بے جا قابلیت کے مظاہرے کے لئے بات کرنے یا خطاب کرنے کا یہ انداز اختیار کرتا ہے ۔منہ بھر کے بات کرنے میں انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھاری بھرکم بن جائے اور اس کی بات بھی بھاری بھرکم بن جائے ۔آدمی کچھ نہیں ہے یا بہت معمولی ہے لیکن زبان وبیان اور طرز کلام کے سہارے بڑا بننے کی کوشش کرتا ہے صاحب علم ہونے کا ناٹک کرتا ہے ۔محض فریب خوردہ اور فریب دہ۔آج ایسے خوش فہموں اور عجب پسندوں کی بڑی تعداد ہے۔

علم کا دعوی دار شر کی علامت ہے، اس کا وجود فضل وکمال کو تباہ کرنے اور انسانیت کو گھٹانے کا سبب بن جاتا ہے۔رسول پاک ﷺ کے فرمان سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ارشاد ہے:

من اشراط الساعة ان يلتمس العلم عند الأصاغر (طبرانی)

قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم کو چھوٹ بھیوں کے پاس تلاش کیا جائے۔

یہ اصاغر کون ہیں، یہی متعالم علم کے دعوی دار۔علامت قیامت انحطاط وزوال اور عام شر کے وقوع کی خبر ہے۔ایسے ماحول میں اصاغر ہی پیدا ہوتے ہیں، اور انھیں کو علمی مرجعیت مل جاتی ہے۔اور یہی ہو رہا ہے۔ہر طرف ایسے ہی لوگوں کی دھوم ہے۔

رسول پاک ﷺ نے ایسے عناصر شر کے حرف ونوا دونوں کی مذمت کی ہے، ان کی نوا پر دو تین حدیثیں گذریں۔ایک حدیث نے ان کے قلم کی شگوفہ کاریوں کی فساد انگیزی کی نشاندہی کی ہے۔ارشاد ہے۔

ان من اشراط الساعة ان يظهر القلم (احمد)

قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ قلم نمایاں ہوگا۔

رسول پاک ﷺ کی یہ پیشین گوئی اس وقت سو فیصد پوری ہو رہی ہے۔ساری دنیا میں اس کا شور مچا ہوا ہے۔سوشل میڈیا نے شر کا طوفان مچا رکھا ہے۔صحافت کی فساد انگیزی تو تھی ہی۔اب پرنٹ میڈیا کے ساتھ الکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا نے ہر طرف شر ہی شر پھیلا رکھا ہے۔



سارے نابالغ، شیخی باز، غلط کار، دعوی دار قلم کو سامان شر وفساد بنائے ہوئے ہیں۔دین کے نام پر اتنی رکاکتیں نقائص، مذمتیں، سب وشتم تہمتیں بدگمانیاں تکفیر اور لعن طعن ہیں کہ الامان والحفیظ لگتا ہے ساری دنیا حرف ونوا لے کر صرف گالی گلوج پر اتر آئی ہے ان حرکتوں سے لگتا ہے دنیا میں اب کوئی خیر رہا ہی نہیں صرف شر ہی شر ہے اور سب برابر ہیں اچھے برے کے امتیاز کی ضرورت نہیں رہی۔اکثر نابالغ اور دعوی دار ہی اس میڈیا سے جڑے ہوئے ہیں۔

## ☆ تعالم پر سلف کی ماتم گساری

علماء نے تعالم پر بہت سے محاورے ایجاد کئے ہیں، اس کی حقیقت بیان کی ہے اور اس پر ماتم کیا ہے۔اس کی مذمت سے آگاہ کیا ہے۔ان محاوروں کو اردو میں ڈھالیں تو ان کی صورت کچھ یوں بنے گی۔

پھل پکا بھی نہیں مارکیٹ میں آگیا۔نہ چھیلا نہ کاٹا تیر بن گیا، انگور پکا نہیں کشمش بن گیا چلا بھی نہیں پھسلا۔موجودہ حالات کے سیناریو میں متعالم کا صحافتی دانشور، میڈیائی فقہاء، سیکولر ملا ٹی وی ملا، میڈیا نیم ملا۔ان کے بقول برادرز سسٹرز کے جتھوں پر ان محاوروں کا اطلاق ہوگا ان لوگوں پر اس میں اضافہ کرلیں تحریکی لونڈوں، سرپھروں کا۔آج کے ان تعالم پسندوں میں خارجیت کے بہت سے ظواہر ومظاہر پائے جاتے ہیں اور جو تحریکی متعالم تکفیر وقتل کے قائل ہوگئے وہ مکمل خارجی ہیں۔نظریاتی طور پر اکثر تحریکی خارجی ہیں۔اور سلفیت سے تعلق جوڑنے والے سارے سیکولر ٹی وی اور میڈیا ملاؤں یا برادر وسسٹرز ملاؤں اور ملانیوں میں کم از کم دس مظاہر خارجیت پائے جاتے ہیں۔گو انھیں کامل دائرہ خارجیت میں نہیں پہنچاتے۔مسلم سماج میں یہ سارے تباہ کن جراثیم پھیلے ہوئے ہیں۔ان کی تشخیص ضروری ہے تاکہ ان کی تباہی سے بچا جاسکے۔

حضرت علی نے علم وجہل سے متعلق ایک اصولی بات کہی:

العلم نقطة كثرها الجاهلون

علم ایک نقطہ ہے جسے جاہلوں نے پھیلا دیا ہے۔

حضرت علی کا یہ فرمان علم کو دکانداری بنانے اور سامان تجارت بنانے والوں پر رد ہے۔ان کا یہ تبصرہ سابقہ ادیان کے ماننے والے تعالم پرستوں پر ہے۔یہی آج کے متعالمین پرفٹ آتا ہے جو اخلاص سے علمی اسرار، حکمتیں اور نقاط کے حصول سے زیادہ حواشی اقوال اور آراء کی تکثیر پر زور دیتے ہیں۔ایسا بھی ہوتا ہے انسان معتبر عالم ہے مگر اس کا علم اس کا ساتھ نہیں دیتا اسے بصیرت تفقہ اور استنباط سے واسطہ نہیں ہوتا۔نتائج نکالنے کے بجائے پھیلاؤ پر یقین رکھتا ہے سنی سنائی باتوں پر یقین کرتا ہے شکوک وشبہات کا شکار ہوتا ہے افکار ونظریات باطلہ کے تندسیلاب میں بہ جاتا ہے ، تاویلات کے وسیع میدان میں بھٹک جاتا ہے ۔ یہ سب تعالم کی کارفرمائیاں ہیں۔

امام شافعی نے فرمایا:

فالواجب على العلماء ألا يقولوا الا من حيث علموا وقد تكلم فى العلم من لوامسك عن بعض ما تكلم فيه منه لكان الامساك اولى به، وأقرب من السلامة له ان شاء الله

علماء کے لئے ضروری ہے کہ صرف اتنا بولیں جتنا انھیں پتہ ہو،علم کے متعلق ایسے لوگوں نے لب کشائی کی ہے جو اگر بعض علوم دین میں نہ بولتے تو ان کے لئے بہت اچھا ہوتا،اور سلامتی ان کے لئے آسان ہوتی۔

ابن عبدالبر اور دیگر ائمہ نے فرمایا:

لوسكت من لا يعلم لسقط الخلاف

اگر بے علم چپ رہتے تو اختلاف ساقط ہو جاتا۔

سارے سیکولر ملا تحریکی ملا، ٹی وی انٹرنیٹ ملا یا برادرز وسسٹرز ملاؤں اور ملانیوں نے یہی



غضب ڈھایا ہے۔

امام ابن القیم نے متعالم کے متعلق فرمایا ہے۔

ضخم العمامة واسع الأردان

متفيهق مستضلع بالجهل ذو ضلع، وذوجلح من العرفان

مزجى البضاعة فى العلوم وانه زاج من الالهام والهذيان

يشكوا الى الله الحقوق مظلما من جهله كشكاية الأبدان

من جاهل متطبب يفتى الورى ويجل ذلك على قضا الرحمن

امام ذہبی نے فرمایا:

فوالله لان يعيش المسلم أخرس وأبكم خير له من ان يعيش....

قسم اللہ کی ایک مسلمان گونگا بہرہ جیئے اس سے بہتر ہے کہ وہ متعالم بن کر جیئے۔

حافظ ابن حجر فرماتے:

اذا تكلم المرء فى غير فنه، أتى بهذه العجائب

جس فن کا آدمی نہ ہو،اگر بات کرے گا تو اس سے عجائبات سرزد ہوں گے۔

سارے تحریکی مودودی سے لے کر غامدی اصلاحی، اسرار احمد، اسرار عالم راشد شاذ...تک سب اسی طرح کے عجائب روزگار ہیں علوم وفنون اور قواعد سے بے خبر۔بیٹھ گئے دانشوری کرنے۔ اور مفروغ عنہ مسائل سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے،علمی وفنی بے خبری کے سبب اختلافات،شذوذ، اباحیت،استنکار اور دعوی داریوں کا دروازہ کھول دیا سیکولر علوم سے آراستہ پھکڑ جذباتی نوجوانوں کے لئے فتنہ بن گئے۔

سفیان ثوری سے نااہلوں کی تحدیث کے متعلق سوال کیا گیا جواب تھا۔

اذاكثرا الملاحون، غرقت السفينة

جب ملاح زیادہ ہوں گے تو کشتی ڈوب جائے گی۔

دعوی داروں کے متعلق حضرت حسن بصری فرماتے ہیں۔

اللهم نشكو اليك هذا الغثاء

اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں اس جھاگ کے متعلق فریادی ہیں۔

شعبہ کا قول ہے۔

يريدون ان يعظموا بذلك

دعوی داری سے عظمت کے خواہاں ہیں۔

ابن حزم کا قول ہے۔

لا آفة علـى العلوم وأهلها، أضر من الدخلاء فيها، وهم من غير أهلها، فانهم يجهلون، ويظنون أنهم يعلمون ويفسدون، ويقدرون أنهم يصلحون.

علوم اور علما کے لئے سب سے نقصان دہ مصیبت ان کی صفوں میں گھسے طفیلی اور درانداز لوگ ہیں۔ یہ سب جاہل ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں یہ عالم ہیں فساد مچاتے ہیں اور طے کر کے رکھتے ہیں کہ یہ مصلح ہیں۔

امام شاطبی نے فرمایا:

قلما تقع المخالفة لعمل المتقدمين الا من أدخل نفسه فى أهل الاجتهاد، غلطا او مغالطة

متقدمین کے عمل سے بہت کم مخالفت پیدا ہوتی ہے الا یہ کہ جس نے غلطی سے یا مغالطے سے خود کو مجتہدین میں شمار کرلیا۔

علمی دعوی دار کے متعلق حکیم ترمذی کا خیال ہے۔

ضعف ظاهر، ودعوى عريضة

نمایاں ضعف، اور لمبے چوڑے دعوے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ایام کے خلفشار اور فتنے کے دور کے متعلق حضرت لبید



رضی اللہ عنہ کا بحسرت یہ شعر پڑھتیں۔

ذهب الذين يعاش فى اكنافهم وبقيت فى خلف كجلد الاجرب

وہ لوگ اٹھ گئے جن کے درمیان زندگی کٹ سکتی تھی۔ میں خارشی کھال والی مخلوق کی مانند پیچھے رہ گیا ہوں۔ اور کہتیں۔

رحم الله لبيدا فكيف لو ادرك من نحن بين ظهرانيهم

رحم فرمائے اللہ تعالیٰ لبید پر ان کا کیا حال ہوتا اگر انھیں ان کے درمیان رہنا پڑتا جن کے بیچ ہم رہتے ہیں۔ شیخ بکر بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

كيف لو راوا فى زماننا تكاثرهم حتى ساموا باعة البقول عددا ولو لم يبق منهم من يحسن الجمع بين كلمتين الا استطال على منازل العلماء

کیا حال ہوتا اگر یہ لوگ ہمارے زمانے میں ان کی کثرت دیکھتے جن کی تعداد سبزی فروشوں کے برابر ہوگئی ہے۔ ان دعوی داروں میں ایک بھی اگر ایسا ہو جو دو کلمے جوڑ سکے تو وہ بھی علماء کے منازل پر دست درازی کرتا ہے۔

ادعاء علم کے لئے یا مدعیان علم کے لئے علم کی ضرورت نہیں ہے۔ بس قلم دوات کی ضرورت ہے۔ صحافتی علمی دعوی دار قلم دوات کے سہارے زمانے تک جہل کا بازار گرم کئے رہے اور اب بھی کئے ہوئے ہیں۔ اب تو ان کی املا بھی درست نہیں۔ اگر کسی محفل میں سخن نوا ہوں تو تلفظ کا حلیہ بگاڑنے میں مہارت دکھلا سکتے ہیں۔ سوشل میڈیا نے قلم دوات کے تکلف کو بھی ختم کر دیا ہے اب تو بس موبائل فون پر فنگر ٹپ سے دعوی داریوں اور جہالتوں کا زہر اور عفونت دل ونگاہ پر حملہ آور۔

علم کے دعوی دار طفیلی، درانداز، علم کے رہزن، بدنصیب، بدنیت اور بدعمل ہوتے ہیں۔ یہ اباحیت پسند موذی، علم ودین کے لئے تہمت اور فرد وسماج کے لئے بھوت ہوتے ہیں، ڈراونے، ڈرا کر، دھما کر، فریب دے کر ٹھگنے والے۔ یہ سراپا شر ہوتے ہیں۔ بظاہر ہنر وجلال کے مظہر اور بباطن عیار ٹھگ بکاؤ ذلیل کمین ہر خیر سے عاری۔

تعالم کے دعوی دار کی دعوی داری زیادہ دنوں تک نہیں چلتی، اللہ تعالیٰ انھیں اکسپوز کردیتا ہے یہ آخر رسوا اور ننگے ہوجاتے ہیں۔ بدنامی ناکامی اور رسوائی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

جس علمی دعوی دار کا جتنا بڑا تانا بانا، راباڈھابا ہوتا ہے۔اسی کے بقدر اس کی مضرت بڑی ہوتی ہے۔ دین وملت کے لئے اس کے نقصانات بڑھتے ہیں۔

ان کے انجام کے متعلق حضرت قتادہ کا قول ہے۔

من حدث قبل حينه افتضح فى حينه

وقت سے پہلے جو شخص تحدیث کا کام کرے گا اپنی زندگی میں رسوا ہوجائے گا۔

ہر علمی دعوی دار کا یہی حال ہوتا ہے۔ صلاحیت، اور مسئولیت سے عاری۔ نااہلی سے بھرپور۔لیکن حب جاہ، حب مال اور حب شہرت کے دیوانے۔ یہ دیوانے علمی اور دینی تقاضوں کو نظر انداز کر کے تہور اور دلیری دکھلاتے ہیں۔اتاؤلے پن کا شکار بن جاتے ہیں۔ دنیوی فوائد کے حصول میں تیز رفتاری دکھلاتے ہیں۔ سارے ناجائز طریقے استعمال کرتے ہیں۔فریب اور جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ چڑھ جاتے ہیں بلندی پر اور پھر گرتے ہیں ذلت ورسوائی کے کھڈ میں۔

## ☆ تعالم بگڑی نیت اور بگڑی سیرت کا نتیجہ

عام مفید علم اور خاص کر علم دین بذاتہ ایک قابل قدر چیز ہے اسے تقدس اور منزلت حاصل ہے اس کے تقاضے ہوتے ہیں۔اس کے شاندار نتائج ہوتے ہیں۔ عالم کی علم کے مطابق عظمت اور شان ہوتی ہے وقار سنجیدگی ذمہ داری امانت اور خیر خواہی کا جذبہ ہوتا ہے۔

تعالم، جھوٹ کھوکھلا پن فریب اور تباہ کاری ہے اور متعالم خوش فہم، فریبی اور جھوٹا ہوتا ہے۔ تعالم متعالم کی بگڑی نیت اور بگڑی سیرت کا نتیجہ ہوتا ہے۔تعالم میں نہ علم کی ضرورت ہے نہ اخلاق کی نہ ذمہ داری کی یہاں صرف دعوی ٹھوکنے ڈھیٹ اور بے شرم ہونے کی ضرورت ہے۔



تعالم بگڑے ماحول میں بڑھتا اور پنپتا ہے۔علم کی قدر ومنزلت کے ماحول میں تعالم صحرا کا پھول بن کر رہ جاتا ہے۔مگر بگڑے ہوئے ماحول میں وہ امر بور بن جاتا ہے۔آج تعالم فرد وسماج کے لئے امر بور بن گیا ہے۔امر بور ایسا پودا ہے جو درخت پر چڑھتا ہے اور اس پر چھا جاتا ہے اور اس کی نمو کی صلاحیت کو چوس لیتا ہے۔

بگڑے ماحول میں میڈیا کے دور میں تعالم امر بور بن گیا ہے۔اشتہار اور اعلام کے ذریعے سارے بونے قدآور، سارے متعالم عالم، سارے جہلاء علامہ فجار جرائم پیشہ اور حرام خور داعیان اکبر والعیاذ باللہ۔

اس وقت تعالم اور دعوی داری ایک فردی مسئلہ نہیں رہ گیا ہے۔تعالم اور متعالمین کا ایک گینگ بن گیا ہے۔علم کی ناقدری تفقہ اور بصیرت کے فقدان نے فرد اور معاشرہ میں ان کی سلطنت قائم کردی ہے۔تعالم کے سارے مجرم دین وملت کو تباہ کرنے کے لئے دندناتے پھرتے ہیں۔نہ کوئی بندش ہے نہ لگام ہے۔فرد وسماج ان کے لئے خوان یغما بنے ہوئے ہیں۔

تعالم ایک ہمہ جہتی فتنہ بن گیا ہے۔ ہر شعبہ علم وعمل میں تعالم نے اپنے قدم جمالئے ہیں۔ اور خاص کر ہمارے حلقے میں۔ یہاں علماء کا کوئی جاہ ومرتبت نہیں۔نظم وضبط کا فقدان تو زمانے سے ہے۔ایک ہی چیز ہے جو دوسرے مکاتب میں نسبتاً تعالم کے فتنے کو زیادہ پھیلنے سے بچا رکھا ہے وہ ہے ان کے علماء کی سماج پر پکڑ اور ان کی قدر ومنزلت۔ ہمارے ہاں ہر نابالغ بھی دانشور بن گیا ہے آزاد ہے اور چاند ماری کے کام میں مگن۔نہ اسے اپنی اوقات کا پتہ نہ اپنی لمٹ کا۔گینگ کا کوٹھا بن گیا ہے جو جتنا رجھالے جائے اتنا لوٹ لے۔جو جتنا بولی لگالے اتنا حاصل کرلے۔

تعالم اگر منظم ہوجائے تو اس کی اجتماعی تباہ کاری دین وملت کے لیے سب سے بڑا خطرہ بن جاتی ہے تحریکی تباہ کاری دیکھ لیجئے سارے کے سارے تحریکی شیخ چلی کس قدر سر پھرے ہیں، ہر علم کی رمق اور حقیقت سے عاری بانئ تحریک کے تعالم سے لے کر آج سڑک چھاپ تحریکی کے تعالم سے دین وملت تباہ ہے، ان کے تعالم کے حملوں سے دین وملت اور علم سب تباہ۔

تحریکی تعالم نے خود اپنی پہچان سرپھراپن اور لونڈا پن بنایا، خارجیت جدیدہ کو جنم دیا، رافضیت کے ساتھ تحالف وتعاضد کیا تینوں نے مل کر دین وملت کو غارت کردیا۔تحریکی تعالم پرستوں نے حرث ونسل کی وہ تباہی کی کہ مسلمان تاتاری حملے بھول گئے ،تحریکیت رافضیت اور خارجیت کے مثلث فتنے نے تاتاری تباہ کاری کو پیچھے چھوڑ دیا۔ان کی حماقتوں نے سارے عالم میں مسلمانوں کے اندر آگ لگادی اور یہ خود دشمنان اسلام کی امت پر یلغار کا سبب بنے۔ لیکن بے حسی کا یہ عالم ہے ان مجرموں کو اب بھی مسلم اور غیر مسلم سماج میں اہمیت حاصل ہے اور سارا نزلہ سلفیت اور سلفیوں پر اترتا ہے۔ان سب کا جھوٹ اور منافقت بھی قابل دید ہے۔

انہوں نے سارے اباطیل کو قبول کرلیا حکومت الہیہ کی جگہ سیکولرزم اور جمہوریت کے اب یہ عاشق ہیں۔تفسیر بالرائے بھی حدیث کی تخفیف اور انکار بھی۔صحابہ کی تخفیف اور انکار بھی۔تاریخ امت سے نفرت بھی قرون خیر کا انکار بھی اسلامی حکومتوں سے برائت بھی امت سے براءت رافضیت سے ولاء،علوم اسلامیہ کی ناقدری خارجیت کی تولید۔

تعالم بڑا بننے کا ایک نشہ ہے۔استحقاق کا اعلان ہے۔ایک جاہل بھی اس کا شکار ہوسکتا ہے اور ایک عالم بھی۔انسان اپنی لمٹ سے بڑھ کر علم کا دعوی کرے یہی تعالم ہے۔تعالم کی کمیت اور کیفیت میں کمی وبیشی ہوسکتی ہے۔ایک جاہل کا تعالم مہلک ہے اور ایک عالم کا تعالم مضر ہے۔ جاہلوں کا اجتماعی تعالم تباہ کن ہے اور ایک عالم کا فردی تعالم مضرت رساں ہے۔ ہرطرح کا تعالم کہیں بھی اور کسی وقت بھی ممکن ہے۔

تعالم اور علمی دعوی داری کے اثرات فرد سماج، معاشرہ، تنظیم، ارادوں، مساجد اور مدارس پر مرتب ہوسکتے ہیں۔معیشت سیاست سب اس سے متاثر ہوسکتے ہیں۔ اورفی الواقع سب اس سے ضرررساں ہیں۔تعالم کی نااہلی اور بدتمیزی اور اس کی دعوی داریوں سے خاص کر علماء عذاب میں ہیں۔

تعالم نیت بد اور سیرت بد کا نتیجہ ہے۔جب بھی انسان اخلاص سے خالی ہوگا۔حسن سیرت



حسن خیال سے عاری ہوگا۔اس کے اندر لالچ پیدا ہوگی حرص وہوس کا شکار ہوگا شہرت اور مقبولیت کا دیوانہ ہوگا علمی دعوی داری اس کے اندر سرابھارے گی اور فساد پھیلائے گا۔

علم کی دعوی داری اپنے اندر بڑی کشش رکھتی ہے۔کم عقل کم فہم اسے بڑی تیزی سے قبول کرتے ہیں۔دعوی داری میں مبالغہ آرائی فریب اور جھوٹ کے اندر بڑی مقناطیسیت ہوتی ہے۔ متعالم چونکہ اصول ضوابط اور مسئوولیت سے آزاد ہوتا ہے کھوکھلے الفاظ اس کے ساتھی ہوتے ہیں اس لئے اسے بھڑکیں مارنے ریجھنے رجھانے بھرم میں آنے بھرمانے کا فن خوب آتا ہے۔ سلبیات کے اندر چمک ہوتی ہے۔ ہدم کی طاقت زبردست ہوتی ہے۔اس لئے خالی ذہن، بے مقصد اور کم فہم لوگ بہت تیزی سے آگے آتے ہیں تحریکیت کی مثال سامنے ہے۔

علم کو کمائی کا پیشہ بنانے والے تعالم کا شکار بنتے ہیں۔ ہر مذہب میں ایسے لوگ ہمیشہ رہے ہیں اور ہیں ان کی کمی نہیں۔امت محمدیہ میں اس کی ابتدا خارجیوں اور شیعوں سے ہوئی۔ پھر ان کے تعالم نے انھیں گمراہ فرقہ بنادیا اور آج تک یہ فتنہ برقرار ہے۔ان کا علمی وفکری سفر تعالم سے شروع ہوا پھر یہ ضلالت تکفیر اور قتل وخوں ریزی تک پہنچ گئے۔

منافقین کا نفاق تعالم کے ساتھ مضبوط رشتہ رکھتا ہے۔تعالم ہی ان کے خود ساختہ فکر وفہم کے اسٹیم کو برقرار رکھتا ہے۔سارے گمراہ فرقے اپنی گمراہی کا سفر تعالم سے ہی شروع کرتے ہیں اور ایک الگ پہچان بنالیتے ہیں۔مسلکی فرقہ پرستی وتعصبات کی تقلیدی اعتقادی،صوفی فقہی سماجی سیاسی علمی تاریخی تذکرہ جاتی ،فکری وفنی خرابیاں حتی کہ بدعات شرک اباحیت پسندی اور ان کی مخاصمت قتل وخونریزی کی جڑ میں تعالم ہے۔ برصغیر میں دیوبندی بریلوی تعالم سے شرک اور بدعات کو فروغ حاصل ہے دیوبندی تاریخی تذکرہ جاتی ،ملفوظاتی تعالم سے ہر شر کی بو آتی ہے ان سے صرف جھوٹ وابستہ ہے اور جھوٹ پروان چڑھتا ہے تبلیغی جماعت کا تعالم وقت کا سب سے بڑا فتنہ اور فساد ہے اور سلفیت کے حق میں ہر تبلیغی مکفر مفسق مفسد اور مہدم مساجد ہے۔مہدویت کے دعوے صرف تعالم پر مبنی ہوتے ہیں اور گمراہی اور فتنہ کی ایک شکل اختیار کر لیتے ہیں۔نبوت کی

دعوی داری تو شیطنت ہے اور ابلیسیت کی لعنت ہے مگر اس کا بڑا ہتھیار تعالم ہوتا ہے۔ مرزا غلام سے بڑا ہانکو پھینکو شاید ہی تاریخ میں کوئی موجود ہے اس کے تعالم کو چالیس جلدوں میں چھاپا گیا ہے اسے روحانی خائن کا درجہ ملا ہوا ہے۔ اس کی ابتدا اور انتہا کل فریب اور جھوٹ کا تعالم ہے۔

استشراق تعالم کی ایک بدترین شکل ہے لیکن استعمار کے جبروت اور مستعمر کی بزدلی اور ضعف نے اس سانپ کو ایسا زہریلا اور محبوب بنایا کہ اب بھی ان کے ٹوٹکے، تخرصات، اباطیل اور اتہامات کے مریض ومنافق مسلم اسکالر دیوانہ ہیں۔ اس تعالم نے عالم اسلام اور مسلمانوں کے سیکولر تعلیمی اداروں کو تباہ کر دیا۔ اور دنیا کے جتنے شر اور سازش ہیں تعالم کی شکل میں شکل بدل بدل کر مسلمانوں کو ڈستے ہیں دہشت گردی عالمی دہشت گردی میں سارا استشراقی تعالم کام آیا۔

سیکولرزم کی اباحیت اور مادیت کو ہر سو تسلط حاصل ہے اور ہر شے کمرشیلائزڈ ہوگئی ہے ہر شے سامان تجارت بن گئی ہے اس کے نتیجے میں تعالم کے جھوٹے شکاری سارے دینی اداروں میں بھر گئے اور تعالم ایک زبردست فن بن گیا زرکشی کا اکتساب زر کا۔ امامت، تدریس، مساجد، دعوت، تقریر، قلم کاری سب تعالم کا شکار ہوگئے۔ تعالم کے فن کار، علم اور علماء کے حسن وجمال کے ڈاکو بنگئے اور سارے عالم میں یہ تماشا شروع ہوگیا۔

تحریکیت کے بگڑے ہوئے فلول ہمارے یہاں در آئے۔ پھر تعالم نے نیا روپ اختیار کیا، سیکولر ملاؤں کا گروپ ٹی وی ملاؤں کا گروپ میڈیا ملاؤں کا گروپ الگ الگ دکانیں کھول بیٹھا۔ ہلدی کی ایک گانٹھ سے پنساریوں کی دکانیں کھل گئیں۔ علم علماء اور دین کی بے آبروئی کا تماشا ہو رہا ہے اور علماء حیرت زدہ مجبور ان تماشوں کو دیکھتے ہیں بہت سے ان ملاؤں کی ڈوبنے والی کشتیوں کے سوار بن جاتے ہیں۔ سیکولرزم کے مخنث نظام کے نزدیک ہر باطل صحیح ہے اور سب باطل کے کاروان میں شامل۔

علم چاہے شرعی ہو چاہے سائنٹفک ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ علوم طبعی یا سائنٹفک علوم کی احتیاجی حیثیت ایسی ہے کہ تعالم کو وہاں چانس نہیں ملتا ہے اور ان کا دائرہ کار دنیاوی مادی



ضرورتیں ہیں شرعی علوم کا محور انسان کی حیات وممات سب ہے شریعت کے ذریعہ حسنات دنیا وآخرت کا حصول مطلوب ہوتا ہے اور ہر ہر فرد کا لمحہ لمحہ ان کا مخاطب رہتا ہے ان کی اسے ہمہ وقت ضرورت رہتی ہے اس لئے طفیلیوں کو تعالم کے لئے ان گنت طرح ان گنت مواقع ملتے ہیں انھیں مواقع کے تھرو سارے انبیاء کی تعلیمات کرپٹ ہوگئیں۔ نبوت محمدی کو سیفٹی اور فائنلٹی حاصل ہے اس لئے سارے دنیا کے متعالم مل کر اسے کرپٹ نہیں کر سکتے فساد پھیلا سکتے ہیں۔

### ☆ تعالم پر روک

تعالم کو پہچاننا، اس کی نشر واشاعت کے اسباب پرکھنا، اس کے فساد اور مضرتوں پر مطلع رہنا اور اس پر روک لگانا بہت ضروری ہے۔ دین، علوم دین، اصول دین اور قواعد دین وعلوم کا تحفظ لازم ہے، تعالم علوم دین میں ہو، فنون ادب میں ہو، علوم بشری میں ہو، افتاء ودعوت میں ہو، نظم وتنظیم میں ہو، اسلامی اداروں میں ہو، صحافت یا میڈیا میں ہو ہر کے لئے تباہ کن ہے۔ اس کا سدباب ضروری ہے۔ اس کی ترکتازیوں سے دین سماج، معاشرہ حرث ونسل کو بچانا لازم ہے۔

تعالم جھوٹی سندوں جعلی وثائق کے ذریعہ ہو، علم کے استحصال کے ذریعہ ہو، جھوٹے دعوؤں کے ذریعے ہو، تنظیمات پر اداروں پر مساجد پر، تربیت گاہوں پر اور درس گاہوں پر تسلط کے ذریعہ ہو، سب حرام ہے۔ ان تمام بددیانتیوں اور خیانتوں کو روکنا ضروری ہے سمجھدار علماء کی یہ اہم ذمہ داری ہے۔

تعالم کے بڑے بڑے نام ہیں۔ عنایت اللہ مشرقی، غلام پرویز، عبدالرزاق ملیح آبادی، نیاز فتح پوری، مودودی، وحیدالدین خاں امین احسن اصلاحی، غامدی، اسرار احمد، راشد شاذ، اور ان کے چوزے۔ سیکولر اداروں میں شرقیات سے چمٹی سیکولر جونکیں سیکولر جامعات کے سارے مشرقیات کے اسکالرز۔

افسوس اس کا ہے کہ آج دین پسند باشعور علماء بے بس ہیں نہ کسی کو تعالم کے فساد اور تباہ

کاریوں کو سمجھنے کی فرصت ہے نہ روک لگانے کی سکت باشعور و باضمیر لوگ اور علماء بس خون دل جلا سکتے ہیں۔

تعالم کی تاریخی مسلکی علاقائی نسلی فردی واجتماعی تباہ کاریوں اور اثرات سے دعوت حق ومنہج حق بچا سکتا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تعالم سارے مسالک کے اندر ہر علمی فنی تاریخی سماجی وعائلی امور میں ڈیرا ڈالے ہوئے ہے اس کے سہارے ان کے ماننے والوں کی تعلیاں قائم ہیں۔

افسوس اس کا ہے کہ تعالم کے سارے اقسام اسباب اور تباہ کاریوں کی پہچان میں اہل حدیث ناکام رہے بلکہ اسے سہارا دیا جب کہ ان کے اوپر یہ فریضہ بنتا تھا افسوس الٹا یہ اسے آب ودانہ دیتے رہے نائکی تعالم بہت بڑا فتنہ تھا یہ فتنہ علم دعوت اور علماء کو کمرشیلائز ڈ کرنے اور نیلام کرنے پر تل گیا تھا اور کر بھی چکا تھا اور اسے بڑی رقم ہاتھ آئی۔ پروپیگنڈہ جھوٹ اور فریب کا سوداگر اور سارے علماء کا قبلہ بنا ہوا۔ اس کی تباہ کاریوں کا کس نے احساس کیا۔ علم اور علماء اس کے گروی۔ چوزے مجھے دھمکیاں دیتے تھے اور تمام علماء اہل حدیث اور جمعیۃ وجماعت کو زیرو بنانے پر تلے یہ فتنہ اہل حدیث علم، اہل حدیث مال، اور اہل حدیث سامع سے پروان چڑھا۔ اور نتیجہ مسلک کے استنکار، علماء کی اہانت جماعت وجمعیۃ کی اہانت، سارے پاگل اہل حدیث اس کے لئے دیوانہ میڈیا کی چمک دمک اور آب وتاب میں سارے اندھے اور دیوانے۔

اصغری تعالم، خلیفہ راشد، خلافت راشدہ، تقدس تنظیم، سارے کے سارے مولوی حمایت میں کچھ بکے ہوئے، کچھ خریدے ہوئے کچھ اوندھے۔ اکثر تعالم سے بھرمائے ہوئے۔ ہر طرف طوفان بدتمیزی، خیانت، جہل، بدعنوانی، نااہلی کا دور دورہ۔ رات کو تہجد پڑھنے والے مقدس مولوی دن میں لوٹ اور ٹھگی کے ساتھ، والعیاذ باللہ۔ کون تعالم کو سمجھے جب تہجد گذار لوگ قزاقی کے ساتھ ہولیں۔ جب تحقیق ودعوت کے علمبردار جہل وتعالم کے علمبردار بن جائیں۔ نو یہری تعالم ہر سو کسب حلال کا شہرہ۔ ہر سو خدمت دین کا دعوی۔ سارے چیخنے والے مولوی ہیرا کے ساتھ۔ فتوے تائیدات، تقریریں بیانات دعوے ہی دعوے، کھودا پہاڑ نکلی چوہیا۔ جماعت کے



افراد کے اربوں روپئے ان لوٹوں اور گھڑوں نے فلش کر دیئے۔

ہر تعالمی فتنے میں ہم ناکام۔ پرکھنے سمجھنے میں ناکام قدغن لگانے کی بات ہی کیا۔ اتنا زور اور گھمنڈ کہ مخالفت کرنے والے کے خلاف بھیڑیوں کی طرح گھیرنے کی کوشش۔ وکیل کی طرف سے کورٹ میں لے جانے ہتک عزت کا دعوے کرنے اور ہرجانہ وصول کرنے کی نوٹس۔ اور آر ایس ایس کے کتے اور کتوں کے کتے فتنے کے مخالف کے خلاف ناقابل تصور تہمتوں کے ساتھ میڈیا میں۔ ان دین وملت کے غداروں پر کس نے لگام کسا۔ جمعیۃ وجماعت ہر دھرت اور ڈھیٹ کے لئے خوان یغما اور علماء ان کے خدام۔

یہ نتیجہ ہے تنظیم میں مچی ہلڑ بازی کا۔ یا ہماری بے خبری بے شعوری اور لاعلمی کا۔ یا انجام ہے ہماری عدم تربیت اور غفلت کا۔ یا ہماری بے وقاری اور بے بسی کا۔ جب ہم نے اپنے گھروں میں ان تعالمی فتنوں کی آگ لگا لی پھر باہری فتنوں کو کیا آنکیں گے۔

کچھ بھی ہو ہر طرف تعالم کی آگ لگی ہے، دعوی داریاں ہی دعوداریاں ہیں استحقاقات کے اعلانات ہی اعلانات ہیں۔ سارے نااہل کم فہم امانت کا منہ چڑانے والے کاروان جماعت کے قائد بن بیٹھے ہیں کون روئے؟ کس پر روئے؟ اندھوں کے آگے رونا نینا کھونا کے مترادف ہے۔ نبوی پیشگوئیوں کی تصدیق ہو رہی ہے۔ ایسے حالات بن گئے ہیں کہ اب تعالم کا ہی راج ہے اور راج رہے گا کب عالم متعالم بن جائے اور دنیوی مفادات کے لئے بری نیت اور بری سیرت کا حامل بن جائے اور کب کوئی جاہل علامہ بن کر علماء کو نیلام کرنے لگے علم کے لئے تہمت بن جائے ہمہ وقت ممکن ہے۔ بس جس خوش نصیب کو توفیق ملے کہ ان فتنوں سے بچ سکے وہ بچے۔ اب تو نہ لوگوں کو اعتراف گناہ کی توفیق ملتی ہے نہ توبہ کی۔ علم وتعالم عالم اور متعلم کے درمیان امتیازی لکیریں ختم ہوگئی ہیں ان کے درمیان امتیاز کرنے کی صلاحیت ہی ختم ہوتی جارہی ہے۔ سیکولرزم کی آزادی کا تصور سب کے دل ودماغ میں گھس چکا ہے اسلامی ذمہ داری کا احساس جاتا رہا۔

اب تو بس ایک مذہب سارے انسانوں کا بنا جا رہا ہے اباحیت پسندی۔ آزاد ہیں جو چاہیں کریں کسی کو کیا مطلب ہے۔ سب صحیح سب لوگ صحیح کا عملا راج ہے۔ جھوٹا بے ایمان سچا ایماندار سب برابر۔ ڈاکو چور نیک اچھا سب برابر۔ ملحد مجتہد سب برابر۔ کافر مومن سب برابر۔ تعالم پھلے پھولے۔ آب وہوا اور مٹی سب اس کے لئے سازگار۔ قلوب واذہان اس کے لئے تیار۔ سیکولرزم اور جمہوریت کی آندھی میں علماء کے ہوش وحواس بھی مختل۔ کسی کو دکھلائی نہیں دیتا کہ کیا صحیح ہے۔ کیا اسلامی ہے کیا غیر اسلامی ہے۔ جو کچھ سامنے ہے جو بھی ہو رہا ہے سب صحیح۔ ہاتھ بڑھاؤ، فائدے کی امید ہو تو ہر کفر نفاق فساد اور فتنے کی گاڑی کے قلی بن جاؤ۔

☆☆☆



## فصل ثانی

# مظاہر تعالم

تعالم کا پیشہ اختیار کیا جائے۔ اس کا کاروبار ہو تو اس کے مظاہر خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں پھر ان کے میدان طے ہو جاتے ہیں۔ ان کے اثرات طے ہوتے ہیں۔ علم کی یہ بے جا دعوی داریاں خرابی کی مختلف شکلیں اختیار کر لیتی ہیں اور مستقل فتنہ بن جاتی ہیں۔ جب بھی نیتوں میں فتور پیدا ہوگا دعوی داری پیدا ہوگی اور بڑھے گی لوگ اس دعوی داری کو فروغ دیں گے۔

تعالم کے مظاہر پہلے بھی تھے۔ اور بڑے پیمانے پر تھے۔ جبریہ قدریہ جہمیہ معتزلہ خوارج رافضیت تصوف تقلید کے پیچھے پہلے پہل تعالم ہی تھا۔ اشعریت وماتریدیت بھی تعالم کے ساتھ گہرا رشتہ رکھتی ہے۔ انکار حدیث کی بنیاد تعالم ہے۔ امت اسلامیہ میں فرقہ پرستی کی جڑ تعالم ہے۔ اس نوع بہ نوع نظریاتی تعالم پر علماء ومحدثین نے قدغن لگایا ان کے کھوٹ اور خرابیوں کو نمایاں کیا قرون اولیٰ میں انھیں امت کے لئے روگ نہیں بننے دیا۔ بعد میں یہ امت کے لئے روگ بن گئے۔ جزوی وانفرادی تعالم خاص کر فقہ اور تحدیث میں ہمیشہ رہا ہے لیکن ان کی حیثیت تاریخ میں بن نہ سکی۔ وہ رسوائی وگمنامی کی تاریکی میں گم ہو گئے۔ بعد میں عملی دعوی داریوں سے فروغ حاصل کیا اور انہوں نے فرقوں کی روپ دھار لی۔

دیکھنا یہ ہے کہ آج تعالم کے مظاہر کیا ہیں۔ اس وقت علمی دعوی داریوں کے اسباب بکثرت ہیں۔ دنیاداری کا رجحان بڑھ گیا ہے مادیت نے ہر طرف سے دھاوا بول رکھا ہے۔ ظاہر داریوں کو پذیرائی حاصل ہے۔ منافع مادیہ کے پیچھے لوگ سرپٹ بھاگتے ہیں۔ اس لئے تعالم کا بازار گرم ہے تعالم کا بھاؤ بڑھا ہوا ہے۔ ان کے نتیجے میں تعالم کے مظاہر بھی بڑھے ہیں۔ وہ تعالم بھی ہیں جو نظریاتی عمل بن گئے ہیں۔ اور ذاتی حدود سے نکل کر سماج میں روگ بن گئے ہیں۔ وہ تعالم بھی ہیں جو ذاتی ہیں لیکن دائرہ بنا چکے ہیں اور ایسے تعالم بھی ہیں جو شذوذ پسندی سے آگے نہیں جا سکتے

ہیں بروقت ایسے مظاہر پر ایک نظر ڈالی جاتی ہے۔موجودہ دور کے جوتعالم وبائی بن چکے ہیں نوع بہ نوع ہیں اور ہر میدان میں ہیں چند مظاہر تعالم زیر قلم ہیں۔

☆ تحریکی تعالم

تحریکیت اور تعالم کا گٹھ جوڑ بڑا زبردست ہوتا ہے۔تحریکیت بجائے خود ایک بڑا جنون ایک پارہ ہے اس کے لئے تعالم لابدی شے ہے اور جب تعالم تحریکیت کا ساتھ دے تو اس کا پارہ اور جنون بڑھ جاتا ہے۔ برصغیر میں مودودی تحریکیت اور عالم عرب میں اخوانی تحریکیت تعالم کا بہت بڑا مظہر ہے۔تعالم نے ان تحریکیوں کو کتنا شر اور فتن کی طرف ڈھکیلا اور کتنا یہ شر اور تباہی لانے اور پھیلانے کا سبب بنے کتنا وہ راہ حق سے ہٹے۔اہل نظر سے مخفی نہیں ہے۔

مولانا مودودی کے افکار اور تحریروں کو پڑھنے سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ ان کی فکر کے پانچ ادوار ہیں (۱) ۱۹۲۹ تک کانگریسی اور کٹر کانگریسی منافق کانگریسی قیادت پر فدا مالویہ جیسے فرقہ پرست کی انہوں نے سوانح لکھی چھاپی۔گاندھی کی سوانح لکھنے کی تیاری تھی۔ چھندواڑہ جیل میں محمد علی جوہر کو اس کی خبر دی۔ (۲) ۱۹۲۹۔۱۹۳۹ کے وقفے میں مسلم لیگی اور کٹر مسلم لیگی (۳) ۱۹۳۹۔۱۹۴۹ کے وقفے میں خارجی اور کٹر خارجی (۴) ۱۹۴۹۔۱۹۷۲ء کے وقفے میں کٹر جمہوری اور سیکولر (۵) ۱۹۷۲۔۱۹۷۹ آخری حیات کے وقفے میں پچھتاوا سب غلط تھا صرف دعوت وتبلیغ کرنی تھی۔

مودودی کے پانچوں ادوار میں ان کی بڑی پہچان ہے دعوی داری، لمبے دعوی، علمی غرور، رفض وانکار، تبری اور تضاد ان کا تیسرا دور خارجی اور چوتھا دور جمہوری وسیکولر ایک دوسرے کی ضد ہیں اور ایک طرح سے یہ بھی کہہ سکتے ہیں تیسرا دور خارجی ہے اور چوتھا دور رافضی ہے۔ اور مشکل یہ ہے کہ تحریکی سر پھرے دونوں ادوار کو ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ دونوں متضاد ادوار کے متضاد افکار سے انتساب رکھنا اور دونوں کو اون own کرنا دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہے۔

انسان متعالم کیسے بنتا ہے؟ انسان جب ہر چیز کو دعوت کے بجائے دعوے کے طور پر پیش



کرے تو متعالم بن جاتا ہے۔ دعوت میں دلیل، مناصحت اخلاص عمل اور سچائی پائی جاتی ہے۔ دعوے میں صرف استحقاق جتلایا جاتا ہے اور بلا دلیل بات کرنی ہوتی ہے۔ یا اپنے دعوے کے پیچھے دلائل کو چلانے کی کوشش ہوتی ہے۔

مودودی صاحب تعالم کے دونوں طرح شکار ہوئے ہیں۔ یہ استحقاق جتلاتے ہیں امت سماج معاشرہ علماء سب کو رفض کرتے ہیں اور بلا دلیل یہ کرتے ہیں یا بلا دلیل اپنی رائے بنا لیتے ہیں۔ سیاسی ومادی حالات کے پس منظر میں اپنی بنی رائے کے پیچھے دلائل کو چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔آخر اسے تعالم نہ کہیں تو کیا کہیں۔کیا ایمان وکفر کا انسان یک بیک حامل بن سکتا ہے۔کیا رافضیت سیکولرزم جمہوری کفر اور تسنن کو یکجا کیا جا سکتا ہے۔مودوی صاحب اور ان کے بھگت اپنے تعالم اور دعوی داریوں کے سبب شعوری یا غیر شعوری طور پر سب کو ایک ساتھ جمع کئے ہوئے ہیں۔

مودودی صاحب کا زندگی بھر کا وطیرہ رہا کہ وہ رائے پہلے بنا لیتے تھے پھر شرعی دلائل کو اس کے پیچھے چلاتے تھے اور اپنی بات اتنے زور شور سے کرتے تھے اور اتنا تحکم اختیار کرتے تھے کہ دوسرے مرفوض ہو جائیں اور وہ اپنی راہ بنا لے جائیں۔دلائل دلائل نہ ہوئے ان کی تحریروں کے اجیر ہوئے۔ بسا اوقات وہ اپنے تخرضات کو بلا دلیل اتنے تیقن سے کرتے تھے کہ نیم خواں لوگ اسے انھیں حقیقت جان لیں۔کم علم اور بے علم تو ان پر فریفتہ ہو جائیں۔ان کی ایک تیسری عادت تھی کہ وہ کمزور دلائل کو یعنی موضوعات اور ضعاف کو ایسے طنطنے سے پیش کرتے تھے کہ ایسا لگے جیسے ابھی ابھی ان کے لئے تازہ الہامات آئے ہیں اور ان کو ماننا لازم ہے۔نہیں مانا گیا تو یہود کا کردار ادا کرنے کے سوا اور کوئی راہ نہیں رہ جائے گی۔

مودودی صاحب کے تیسرے اور چوتھے دور کی تحریریں اسی طرح کی ہیں۔ انسان جب رائے پہلے بنا لے اور دلیل بعد میں تلاش کرے یا بے دلیل کو دلیل بنائے اور انھیں اپنی آراء کے پیچھے چلائے اس کا یہ کام ایسے ہی ہے جیسے گھوڑے کو لگام اس کی دم میں لگائے۔مودودی صاحب

زندگی بھر یہی الٹا کام کرتے رہے گھوڑے کی دم میں لگام لگاتے رہے۔

ویسے تو ان کی ساری تحریریں انتہائی خطرناک اور گمراہ کن ہیں۔ ان کے تخرصات میں تجدید واحیاء دین، اسلام اور سیاسی کشمکش، قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، شہادت حق، حکومت الہیہ کیسے قائم ہوسکتی ہے، خطبات، روداد (پانچ اجزاء) اور ان کے نظام کے سلسلے، اجتماعی نظام سیاسی نظام اسلامی تہذیب کے اصول ومبادی اور ان کے مقالات وفتاوی میں خارجیت بھری ہوئی ہے۔ یہی کتابیں خارجیت جدیدہ کی تولید کا سبب بنیں۔ خود مودودی صاحب نے تیسرے دور میں اپنے نیم خواندہ یا ناخواندہ مریدوں کی اسی خارجیت پر تربیت کی جس کے سبب سارے تحریکی چوزے لونڈے پن اور سرپھرے پن کا شکار ہوگئے۔ رعونت اور فکری انتہا پسندی ان کی پہچان بن گئی اور انھیں تخرصات کو سید قطب نے اپنی تحریروں میں باغیانہ انداز میں بڑے شدومد سے پیش کیا ہے اور اپنی ساری تحریروں میں اس پر ترکیز کی۔ فی ظلال القرآن۔ تفسیر ابن کثیر کو سامنے رکھ لکھی گئی۔ مگر مودودی کی خارجیت کی حامل گیارہ معرب کتابوں کے اس کے اندر حوالے ہیں۔ مودودی کی خارجیت کا نچوڑ فی ظلال القرآن میں آ گیا ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ اخوان کے شوریدہ سر جوان ان کو پی کر تکفیری قتالی خارجی بن گئے۔

چوتھے دور کی تحریروں میں سب سے خطرناک کتاب ''خلافت وملوکیت'' ہے۔ پوری کتاب میں رافضی کنسپٹ کی ترجمانی ہوئی ہے کربلائی فکر، کربلائی طرز استدلال، کربلائی روایتیں کربلائی اتہامات، کربلائی ادعا اور کربلائی اسلوب۔ ایسا لگتا ہے جیسے روافض کو اہل سنت سے انتساب رکھنے والا یا سنی کہلانے والا ایک مضبوط وکیل مل گیا۔ تعالم اور ڈھٹائی دیکھئے کہ آج تک تحریکیوں کو اس ملعون کتاب سے نجات نہ مل سکی بلکہ اس کی نحوست کے سارے تحریکی شکار ہوگئے اسی ملعونیت کا نتیجہ ہے کہ چالیس سالوں سے ایران خمینی اور خمینیت ان کا علمی وفکری قبلہ بنا ہوا ہے دنیا کے سارے تحریکی ملعون رافضیت اور خمینیت کے بگار میں لگے ہیں۔ ہر تحریکی خواہ پڑھا لکھا ہو یا جاہل خمینی اور خمینیت کو حدیث سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ اس وقت خمینیت اور اس کی فتنہ کاریاں



ان کی رگوں میں دوڑتی ہیں اور ان کے دلوں کی دھڑکن بن گئی ہیں۔ اگر اس بلا، فتنے، طوفان کو ضلالت رعونت اور اکڑ کو دیکھنا ہو تو سوشل میڈیا کو ملاحظہ کرلیں۔

چوتھے دور کی ادعائی مصیبت ہے کہ مودودی اور ان کے فکری وعلمی نابالغ مریدوں کے قلوب واذہان میں خارجیت اور رافضیت دونوں سما گئے۔ ایک تیسری بلا جو چوتھے دور میں قابل قبول بن گئی۔ وہ جمہوریت اور سیکولرزم ہے۔ تیسرے دور کی مودودی تحریروں میں جمہوریت اور سیکولرزم اچھوت اشد حرام اور کلی طور پر ناقابل قبول تھے لیکن مودودی کے چوتھے دور میں جو قریبا ۲۳ سال کا وقفہ بنتا ہے ساری توجہ ان امور پر رہی جو تیسرے دور میں کلیتا ناقابل قبول اور حرام تھے اور ان سے تبری کی تعلیم دی جاتی تھی۔ مودودی صاحب تیسرے دور میں شوشلزم/کمیونزم کے زیر اثر تھے کمیونزم کے ٹوٹلزم اور خارجیت کی انتہا پسندی کے درمیان پیوندکاری کرتے تھے اور خالص دین کا بہروپ بھرتے تھے۔ چوتھے دور میں سیاسی تبدیلی کے تحت اپنے مسترد پاکستانی نظریئے کے مطابق ہندو بھارت سے زیادہ گندے ناپاکستان میں پہنچے تو واقعے گندے ہوگئے اور شرک وکفر کو عین مطلوب دین بنادیا۔ حکومت الہیہ کے قیام کا جمہوریت اور سیکولرزم کو واحد ذریعہ بناڈالا۔

مودودی صاحب کے تعالم اور ادعا نے اپنی تحریکیت کے تین عناصر بنائے یا بن گئے مدعیان علم کو ہوش کہاں رہتا ہے کہ کچھ بنائیں ان کے ہاتھ میں جو آتا ہے وہ بگڑتا ہے۔ تعالم کی خوبی ہے کہ متعالم جب اپنے تعالم میں پختہ کار بن جائے تو اپنے اندر ضد ڈیولپ کرلیتا ہے اور اگر اس سے چھیڑ چھاڑ زیادہ ہو تو اس کی ضد اس کی عادت ثانیہ بن جاتی ہے۔ نظریاتی تعالم کے اندر یہ ضد جو راہ حق میں بدترین عیب ہے پختہ تر عادت بن چکی ہے جس کو اندھے مرید استقامت کہتے ہیں۔ استقامت دین حق پر جم جانے کا نام ہے ضد وجمود کو استقامت نہیں کہتے ہے۔ اس لئے تعالم پسندوں یا تعالم پرستوں کو کبھی توبہ کی توفیق نہیں ملتی ہے۔ نہ وہ اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہیں۔

مودودی صاحب کی تحریکیت کے تعالم کے تین عناصر ہیں خارجیت، رافضیت اور علمانیت اور تحریکیت خود بدترین چوتھا عنصر ہے۔ خود کو سنی حنفی کہلانے والے مودودی کی تحریکیت انھیں کہاں

لے گئی؟ ایسا مرکب فتنہ تو کبھی تاریخ میں پیدا نہیں ہوا۔ اس کے نتائج کیا نکلے اللہ کی پناہ۔ یہ فتنہ اتنا تناور ہوا کہ اللہ کی پناہ۔ ایک طرف تو ان کی تحریکیت نے مسلم سماج کے باشعور طبقے کو فکری اتھل پتھل سے بھر دیا اور سارے تحریکی دین کو سیاسی تماشا بنا بیٹھے۔ قرآن کریم جاہلوں کا مشق ستم بن گیا۔ جہلاء بھی قرآن میں تدبر فرمانے لگے اور حلقوں میں بیٹھ کر علوم دینیہ سے ناواقف قرآن کریم کا جاہلانہ مطلب نکالنے لگے۔ ہر عالم جاہل تحریکی نظریہ ساز داعی ومفتی وپالیسی ساز بن گیا۔ تفسیر بالرای بھی ایک چیز ہے تدبر کے نام پر تلاعب بالقرآن ہونے لگا جو لوگ کچھ پڑھے لکھے تھے انہوں نے نظام القرآن اور تدبر قرآن کی فراہیت کو سینے سے لگالیا اور قرآن وسنت کے درمیان غیریت کا افسانہ لے بیٹھے۔ تفسیر کے باب میں حدیث کو غیر ضروری ٹھہرایا دیا گیا۔ اس کی تخفیف یا رفض تحریکی مزاج بن گیا۔ صحابہ کی حیثیت گرادی گئی۔ ان کی شخصی حیثیت ناقابل اعتناء ٹھہری۔ اسلامی تاریخ کو مسترد کر دیا گیا امت مسترد ہوئی پھر ووٹ کے حصول کے لئے مطلوب ہوگئی۔ یہ سب تحریکیت کے عناصر اربعہ کے نتائج ہیں۔

تحریکی تعالم نے سرپھرا مسلمان بگڑا مسلمان، تضاد پسند ہڑبونگی اور کفر والحاد کو پسند کرنے والا مسلمان تیار کیا۔ ضدی، فسادی، سازشی اور جھوٹا مسلمان پیدا کیا۔ حق وحقائق سے لڑنے والا، مادیت پسند فریبی اور دین وملت کو بیچنے والا مسلمان پیدا کیا۔ جمہوری علمانی خارجی رافضی معتزلی مسلمان تحریکی تعالم کا پروڈکشن ہے۔

مودودی تعالم کی بڑی نشانی تفہیم القرآن ہے۔ اندھے مقلدین کے نزدیک تفہیم القرآن قرآن کے عربی مبین کا اردوئے مبین ایڈیشن ہے۔ حالت یہ ہے کہ ہر صفحے میں چار چھ ترجمے کی بھیانک غلطیاں ہیں اور تفسیر تفسیر بالرائے سے پر ہے اس میں خصوصی طور پر حاکمیت الہ کے خارجی نقطے کو بکثرت نمایاں کیا گیا ہے۔ اس میں اعتزال بھی ہے انکار حدیث بھی ہے جہل بھی ہے شذوذ بھی ہے۔ مادیت پرستی بھی ہے حنفی تعصب بھی ہے۔ ماتریدیت اور اشعریت بھی ہے۔ خودرائی اور خود پسندی بھی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب حکومت الٰہیہ تک پہنچنے کے لئے سیکولرزم کا



کفر منظور ٹھہرا پھر شریعت اسلامیہ کی کیا ضرورت باقی رہی؟

مودودی صاحب کی ولولہ پسندی نے حاکمیت الہ کے خارجی نقطہ نظر کو اپنی تحریک کا محور بنایا اور اس محور پر خارجیت، رافضیت اور علمانیت کو جمع کرلیا۔ یہ اس دنیا کا بہت بڑا عجوبہ ہے۔ اس کو کیا نام دیا جائے اسے شیخ چلی کا عمل کہا جائے۔ اسے تضاد کا نام ملے۔ اسے ہوس حکومت بتلایا جائے۔ اسے آخری درجے کی خوش فہمی قرار دیا جائے۔ اس کو بھنگ دھتورہ فکر کہا جائے۔

اس بھنگ دھتورہ فکر کے حاصل آج دنیا کے سارے تحریکی نیم تحریکی اور تحریکی ہم نواہیں یہ امت وانسانیت کے لئے ایک عذاب بن گئے ہیں۔ اور خاص کر خالص کتاب وسنت کی تعلیم اور اس کے حاملین کے لئے۔

جیسا کہ میں نے کہا بسا اوقات اپنی ضد اور دعوی داری کے تحت بہت سے مستند علماء بھی تعالم کا شکار بن جاتے ہیں اور ان کا علم انھیں منہ چڑھاتا رہ جاتا ہے۔ یہی کچھ حال یہاں ہے۔

تحریکی تعالم مودودی صاحب کی ایک الگ شناخت ہے پیر کی اس شناخت کو دوسرے تحریکیوں نے اپنا لیا حتی کہ نیم تحریکی اور غیر تحریکی ہم نوا بھی اس کے شکار ہوگئے بلکہ جس طرح تحریکی سرپھرے اور رلونڈے سوشل میڈیا میں بھڑکیں مار رہے ہیں اور جس رعونت اور جہالت کا مظاہرہ کررہے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہیکہ مودودی تعالم نے ان کے قلوب واذہان کو کتنا زہریلا کردیا ہے۔

امین احسن اصلاحی صاحب مودودی صاحب کے نمبر ۲ تھے وہ زندگی بھر تعالم کے شکار رہے، انہوں نے قرآن وحدیث دونوں پر ہاتھ صاف کیا ہے۔ تدبر قرآن اور تدبر حدیث کے نام سے انہوں نے تعالم کا جو مظاہرہ کیا ہے اس نے ان کی تفسیر کو کلیتا تفسیر بالرای بنادیا ہے اور حدیث میں تشکیک کے دروازے کھودیئے ہیں۔ حدیث کی تخفیف کی اور انکار حدیث وعلوم حدیث کی راہ کھول دی۔

ان کے چہیتے شاگرد خاص کر غامدی ہیں تعالمی جہالت کا بدترین نمونہ۔ کل زندگی دعوی داری میں کٹ گئی عربی دانی کی دعوی داری، اس شیخی کا ڈاکٹر رضوان ندوی نے بھرکس نکال دیا۔

تفسیر کی دعوی داری محض گپ ۔ شناخت حدیث اورفہم حدیث کی دعوی داری محض انکار حدیث اوراستشراق ۔اسلامی تہذیب کی دعوی داری صرف پھکڑ پن ۔

اصلاحی کے ایک شاگرد ڈاکٹر اسرار احمد ہیں تحریکی تعالم کے بہت بڑے نمائندہ۔تحریکیت کا سارا چربہ ان کے حرف ونوا میں ۔صرف الیکشن لڑنے میں مودودی کے مخالف ۔وہی خارجی تصور حاکمیت، وہی حزب التحریر کی خلافت کی بازیابی اور ساری بنیادی تعلیمات نظرانداز ۔چار جملوں کو چارسو جملوں میں پھیلانے کا بڑا شوق ۔تفسیر کرنے اور تقریر کرنے کا بڑا شوق ۔ساری نفس درازی کا حاصل یک کف جو، ہرسطر ہر جملے ہر تقریر میں ادعا ،تعالمی ادعا ہی ادعا ۔محفل کے مطابق رنگ بدلنے میں ممتاز ۔علی گڈھ میں آمد، خطاب، دور حاضر کے دو قائدان کے آئیڈیل گاندھی اورخمینی اندازہ لگائیں تحریکی پھکڑ پن اور سطحیت کا ۔اردو قلمکاروں میں یادہ گوئی پھکڑ پن اور درازنفسی میں ان کا کوئی ثانی نہیں ۔ پاکستان سے ان کے ادارے تنظیم اسلامی کے میگزین کو سالہا سال تک دیکھا ۔کبھی ہمت جٹا کر ان کے خطبوں تقریروں یا تحریروں کو جوان میں شائع ہوتیں پڑھنے کی کوشش کی تو پھکڑ پن اور درازنفسی سے بیزار ہوکر ان کوالگ رکھ دینا پڑا۔

ہندوستان میں تحریکیت سے وابستہ علماء میں مستند اور پڑھے لکھے اور پڑھنے لکھنے والے دو نکلے مولانا صدرالدین اصلاحی اور مولانا جلال الدین عمری سید کہتے ڈرلگتا ہے کہ برصغیر میں اکثر سید دھوبی سید ہوتے ہیں ۔ان کے سوا اگر کسی کو پڑھنے لکھنے کا شوق ہوتا ہے توانکار حدیث یا پھکڑ پن کا شکار ہوجاتا ہے۔

عنایت اللہ سبحانی پر تعالم کا حملہ ہوا تو وہ انکار حدیث کی راہ پر چل پڑے ۔ بیٹے نے جامعہ اسلامیہ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی مگر باپ سے بڑا منکر حدیث ۔ یہ سب تعالم کے روگ کا نتیجہ ہے۔

ایک تحریکی ہے راشد شاذ ، دین کا سوداگر، مجنون، مٹی کا گھڑا ،خوش فہموں کی جنت کا باشندہ، مراقی ،خود پرست ،ساری تحریریں مجنونوں کی بڑ ہوس کو علم کہنے والا ان گڑھ سودے باز ،فکر وفہم سے عاری ڈھیٹ بے شرم لت خورا، گھاٹ گھاٹ کا پانی پئے ،اور جہاں سے جوملا بٹورا ۔ملی پارلیامنٹ



،ملی گزٹ ، نہ معلوم کتنے تماشے اوراب AMU میں فراڈ کے ذریعے جینے کھانے کا انتظام اورسارے تحریکی اس فریبی جاہل کے قدموں میں اورحمایتی ۔

اس کی تحریروں کا یہ حال ہے کہ اردو میں بامعنی چند جملے لکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اورزعم ایسا ہے جیسے وقت کا سب سے بڑا اسلامی اسکالر ہے۔ اس کی ایک کافرانہ اور جاہلانہ کتاب ہے ''ادراک زوال امت'' دوجلدوں کی اس کتاب میں اس نے اپنی تحریکیت وجہالت کو آشکارا کیا ہے میں نے اس کی اس کتاب کو دیکھا تو یہ ملا کہ اس نے تمام علوم اسلامیہ کوتفسیر حدیث عقائد فقہ تصوف سب کو کلیتاً رفض کیا ہے اورانھیں امت کی تباہی کا سبب بتلایا ہے جاہل اتنا ہے کہ مقدمات کے چند صفحات پڑھنا کسی عالم کے بس کی بات نہیں ہے ۔کتاب کے جملوں جملوں میں الحاد، شرک جہالت اور ضلالت بھری ہے اور بہت سے جملے مہمل ہیں ۔ چند پیراگراف بھی ٹمپر ہائی ہونے کا سبب بن جائے گا ۔کولڈ بلڈ انسان بھی ایسے رذیل کی رذالت برداشت نہیں کرسکتا ہے ۔
اس جاہل نے جو علوم اسلامیہ کی ابجد سے بھی بے خبر ہے تمام علوم شرعیہ کا تیا پانچہ کر کے رکھ دیا ہے ۔اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی ہری بھری کھیتی میں کوئی سانڈ آ جائے اورسب تباہ کر کے رکھ دے ۔اس نے اس کتاب میں اپنے ایک پالتو منافق اوربھوکے فرد کا تعاون حاصل کیا ہے جو جامعۃ الفلاح کا فارغ التحصیل ہے ۔تعالم ضلالت اورسفاہت میں اسی کا ہم نوا ہے ۔ دونوں نے اس کتاب میں علماء کے اقوال کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے یا بے محل ان کا استعمال کیا ہے ۔اعتزالی آراء کو حجت بنایا ہے، سارے اراذل واسافل مستشرقین منکرین حدیث ، ملحدین، مشکوکین، مجہولین کے گمراہ کن ساقط الاعتبار اقوال وآراء سے بھر دیا ہے ۔ یہ آدمی اگر ایسی زٹلیات لکھنے کے بجائے آلو بیچتا تو اس کے لئے یہ زیادہ بہتر کام تھا ۔تعالم کی سب سے بڑی مثال اس وقت یہی پھکڑ ہے ۔اس کے سوا ایک عدد اسرار عالم ہیں ۔خبطی ،جنون زدہ ،مراقی ،شذوذ کا شہ سوار ،ضلالت کا میر کارواں ،توہمات وتوجسات کا بادشاہ ،خوابوں کا شہزادہ ،اوہام وتخرصات کا خرمن جمع کرنے والا ۔غلو پسندی کی آخری حدوں کو چھونے والا بقلم خویش مفکر ودانشور اورحقیقت میں ملحد مہدم

دین، دجالی مفکر، دجال نامی کتاب کا مصنف دجالی فکر کا پروموٹر اپنی ساری ملحدانہ کتابوں کو چھپوا کر سارے برصغیر میں مفت سپلائی کرنے والا۔ آقا کون ہے؟ فری میسن، غیر ملکی ایجنسیاں قادیانی یا بہائی پتہ نہیں۔ ''امت کا بحران'' اس کی کتاب اس کے الحاد کا چیختا ہوا ثبوت۔

مشکل یہ ہے کہ یہ سارے دعوی دار پھکڑ گمراہ سارے تحریکیوں کے امام ہیں۔ اندازہ لگائیں یہ مسلمانوں کو کس کھڈ میں گرانا چاہتے ہیں اور سارے تحریکی، نیم تحریکی اور ہم نوا تحریکی تعالم کی ان ساری خرابیوں اور گمراہیوں کی ہمنوائی کر کے دین وملت کو تباہ کرنے کے لئے بری طرح آمادہ ہیں۔

تحریکی تعالم کے دعوی داروں کی کمی نہیں ہے۔ وقف التعلیم الاسلامی کے نام پر تعلیمی تعالم کی ایک اہم شناخت ہیں وقت کے بہت بڑے سرپھرے یوپی رابطہ کمیٹی، پروانچل یونیورسٹی تعلیمی کارواں سیاسی کارواں، کاروانوں کے بادشاہ، سارے ناکارہ پروفیسروں کے کندھوں پر اپنی شکم پروری کا جوار کھنے والے علماء پروفیسروں، مالداروں کو ٹھگنے کھانے کا فریب اور اسکنڈل۔ ایسا دھرت اور ڈھیٹ اللہ کی پناہ۔ حکومتوں یونیورسٹیوں، اسکالرز، مسلم کمیونٹی، مسلم اداروں، علماء شرفاء سب کو اس تعلیمی متعالم نے بے وقوف بنایا۔ اس ڈھیٹ کو ذرا بھی شرمندگی، پچھتاوا اور افسوس نہیں۔ امت کے یہ ناسور مگر ان کا آپریشن کرنے والا کوئی نہیں۔ بہار کا یہ متعالم اور پھکڑ نے پورے یوپی کے ہر طبقے کو اپنی ہوس اور حماقت کا نشانہ بنایا لیکن کسی طرف سے اس کے خلاف کوئی مذمتی بیان تک نہیں۔

دہلی میں تعالم کی ایک قسم تہذیبی وثقافتی تعالم ہے۔ اس کے متعالم کے نشانے پر پورا ہندوستان تھا۔ ملی کونسل کی دکان عرب کے بیوقوفوں کی بھیک۔ سارے ہنرور حوصلہ منداس کی جیب میں۔ ساری صلاحیت عرب کے بھیک کی اور اس بھیک سے حصہ پانے کے لئے سارے ہیرو اس پر نچھاور۔ سنا ہے سعودی عرب میں یہ متعالم کسی وائر ہاؤس میں کارٹن ڈھوتا تھا۔ بے وقوف عربوں کی نگاہ میں اس کے اندر ہیرے کی جوت نظر آ گئی پھر کیا تھا ہندوستان میں ہنروروں



حوصلہ مندوں بے کاروں چمچوں اور ریٹائرڈ لوگوں کا آقا بن گیا۔ ہمارے قائدین بھی اس دھرت کے اجتماعات کے لئے کھانا اہل حدیث منزل میں بنواتے تھے۔ جب بھیک بند ہوئی۔ دکان بھی بند ہو گئی لیکن ساری شرمناکیوں رسوائیوں اور بے آبروئیوں کے بعد۔

قرآنی سائنس کے نام پر کچھ تحریکیوں نے دکان کھول لی، ٹھگ قسم کے لوگ۔ عربوں کو پاگل بنایا اور شکم پروروں ناکاروں نے کوٹھیاں بنالیں اور دنیاداری کے ایسے ایسے رنگ دکھلائے کہ انسانیت شرمسار ہو گئی اور کل کا کل تحریکی تعالم کے نام پر۔ مگر توبہ کی توفیق نہیں۔ پچھتاوا نہیں۔

ایک ملحد قسم کا تحریکی تعلیمی تعالم کے نام پر بعض عرب اوقاف سے بھیک حاصل کر کے جائیداد والا بن گیا۔ ایسا ملحد ہے کہ حدیث کا منکر ہے اور ایسا جاہل ہے کہ کسی بھی علمی ودینی پروگرام میں انکار حدیث کی بات کرتا ہے شریعت پرانی ہو گئی ہے اسے بدلنے کی ضرورت ہے۔ اور ایسا ڈھیٹ ہے کہ سب اس پر تھوتھو کرنے لگتے ہیں تب بھی بے شرم اپنی حماقتوں سے باز نہیں آتا۔

ایک تحریکی ٹولہ تھا اقتصادیوں کا اس ٹولے نے اقتصادی تعالم کے ذریعے فیصل ایوارڈ حاصل کر لیا جو بعد میں فیصل فاؤنڈیشن کے ذمہ داروں کے افسوس اور دکھ کا سبب بنا۔ یہ ٹولہ بھی ڈھنگ ڈھنگ کے ڈرامے کرتا رہا۔ برصغیر اور شرق اوسط کے اس ٹولے نے عالمی طور پر تحریکی ابن الوقتوں کے واشنگٹن لندن کراچی کولالمپور دمشق عمان اور قاہرہ میں کئی علمی وفکری مراکز کھولے ہیں۔ گمراہ نظریات پر حامل کتابوں کی اشاعت ان کا مشن ہے انہوں نے مقاصد شریعت کے نام پر دین اور نصوص میں اعتزالی تاویلات کا دروازہ کھول دیا ہے ان کا اہم کام ہے مصالح کے نام پر نوازل کو حل کرنا اور نصوص دین کے ساتھ کھیل کرنا اور اباحیت کا دروازہ کھولنا، اور اباحیت پھیلانا۔

یہ چند قیادی تحریکی تعالم کے مظاہرہ ہوئے۔ دیگر تحریکی طلباء ایس آئی ایم اور ایس آئی او کی بہکی بہکی باتیں بگڑے بگڑے کام اور سرگرمیاں ہیں خاص کر ایس آئی ایم کے فلول کی باتیں اور سرگرمیاں سو یہ کلی طور پر ڈسٹرکشن کی راہ پر تھے۔ اور ہیں۔

تحریکی مظاہر تعالم کے ازیاد، فروغ، اباحیت اور تباہی کے لئے سارے اسباب میسر ہیں۔

خارجیت کی انتہا پسندی افساد فی الارض اور اہلاک حرث ونسل کے یہی تحریکی سوداگر ہیں اور جدید خارجیت کے بانی بھی ہیں۔ رافضیت کی انتہا پسندی ضد حسد رعونت الحادشیخی اور اہلاک حرث ونسل کے تحریکی رسیا ہیں اور اسے تعاون بھی کرتے ہیں علمانی سیاست کے یہ رسیا ہیں اس کی اباحیت کے یہ دیوانے ہیں۔ ابن الوقتی، خوش فہمی، رعونت ان کی شان ہے۔ اس کے بعد بچا کیا جس میں تحریکی تعالم کی تباہ کاریاں کارفرمانہ ہوں۔

یہ سیاست تعلیم دعوت، میڈیا کے میدانوں میں تعالم کا مظاہرہ کرتے ہیں اور آخری حد تک مہلک ہیں اور ان میدانوں میں افساد وفساد مچائے ہوئے ہیں۔ والعیاذ باللہ

## ☆ دیوبندی مظاہر تعالم

ہندوستان میں سب سے خطرناک دیوبندی تعالم ہے۔ اس کا مسلکی تعصب اسے انتہا پسند بنا چکا ہے۔ تبلیغی بنجارے جو فہم وشعور کے درجہ صفر سے مائنس میں ہیں۔ ان کی ایسی تربیت کردی ہے اور دعوی داریوں کے ایسے پیک پر ہیں کہ مسجدیں ڈھاتے ہیں، اور تعمیر مساجد سے روکتے ہیں۔ ان کی ایسی ذہنیت بنادی گئی ہے کہ وہ اپنے سوا دوسروں کے وجود کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اہل حدیث افراد، اہل حدیث مساجد خاص کر ان کے نشانے پر ہیں۔ تبلیغی بنجارے جن کو افتاء اور فتوی کی ہجے بھی نہیں آتی وہ بھی اہل حدیث عوام وعلماء کے کافر فاسق ہونے کی تبلیغ کرتے ہیں، فتوی دیتے ہیں۔ مساجد میں شب گذاریوں، چلوں، اور اجتماع میں وہ اس کا سبق پاتے ہیں جنتی، اور طائفہ منصورہ ہونے کا انھیں پختہ یقین دلایا گیا ہے۔ جنت میں دوسروں کے لئے جگہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ نہ کسی دوسرے کو برحق ہونے کا حق دینا چاہتے ہیں۔ قاتل، زانی اور شرابی بھی اگر چلے میں نکل پڑے اس کی جنتی اجرت کرتے ہیں انھیں اس کے لئے جنت سے ۷۰ حوریں جھانکتی نظر آتی ہیں۔ اور سب ہجرت ونصرت اور جہاد کا ٹائٹل



حاصل کر لیتے ہیں۔ اگر کسی کا انتقال ہوجائے تو شہادت کے ٹائٹیل سے سرفراز کردیتے ہیں۔

دیوبندی تعالم کا یہ حال ہے کہ تحفظ سنت اور تحفظ شریعت کے نام پر ملک بھر کی مساجد کے ائمہ اور موذنوں کو تیار کیا گیا ہے کہ اہل حدیثوں اور مسلک اہل حدیث کے خلاف اپنے دائرے یعنی مساجد اور محفلوں میں سماج ومعاشرہ میں میں جھوٹا پروپیگنڈہ کریں۔ انھیں ان کے متعلق گمراہ کریں، باقاعدہ جمعیۃ العلماء اور دیوبند کے مدرسے میں اس کے لئے ملک گیر تنظیم قائم ہے۔ اور بڑے بڑے مدارس میں منتخب طلباء کو اہل حدیثوں کے خلاف غیبت کرنے چغلی کھانے جھوٹ بولنے اور اتہامات لگانے کی تعلیم دی جاتی ہے اور انھیں کار جہاد مانا جاتا ہے ان طلباء کو ان سے مسلح کر کے سماج میں لڑے جھگڑنے گالی گلوج دینے اور فساد پھیلانے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

دیوبندی مولوی سارے کے سارے ہر جگہ مسلک اہل حدیث، دعوت اہل حدیث، تاریخ اہل حدیث اور رجال اہلحدیث کے خلاف سو فیصد جھوٹ بولنے کو واجب بنائے ہوئے ہیں اور اس میں انھیں دیوبندیت کا فروغ نظر آتا ہے۔ دیوبندی تعالم سب سے بڑا جھوٹا گھٹیا پست حقیر اور تباہ کن ہے۔ اس تعالم کی مثال ملنی مشکل ہے۔ غرور طنطنہ اور رعونت ہزار اولٹج کا کہ انسان قریب جائے تو مرجائے۔ شرعی مظاہر میں ایسے ہیں جیسے بکری کی کھال میں بھیڑیا۔

میں نے اس عجیب فرقے کی پوری تاریخ پڑھ ڈالی ہے ان کے اکثر رجال کو پڑھ ڈالا ہے لیکن مجھے ان میں ایک بھی رجل رشید نہ ملا فقط مبالغہ جھوٹ مکر وفریب تاویل باطل دعوی داری ضلالت بے جا بدبودار تاویلات اور اس وقت سلمان ندوی اور محسن عثمانی جیسے لوگ تو جلادی پر اتر آئے ہیں۔ اللہ ان کے شر سے امت مسلمہ کو بچائے۔

ان کا ہر چھوٹا بڑا باون گز سے کم نہیں ہے۔ برصغیر میں ان سے زیادہ تعالم کا مظاہرہ کسی سے ہوا نہیں اور دن بدن ان کا تعالم بڑھتا جارہا ہے اور روز بروز ان کا فساد جھوٹ اور دہشت گردی بھی بڑھتی جارہی ہے۔ جب علی میاں جیسے لوگ کریدنے پر ہوتے کچھ ہیں نظر کچھ آتے ہیں پھر قبیلے کے کسی اور کا کیا بھرم۔

دیوبندی تعصب اکڑ تعالم شیخی اورادعا کی نگاہ میں اہل حدیث ہو بہو وہی نظرآئیں گے جس کا تبلیغی ،بنجارے ،تبلیغی تنظیمات اور علماء وادارے دکھلاتے ہیں یہ لوگوں کے خلاف جو رویہ اختیار کرتے ہیں ۔کج نگاہی ان کی مجبوری ہے ۔لیکن اگر انھیں حقیقت بنی اور حقیقت شناسی میسر ہو تو ان کے بڑے سے بڑے مولوی اہل حدیث کو پیر ماننے اور پیر دھونے کے لئے تیار ہو جائیں گے ۔

اس وقت تبلیغی ،بنجاروں اور دیوبندی مولویوں سے زیادہ خشونت دنیا میں کسی مسلمان کے اندر نہیں ہوگا۔اس وقت یہ فکری انتہاپسندی ،اور تشدد پسندی میں تمام مسلمان فرقوں سے آگے ہیں نفرت اور حسد ان کا باطنی جوہر کمال ہے والعیاذ باللہ

ان کے تعالم کا حال اتنا متنوع ہے کہ ان کا سیاسی تعالم ابن الوقتی اور چانکیائی ان کی تاریخ جعل سازی ،ان کے رجال مبالغوں اکاذیب اور حکایات کے ذریعہ قدآور ۔ان کے ملفوظات لغویات مہملات ضلالت کا پلندہ ،ان کی حکایات افسانوی ۔ان کے منامات ان کی شریعت ،ان کی فقہ تخرصات ،ان کا تصوف عجمی وحدۃ الوجودی ،ان کا اجتماعی تصور طبقاتی ۔ان کے کارنامے جنگ وجدال مخاصمات اور تعصّبات ۔حدیث رسول سے ان کی سانسیں رکتی ہوئی ،عقیدہ اشعریت وماتریدیت اعتزال کا چربہ ۔تفسیر اشاری توہمات قصص منامات شطحات ،صوفیانہ تصورات سے لبریز اتنے متنوع تعالم کے ہوتے یہ کبھی شیخی سے باہر نہیں نکل سکتے ۔گاڑھا تعالم گاڑھا نفاق اور گاڑھے مفادات ۔کہاں انھیں حق بنی وحق شناسی کی توفیق مل سکتی ہے ۔خاص کر دیوبندی تذکرے ،تاریخ ،ملفوظات ،فتاوی ،منامات ،شطحات ،حکایات کل کے کل تعالم کے دائرے میں آتے ہیں ۔

اسباب تعالم :فرقہ پرستانہ مفادات اور مادی مصالح ۔ہر کسی کو قبول کرنے کی صلاحیت ،ابن الوقتی اور خوش فہمی ۔اور اب تو تبلیغی جماعت شرک صریح کا قافلہ سالار ،اور اہل حدیثوں کے لئے بھاری لشکر ابرہہ ۔

## ☆ بریلوی تعالم

بریلوی تعالم تعالم نہیں ہے بلکہ نافہمی نادانی اور الھڑ پن ہے جوش جنوں اور غلط فہمی ہے ۔



تعالم کے لئے جس رعونت مکر فریب ،سازشی دماغ اور مفاد پرستی کی ضرورت ہے وہ چیز ان کے لئے ہاں نہیں ۔وہاں فقط جہل اور الھڑ پن ہے ان کا معاملہ یک طرفہ ہے ۔چیخنے چلانے سب وشتم کرنے تکفیر کرنے کے سوا انھیں کچھ نہیں آتا ۔تعالم کے لئے جس عیاری کی ضرورت ہے وہ ان کے پاس نہیں ہے اس کے برعکس دیوبندی تعالم ایک مادی نظریاتی اور اجتماعی تعالم ہے ۔عیاری نہ ہونے کے سبب بریلوی حضرات کو راہ ہدایت ملنے کے زیادہ چانس رہتے ہیں ۔

## ☆ شذوذ پسندانہ مظاہر تعالم

بات آتی ہے کہ جن کو دائرہ اہل سنت میں رکھا جاتا ہے جن کے تعالمی مظاہر کو جانچا جارہا ہے تو پھر یہ عیاں ہو کہ اہل حدیث کے ہاں تعالم ہے کہ نہیں ۔حقیقت یہ ہے کہ اصلا اہل حدیث مسلک میں تعالم کی گنجائش ہے ہی نہیں ۔یہاں بات دلیل سے ہوتی ہے ۔اس لئے تعالم کی گنجائش نہیں ہے ۔یہاں شواذ کے اندر شذوذ کی گنجائش ہوسکتی ہے ۔تعالم کا جوڑ تقلید کے ساتھ فٹ بیٹھتا ہے دونوں میں دلیل کی ضرورت نہیں ہے ۔

اہل حدیث حلقے میں سارے شواذ اور شذوذ پسند تعالم کے شکار ہیں یہاں تعالم کی نہ بطور نظریہ گنجائش ہے ،نہ بطور اجتماعی عمل ۔یہاں صرف دنیا پرست مکار اور دین کو بیچنے والے تعالم کی بات کر سکتے ہیں اور تعالم کو استعمال کر سکتے ہیں ۔پہلے باب میں ایسے لوگوں کا تذکرہ ہو چکا ہے ۔اسے یہاں ذرا تفصیل کے ساتھ دہرایا جاتا ہے ۔

☆ نائکی تعالم :ذاکر نائک نہ اہل حدیث نہ عالم ۔وہ ایک ناکام ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہے ۔ہندوستان میں جو اپنے پیشے میں ناکام ہو جاتا ہے وہ مذہب کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے ۔مرزا غلام آف قادیان استعماری جھوٹا نبی قانون کا امتحان فیل ہو گیا باپ کی پنشن کھا گیا کچھ نہ کر سکا تو دین کو کمانے کا پیشہ بنالیا ۔تعالم سے مسیحیت اور پھر جھوٹی نبوت تک پہنچ گیا ۔یہاں بے پڑھے لکھے لوگ قرآن کے مترجم حدیث کے شارح خطیب داعی اور مفتی بن جاتے ہیں ۔

ناٹک میاں اہل حدیث نہ تھے اہل حدیثوں پر اپنی چالاکی سے مسلط ہو گئے یا بے وقوف اہل حدیثوں نے اسے اوڑھ لیا۔ اس کا باپ ایک کائیاں ڈاکٹر تھا۔ بطور طبیب اس کی شناسائی عرب ایمبیسیوں سے تھی۔ ان کے کروفر دیکھ کر اس کی خواہش بنی کہ وہ بہتی گنگا میں ہاتھ دھوئے بیٹا پیشے میں ناکارہ تھا۔ باپ کو اسکیم سوجھی احمد دیت کی سیٹ خالی ہوئی ہے بیماری نے انھیں شکن بستر بنادیا ہے اس نے بیٹے کو ان کی جگہ لینے کے لئے اتار دیا دیت ایک شریف انسان تھے جتنا ان کو علم تھا اتنا صحیح طریقے سے استعمال کیا۔ اس کائیاں شخص نے دعوت تعلیم علماء اور معلمین کو کمرشیلائزڈ کیا اور ہر شے کو بیچنے کی چیز بناڈالا اور سب کو اپنا زرخرید بنادیا۔ جھوٹ فراڈ تعلیٰ حرص اور ہوس کی بنیاد پر سارا کام شروع کیا علماء کی بہت بڑی ٹیم نے اس کے لئے تقریریں تیار کیں ایک ایک تقریر کو چھ ماہ رٹایا موضوع سے متعلق سوالات وجوابات رٹایا پھر وہ آموختہ سنانے میدان میں اترا۔ پھر خطیب داعی مفتی مناظر سب بن گیا اور اسلامی اسکالر کی شناخت اختیار کرلیا۔ حالانکہ اس کی مثال ایسی تھی۔ جیسے ایک اندھا ڈرائیور ڈرائیونگ کرے اور گاڑی کھڈ میں گرادے۔ دولت کے حصول کے لئے عربوں کو بے وقوف بنانے کے لئے فراڈ پر فراڈ، جھوٹ پر جھوٹ، جو قریب رہ چکے ہیں انھیں اس کے ڈراموں کی مکمل خبر ہے انہوں نے یہ تفصیلات دی ہیں۔ دعوت وتبلیغ میں اخلاص، علم تناصح کردار، امانت داری کی بنیادی اہمیت ہے۔ یہی بیس ہیں یہاں سب جمع غائب ایک آیت صحیح ڈھنگ سے پڑھنے کی توفیق نہیں۔ غیر مسلموں کا اعلان اسلام فراڈ، سوالات کے جوابات فراڈ، ٹی وی چینل کی پہنچ اور اہمیت کے متعلق یقین دہانیاں جھوٹ، اوپر سے مولویوں کی ساری جہود کا اکتساب ذاتی۔ دعوت وتعلیم گھریلو صنعت۔ تعالم کی تعلیٰ کا یہ حال کہ نہ تعلیمی پالیسی، نہ واقعاتی نصاب تعلیم، نہ تعلیمی مراحل کی منظوری، ساری شیخ چلیوں کی کہانی اور پرائمری کی فیس آسمانی استعماری، اور دعوت سیکولر گفتگو۔ اور محفلیں علماء کی مذمت سے پر۔ علماء کے چبائے لقمے اس کی کل کائنات پھر بھی علماء کی مذمت۔ سارے فرقے بیزار، بریلوی شیعہ دیوبندی درپئے آزار اور یہ تنہا تماشہ بین اہل حدیثوں کا پیر بنا ناٹک کرتا



ہوا تبری کرتا اور علماء کو گالی دیتا ہوا اور نئے نئے شگوفے چھوڑتا ہوا۔ اگر اس کے شگوفے لوگوں کے سامنے آجائیں تو کان پر ہاتھ رکھ کر بھاگیں گے۔ اس کے ہاں کام کرنے والے ہمارے ایک کرم فرمانے اس کے چالیس شگوفے جمع کئے تھے۔ علماء اور عوام کا ذوق اتنا بگڑ گیا ہے کہ دین کے نام پر مداری کا تماشا دکھلانے والی مخلوق کو آقا یا پیر ماننے میں دیر نہیں کرتے اور اگر کہیں لیاقت کی توقع ہو تو شتر بے مہار بن کر سب منہ اٹھائے وہیں پہنچ جائیں گے۔ اس کی قانونی دینی وعلمی حیثیت پر چھ قسطوں میں الاحسان میں میرا مضمون شائع ہو چکا ہے اور تین قسطیں کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہیں۔

ڈھول کی رسی انسان کب تک بن سکتا ہے ایک نہ ایک دن وہ اکسپوز ہوتا ہی ہے۔ اسباب کچھ بھی ہوں تعالم زیادہ دیر تک نہیں چلتا ہے تعالم پانی کا بلبلا ہے۔ بلبلے کی قسمت ہی فنا ہو جانا ہے۔ تعالم علم دین اور امت وانسانیت کے ساتھ علم ودین کے مکھوٹے میں کھیل ہے فریب ہے۔ ایسے بہروپئے دیر سویر اپنے انجام کو پہنچ جاتے ہیں۔ سعودی دولت پر دینی دکان کھولی تھی لوٹا کھایا خریدا بیچا اب ملیشیا میں مکاریاں کرتا پھرتا ہے اب اسی نے سعودی عرب کی مذمت شروع کردی ہے ہندوستانی حکومت نے جلدی کردی اگر تھوڑا صبر سے کام لیتی تو یہ اسلام اور ہندوازم قرآن گیتا اور رامائن کو ایک درجے میں رکھ دیتا جیسے کہ اس کی لائن پر عبداللہ طارق، طارق مرتضی کررہے ہیں۔

### ☆ سیکولر ملا تعالم (خارجیت جزئیہ)

سیکولر تعلیم یافتہ مسلمان جس نے علوم دینیہ عربیہ حاصل نہیں کی ہے مگر مفتی داعی خطیب بننے کی کوشش کرتا ہے وہ اس اسلامی اسکالر بن جائے یا لوگ بنادیں سب سے بڑا تعالم ہے وہ دین میں اتھارٹی بننے کا دعوی دار ہو سب سے بڑا فراڈ ہے۔ یہاں صورت حال یہ ہے کہ عقائد کے باب میں بڑے بڑے اساطین بات کرنے سے جھجھکتے ہیں۔ تفسیر کے باب میں ائمہ کہیں کہیں حیرانی کا اظہار کرتے ہیں۔ کلام حدیث اصول فقہ اور فقہ میں علماء کی عمر بیت جاتی ہے اور

اکسپرٹ ہونے کا دعوی نہیں کر سکتے۔فرق کے عقائد وانحرافات بڑے بڑے علماء کی پکڑ سے باہر ہوتے ہیں اور سیکولر ملا جن سے ایک آیت بمشکل پڑھی جاتی ہے جن کو میدان علم میں آنے کے لئے نہ اساسی اخلاقیات کا پتہ نہ مطلوب علوم عربیہ دینیہ سے آگاہی مگر دکانیں کھول کھول کر بیٹھ گئے ہیں اور شریعت کے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔اسلامی اسکالر بنے گھومتے ہیں ایسے سارے سیکولر ملا چاہے خطیب ہوں چاہے قلم کار چاہے داعی ومفتی سب تجاوزات کے شکار ہیں اور دین کے لئے مافیا ہیں۔یہ چاہے برادرز وسسٹرز کا ٹولا ہو چاہے ٹی وی وشوسل میڈیا کے لاخیرے ہوں چاہے آر ایس ایس کے بے پٹہ کتے ہوں۔یا نیم تحریکی بکاؤ مولوی ہوں۔

مصیبت یہ ہے کہ یہ بلائے جان مسلک کو تباہ کرنے کترنے اور اس کے حساب پر جینے کھانے اور چگنے آگئے۔ان میں ایسے بھی شذاذ آفاق ہیں جو جنونی زعم کے شکار علماء کی حماقتوں کو فکری خوراک بنائے شاذ پسندوں کے درمیان قے کرتے پھرتے ہیں اور گندگی پھیلاتے ہیں ایسے شذاذ اور طفیلی کیڑے ملک کے اکثر بڑے شہروں میں ہیں اور خارجیت ان کے ریشے ریشے میں بسی ہے، ایسے لوگ بدترین خلائق ہیں اور دین وملت کے ڈاکو ہیں۔ایسے لوگوں کا شمار مجرموں میں ہوتا ہے۔

اہل حدیث حلقے میں ایسے کنوکنڈ مجرم بھی ہیں جو نیم ملا قسم کے ہیں تعالم ادعا اور اکاذیب کے ساتھ وہ انٹرٹینر ہیں کلاکار ہیں۔ناٹک کرنے کی ادا رکھتے ہیں اور طوائفوں کی طرح راتیں بیچتے ہیں۔ننگ ہیں انسانیت کے لئے دین کے لئے۔مسلک کے لئے۔وہ ہمہ آن مستعد رہتے ہیں ہر جرم کا ارتکاب کرنے کے لئے۔دینی اصول ومنہج سے انھیں دشمنی ہے۔دین اخلاقیات کو روز اپنے پیروں تلے روندتے ہیں۔عوام اور فساق نے انھیں سر پر چڑھا رکھا ہے عیار انھیں اپنی شہرت کے لیے استعمال کرتے ہیں۔یا کرسی کے بچاؤ کے لئے۔مسلم معاشرے میں ان سے گیا گذرا کوئی نہیں ہوسکتا۔ان کے بڑبولے پن کی کوئی مثال نہیں ہے۔ان کی پوری زندگی جھوٹ اور فراڈ ان کو کسی دینی پروگرام میں شریک کرنا علم دین اور علماء کی توہین ہے۔



### ☆ تنظیم کا بھیانک تعالم

جمعیۃ اہل حدیث کتاب وسنت کی تعلیمات، منہج سلف اور مسلک اہل حدیث ماننے والوں کی تنظیم ہے۔ایک طرف اس کا سارا نظم دستور، انتخاب، ممبر سازی، شوری عاملہ، فیصلے، طریقہ عمل سب کانگریسی ہے۔سیکولر ہے۔یہ بجائے خود کفریہ نظام ہے اس پر بھی سارا کام غیر آئینی۔ اور قبضہ مافیا اس پر مسلط۔مالی ومنصبی ہر طرح کی خیانتیں مگر پھر بھی خلافت راشدہ کے درجے میں، طائفہ منصورہ۔پورے ملک میں یہ خرابیاں اور شر تنظیم اور دینی اداروں میں عادت سی بن گئی ہیں۔ ہر طرف اباحیت پسندی کا دور دورہ۔آوے کا آوا اس کا قائل۔جو ہے سب صحیح ہے ہر طرف مسلکی ارتداد کی لہر ہے خاص کر سارے فساق مسئول سے چپک گئے ہیں یا چپکا لئے گئے ہیں بے شعوری اور فسق وفجور کا ہر طرف ڈیرا ہے۔پورا ڈھانچہ کلی طور پر غیر آئینی غیر شرعی اور حالت یہ ہے کہ اس کا تعاون شرعا تعاون علی الاثم والعدوان ہے اور ڈھٹائی دیکھئے غیر شرعی غیر آئینی زبردستی کا۔مسئول مہاراشٹر اور ممبئی عظمی کی ریاستی تنظیموں کو ختم کر کے ایڈھاک بنانے کے درپے اور مافیا گردی کے لئے تیار۔غیر آئینی غیر شرعی حالت میں تنظیموں کا یہی حال ہوتا ہے لوٹو لٹاؤ تماشا کرو تماشا دیکھو۔مگر ہر طرف چپی۔ڈوبتی لٹتی پٹتی جمعیت کے حق میں کسی طرف سے کوئی آواز نہیں۔چوپٹ دروازہ کھلا ہے جو ننگا بھی چاہے آئے جائے۔تعالم کا جہل پھکڑ پن، فساد، دعوی داری، بے اصولی جمعیۃ کے سبب اس وقت سب سے زیادہ پھیلتی ہے۔

### ☆ نو یہری تعالم:

صدی کا سب سے بڑا فراڈ اور سب سے بڑا تعالم اور سارے ابن الوقت چیخیں مارنے والے مولوی اس میں شریک۔سالوں سے یہ تماشا چل رہا تھا سود کھلایا جا رہا تھا سود کھایا جا رہا تھا اور اسلامی تجارت کی سندیں بٹ رہی تھیں۔فریب دیا جا رہا تھا فریب کھایا جا رہا تھا اسلام کا نعرہ، مسلک کی دہائی۔مولویوں کی یقین دہانی۔ضمائر کی خرید وفروخت۔لمبے دعوے۔لمبی کہانی، اونچی

اڑان کسی کی لمٹ نہیں۔ ان فریب کاریوں کی حمایت بھی ایک فیشن اور وجہ کبر وتعلیٰ اور رعونت۔ ہر طرف ہیرے ہی ہیرے اور پھر اسٹیج پر ہیرو ہی ہیرو، دل میں سیاسی امنگ، ذہن پر اقتدار کی دھمک، مدہوشی کی کیفیت۔ سارے فلمی ستارے حاضر، پردے اٹھے ریلیاں نکلیں نعرے لگے شور اٹھا۔ آزادی نسواں کی تحریک چلی۔ مودی کی رضا بٹورنا تاکہ فراڈ سٹہ بازی سودخوری اور بدعنوانی کا مواخذہ نہ ہو۔ کرناٹک میں ووٹ کاٹنے اور بی جے پی جتوانے کے جتن فیل نتیجہ زیرو، نہ بھگوا رضا ملی نہ جاں بچی۔ نہ اخباروں میں مودوی کے فوٹو کے ساتھ پورے پورے صفحات کے اشتہارات کام آئے۔ صالحہ عالمہ علامہ ڈاکٹر صاحبہ تہجد گذاریاں، بھگوا گلیوں میں نثار ہوگئیں اور کرتب باز مولویوں کی آہ وزاریاں رنگ نہ لاسکیں۔ شریعت کے سارے فتوے منہ چڑاتے رہ گئے۔ ساری تائیدیں فضیحت بن گئیں۔ ساری دلالیاں زیرو ثابت ہوئیں۔ نفع کی ہوس میں کتنے بےشعور کنگال ہوگئے۔ اربوں نقصان ہوا۔ مسلک کے نام پر فریب کھانے والوں کا کون محاسبہ کرے جاہل نما مولویوں کا اور آر ایس ایس کے غلام ٹھگوں کا اور ٹھگوں کی لنگوٹوں کا۔

اف اللہ کی پناہ کتنا شور کتنا چرچا دین داری کا، جودوکرم کا، ہمدردی کا، علم کا، دعوت کا، تعلیم کا، کارخیر کا، قابلیت کا، صالحیت کا، کھودا پہاڑ نکلی چوہیا، کیا حساب دیں گے ابن الوقت مولوی عوام کے اربوں لوٹ کا۔

## ☆ انفرادی تعالم کے مظاہر

وقت کے مظاہر تعالم تحریکیت وحید خیانیت اور اسراریت سے متاثر طلباء اور کم علم علماء بھی تعالم کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ خاص کر میڈیا میں چمک دکھلانے والے۔ میڈیا میں ایسے ایسے نابالغ چوزے قلم کاری کرتے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ سلفی مدارس کے فارغین ایسے علم بیزار دین بیزار علماء بیزار اور انسانیت بیزار متعالمین کی تائید میں تحریریں شائع کرتے ہیں ان سے لگتا ہے کہ سارا علمی ودینی سرمایہ لٹا ہوا لگتا ہے حال ہی میں میڈیا سے چپکے ایک صاحب کا مضمون شائع ہوا۔ سلفیت



اپنے مداحوں اور ناقدوں کے نرغے میں۔ تعالم کی ایسی اڑان لگتا ہے تازہ تازہ مضمون کی وحی خاص کر ان پر اتری ہے، مضمون، فکر ترتیب اسلوب زبان لب ولہجہ ہر اعتبار سے مسترد، جہل اباحیت، دعوی داری کے سوا کچھ نہیں مودودی وحید خان اسرار وشاذ کے چربے کے سوا اس میں کچھ نہیں۔ کل کا کل آوارہ فکری اور ناسمجھی۔ کئی جگہ سننے میں آیا کہ اہل حدیث عوام پر جو معمولی اردو خواں ہیں شاذ غامدی ضلالات کا نشہ طاری ہے۔ ضلالتوں کا اپنا خاص نشہ ہوتا ہے تعلیٰ پسند اس کے بہت جلد شکار ہوجاتے ہیں چاہے وہ کسی سلفی مدرسے سے فارغ کیوں نہ ہوں۔ اور اگر اس کے اندر ابن الوقتی آگئی ہو حاسد اور لالچی ہو، تو طے ہے وقت کے افکار زائغہ کا شکار ضرور ہوگا سازش اور کذب میں ماہر بن جائے گا۔

## ☆ سب سے بڑا تعالم وحید خانی تعالم

وحیدالدین خاں صاحب تحریک اور تبلیغ سے ہوکر گذرے ہیں، مودودی صاحب کے سایہ عاطفت میں رہ چکے ہیں علی میاں کے در سے وابستہ رہ چکے ہیں اور وقت کے سب سے بڑے شاطر اسعد مدنی کی رفاقت بھی کی ہے۔ پھر ۱۹۷۶ میں اپنی مستقل حیثیت کے ساتھ الرسالہ کے ساتھ نمودار ہوئے اور نیشنل وانٹرنیشنل فیگر بن گئے۔

وحیدالدین خاں ایک آزاد قلم کار ہیں قرآن وسنت کے فہم کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ نصوص سے استدلال کیسے کیا جائے، ان امور سے انھیں کوئی مطلب نہیں۔ ان کا اصل مشن یہ ہے کہ اسلام ایک فردی مسئلہ ہے مسلمان جہاں رہے پرامن رہے حالات کے ساتھ تال میل بنا کر رہے۔ ان کے نزدیک اسلام میں نہ اجتماعیت کی تعلیم ہے نہ معاش کی نہ تعلیم کی نہ ہجرت ہے نہ جہاد ہے۔ فردی اصلاح ہی کافی ہے۔ لوگ انفرادی طور پر اپنی نجات کی فکر کریں بس۔ ان کی تاویلات کا دروازہ اتنا وسیع ہے کہ دین کو جس طرح چاہیں تاویل کی خراد پر چڑھائیں۔ انھیں سیکولر نظام پسند ہے اس کے اندر فرد اپنی اصلاح کرلے یہی کافی ہے جنت کے حصول کے لئے یہی بس ہے۔

خان صاحب کے ہاں دینی طور پر اتنا جھول ہے کہ کلی طور پر اباحیت کے دائرے میں جیتے
ہیں ان کے نزدیک اسلاف کا عمل اور فہم دین معیار نہیں ہے وہ یورپی افکار اور ترقیوں کو اسلام کا
سیکولر پہلو مانتے ہیں۔خاں صاحب تحریکی رد عمل میں صلح کل کی راہ پر ہیں۔اور سیکولر پرستی دونوں
کی راہ ہے۔انھیں دنیوی امن اور دنیوی آسائش چاہیے اور بس۔امت کا تصور بھی ان کے پاس
نہیں ہے جب ان کے نزدیک اسلام ایک فردی مسئلہ ہے پھر امت کے تصور کی ضرورت کیا ہے۔
خان صاحب ہر جابر ظالم غاصب کے ساتھ مصالحت کے قائل ہیں۔ان کے نزدیک مصلحت
وقت اور مادی مصالح ہی زیادہ اہم ہیں۔اصول ضابطے حقوق فرائض سے مطلب نہیں۔اسی لئے
فلسطین،کشمیر،بابری مسجد اور فسادات کے سلسلے میں مسلمانوں اور اسلامی تقاضوں کے برعکس ان
کی بالکل جدا رائے ہے۔یہی وجہ ہے کہ خان صاحب حالات کے مطابق بھیس بدلنا جانتے ہیں۔
وہ ہر ایک کے چہیتے بن سکتے ہیں۔اٹل بہاری اور بھگوا بریگیڈ کے بھی پیارے۔سونیا گاندھی
اور من موہن سنگھ کے بھی پیارے قذافی کے بھی چمپین۔گلف اور سعودی عرب کے بھی پسندیدہ۔
واہ صیاد نے کیا خوب ادا پائی ہے۔

خان صاحب کی تحریروں کا اگر جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ ان کی نگاہ میں مغرب اور
مغربی اسکالرز زیادہ اہم ہیں علماء اسلام نہیں۔برصغیر میں تو دوسو سالوں میں انھیں کوئی بھی نہیں
جچتا۔خان صاحب ہندوستان میں وہ تنہا قلمکار ہیں جو ذاتی قلم کے ذریعے آمدنی کرنا خوب
جانتے ہیں۔اور کوٹھی والے بن گئے ہیں۔

خان صاحب بے منہج بے لگام اور اباحیت پسند انسان ہیں۔ان کی حریت پسندی دین کی راہ
میں ایک فتنہ ہے۔اور قاری کو دین سے دور کرسکتی ہے۔ان کی تحریروں میں خس وخاشاک زیادہ
ہوتے ہیں۔انھیں قاری کے ذہن میں اپنی بات انڈیلنے کا زبردست ملکہ ہے۔تعالم کی یہی
خاصیت ہے۔تعالم کی تاثیر منفی ہوتی ہے اور اخلاص کی مثبت۔مشکل یہ ہے کہ اس وقت کیا عالم کیا
جاہل تعالم کے سبھی شیفتہ ہیں۔تعالم ایک عشوائی عمل ہے بے جہت بے مقصد اور بے محنت وبائی



جراثیم ہے کسی وقت کہیں سے گھس سکتا ہے اور مرض پیدا کرسکتا ہے۔تعالم فیشن شناخت اور تعلی بن
جاتا ہے اور ولولہ پسندوں کے لئے بہت مفید ہے۔خان صاحب کی طرح ان کے فاضل
صاحبزادے ڈاکٹر ظفر الاسلام بھی ہیں البتہ وہ تحریکی متعالم بن گئے ہیں۔

## ☆ متنوع تعالم کے متنوع میدان

تعالم صحافت، دینی انسانی اور لسانی تمام میدانوں میں پایا جاسکتا ہے تعالم افتا،تنظیم ادب
اور فنون میں بھی ہوسکتا ہے فتوی تحقیق اور دعوت میں بھی ہوسکتا ہے اور فی الواقع اس وقت ہر میدان
علم وفن میں تعالم ہی کا راج ہے۔اکثر ان میدانوں میں کام کرنے والے متعالم ہی ہیں۔
اس تعالم کے نتائج ہر طرف نظر آتے ہیں۔ہر سو تعالم کی خام کاریاں پھیلی ہوئی ہیں۔ایسا
لگتا ہے جیسے علم ثقافت ثقاہت تواضع اخلاص امانت اور تقوی جو علماء کے اساسی اوصاف ہوتے
تھے سب عنقا ہوگئے ہیں ان کی وقعت نگاہوں میں رہی نہیں اوپر بیان کئے گئے تعالم میں تعالم کے
اقسام سے ان خام کاریوں کی نشاندھی ہوجاتی ہے۔
نصوص کی تحقیق میں نقص اصول وضوابط کی سمجھ میں ناکامی تصانیف تحریروں،تقریروں میں
فلوز علوم وفنون میں بے خبری سب عیاں ہیں۔بروقت شائع ہونے والی تحریروں کی زبان بیان
اور مشمولات کو صحافت اور سوشل میڈیا میں دیکھیں تو سارے نقائص صاف نظر آجائیں گے۔

## ☆ تعالم کا تحریفی مظہر

تعالم کا ایک تحریفی مظہر بھی ہے لیکن یہ بلاد ہندوستان کے متعالمین کی پہنچ سے باہر ہے۔یہ
عرب کے بگڑے علوم دین سے وابستہ منحرفین کا مظہر ہے۔بلاد عجم میں کہیں کہیں اس کا مظہر ہے۔
ہندوستان میں اس کا مظہر ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی (حال مقیم امریکہ) ہیں مقاصد شریعت اس کی
دلیل ہے۔کچھ نابالغ جیسے راشد شاذ اسرار عالم اور کچھ علمی وفکری کامل جہلاء ان کی راہ پر چلتے ہیں
۔ان کے تعالم کے عناوین ہیں۔

(۱)فتوی حالات کےتغیر کےساتھ بدل جاتا ہے۔

(۲) نصوص سے وہ مطلب نکالنا جس کے وہ حامل نہیں ہیں جیسے آزادی نسواں،سیکولرازم جمہوریت موسیقی کاجواز بینک کےسود کی حالت

(۳)حق کی تلاش کے بجائے سارے مسالک کوجوڑنے کی بات

(۴)شریعت کی قانون سازی،شریعت سے نہیں،شریعت کوقانون کےگھیرے میں لایاجائے۔

(۵)احکام کےنصوص کی تاویل باطل

(۶)مذاہب کے درمیان تقابلی مطالعہ اوراس سے بڑھ کرعوامی جلسوں میں اس موضوع پرتقاریر یہ ہندوستان میں ایک فیشن بن گیا ہے احمد دیدت کے ہاں اس کی ایک بہترین شکل تھی نادانوں نے ان کی نقل میں مذاہب کے درمیان تقابل کواصل الاصول بنادیا جس کو دیکھو چنداشلوک کتب مذاہب کی چندعبارتیں لیااوراڑ پڑاایسے سارے کے سارے دین ہیں اورایمان فروش فروش حق وباطل کوخلط ملط کرتے ہیں یہ سارے کے سارے بگڑے ہوئے ہیں جاہل شیخی باز اور دنیادار ہیں ذاکرنائک ان کا قافلہ سالار ہے ہندوستان کےمختلف شہروں میں کئی ایسے تماش گیر ہیں۔اوراس حدتک بڑھ گئے ہیں کہ قرآن گیتااور بائبل کوایک درجے میں رکھتے ہیں اورنماز میں کسی ایک کی تلاوت سے نماز کوصحیح مانتے ہیں یہ موضوع خاص الخاص علماء کا تھا اسے نادانوں نے اپنی شہرت قابلیت اورفیشن کامسئلہ بنالیا۔

(۷) قیاس کے انکارواثبات کے درمیان جھولنا۔

(۸)فروعات دین کی بےتوقیری کرنا۔ یہ مصیبت ہرجگہ ہے۔یہاں ہندوستان میں بھی تحریکی لونڈے سرپھرے اورنیم مودودیئے فروعات پرتان توڑتے رہتے ہیں فروعات سے متعلق ان کارویہ ایسا کج ہوتا ہے جیسےشریعت میں ان کوزبردستی گھسادیا گیاہےاوران پرتوجہ دینا جرم ہے یانادانی کی دلیل۔

اس میں تحریکی فکروخیال اوروحیدخانی تحریفی رویے کےلوگ زیادہ آ گئے ہیں۔

☆☆☆



**فصل ثالث**

# اسباب تعالم

تعالم کے وجود پانے کے موثر اسباب ہوتے ہیں۔اگرمضبوط اسباب ہوتے ہیں تو تعالم بھی زیادہ خطرناک اور تباہ کن ہوتا ہے بلاسبب تعالم صرف شذوذ پسندی اورسرپھرا پن ہوتا ہے اوراس کے اسباب صرف مفاد پرستیاں وخودغرضیاں ہوتی ہیں۔سب سے خطرناک نظریاتی اوراجتماعی تعالم ہوتا ہے یہاں کچھ اسباب تعالم کا ذکرکیا جاتا ہے۔

## (۱)میدان عمل سے علماء کی دوری

علماء میدان عمل سے دور ہیں۔یہ واقعہ ہے۔لیکن اس میں کس کا قصور ہے۔علم کی قدرنہیں۔ مداری پن اورناٹک پرلوگ ریجھے ہوئے ہیں۔ مداریوں اور ناٹک کرنے والوں پر لوگ نچھاور ہیں۔امامت اورخطابت کاعظیم کام اب ایسا مانا جاتا ہے کہ نادارمفلس اور بھکاری یہ کام کرتے ہیں۔ یہ پوزیشن علماء کی بنی ہوئی ہے۔اداروں اورتنظیمات پرسیکولرپس منظر کےلوگ یا خائن اور مداری صفت علماء مسلط ہیں۔جن کے دوکام ہیں علماء پردادا گیری دکھلانا اور پبلک کے مال پرعیاشی کرنا۔عموما بڑبولے مولوی یا سیکولرعلماء ویل اوف ہوتے ہیں۔اس لئے انھیں تعالم کا دھندہ کرنے کا پورا موقع ملا ہوتا ہے۔وہی ساری چمتکاریاں دکھلا سکتے ہیں۔

مستند اورثقہ علماء، بزدلی یا عافیت پسندی کے سبب متعالمین کو دوڑاتے اورکھدیڑتے نہیں ڈھیلے ڈھالے سے رہتے ہیں اوراکثر مداریوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ان کے تعالم کوپھلنے پھولنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ان کوسرآنکھوں پربٹھاتے ہیں یا اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ان کواستعمال کرتے ہیں دین علم اورعلماء کوکھیل بنالیتے ہیں۔

ثقہ علماء یوں بھی میدان عمل سے دورہوجاتے ہیں کہ مدارس میں ان کی تعلیم وتربیت ایسی ہوئی ہے کہ وہ تعالمی فراڈ کے لئے مطلوب صلاحیتوں کے حامل نہیں ہوسکتے۔اس لئے چمکتاری

ماحول سے انھیں دور رہنا پڑتا ہے۔غیر مستند خائن مولوی شکم پرور ہوتے ہیں نہ تین کے نہ تیرہ کے
دینی اداروں میں رہ کر اس کی تنگنائیاں انھیں اس لائق نہیں بناتی ہیں کہ انھیں میدان عمل
ملے اور ان کی اصلی صلاحیت نکھرے۔دنیا میں دین کے لئے بہت کم جگہ رہ گئی ہے۔دین کے
دعوی دار شاطر اور بےلگام ہوتے ہیں ان کے لئے پرکشاں ہونے کی گنجائش ہوتی ہے۔

ماحول ایسا بن گیا ہے کہ میدان عمل میں مخلص اور باصلاحیت علماء کے لئے جگہ نہیں رہ گئی
ہے۔اچھے انسان کے لئے عالم کے لئے اصلی صورت میں کام کرنے اور مطلوب صلاحیتوں کو
پروان چڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ کم ازکم ان کو ایسی تربیت وتعلیم دی جائے کہ وہ
بھرپور طریقے سے دین کا کام کرسکیں۔ان کو کام کرنے کے باعزت مواقع اور ذرائع ملیں۔ان کو
نکاح طلاق جنازہ ودعا تک کی اختصاصی تعلیم سے اوپر مکمل دینی تعلیم دینی چاہیے اس کے ساتھ
تربیت بھی ضروری ہے بدقسمتی سے دونوں میں کافی نقص رہتا ہے۔اگر انفرادی طور پر کسی کے اندر
امنگ پیدا ہو وہ خود کو میدان عمل کے لئے آراستہ پیراستہ کرلے تو الگ بات ہے۔

ان تفصیلات کا حاصل یہ ہے کہ ایک صحیح اور ثقہ عالم کے لئے میدان عمل ہے ہی نہیں۔اولا
بگڑے ہوئے ماحول میں اچھے لوگوں کے لئے گنجائش بہت کم ہے ثانیا میدان عمل کے لئے جن
مطلوب صلاحیتوں کی ضرورت ہے وہ اس وقت بہت کم علماء کو حاصل ہیں ثالثا: مادی اسباب
وذرائع ان کو میسر نہیں کہ وہ بھرپور صحیح ڈھنگ سے اپنی صلاحیتوں کی جمع پونجی لگاسکیں۔اکثریت
آذوقہ حیات کے حصول ہی میں کھپ جاتی ہے۔جو اسباب وذرائع کے حصول میں لگتے ہیں وہ
خود راہ عمل مسدود کرکے بیٹھ جاتے ہیں۔مادی ذرائع کی فراہمی کوئی ثقہ عالم کر بھی نہیں سکتا ہے۔
عموما یہ کام غیر ثقہ اور تیسرے درجے کا علم وصلاحیت رکھنے والے کرتے ہیں اور خود ایک مصیبت
بن جاتے ہیں۔

علماء کی پوزیشن اس وقت ہندوستان میں بڑی نازک ہے اہل حدیث علماء کی خاص کر۔ان
کا مقام ومنصب اور ذمہ داریاں قرآن وسنت سے طے ہیں۔مگر اس وقت ان کا مقام ومنصب



قطعا پامال ہے ان کی ذمہ داریاں بطور نوکر دیکھی جاتی ہیں۔اس جور وخیانت اور بےحسی کے
دور میں یا شر کے ایام فتنہ میں صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ سکوت ہی سب سے بہتر ہے۔

تعالم صرف زبانی دعوی داری کا مسئلہ نہیں ہے۔تعالم روزمرہ کی عملی زندگی اور نشاطہائے
نوع بہ نوع میں داخل ہے۔بلکہ اس سے بڑھ کر دین پر عمل پیرائی کے سارے میدانوں یا
مساحات پر اس کا راج ہے۔تعالم علمی وعملی دونوں طرح اس وقت کم کہ از کم اہل حدیث حلقے میں
کلی طور پر دخیل ہے۔سلفی معتبریت کو جیسے نظر بد سی لگ گئی ہے۔ایسا لگتا ہے جیسے علماء کے علمی وحتمی
امتیازات خصائص مقام ومنصب بوجھ تھے اور زبردستی ان پر لاد دیئے گئے تھے۔اس کو اپنی گردن
سے اتار پھینک کر سرپٹ بھاگ لئے ہیں کہ کہیں کوئی دوبارہ انھیں ان کی گردن پر لاد نہ دے۔
سیاسی معاشی اور سماجی حالات ایسے بن گئے ہیں کہ کوئی عالم کی بھاری ذمہ داریاں امتیازات
خصائص اور منصب اٹھانے کے لئے تیار ہی نہیں ہے۔ذات اور مفاد کے سامنے سب ہیچ۔تعالم
ایک چھچھورپن ہے اور نہایت سبک، نہ لاج نہ لحاظ اس لئے سنگینی حالات اور ستم ظریفی وقت نے
تعالم کو آسانی سے مان لینے کے لئے علی الاطلاق دلوں میں آمادگی پیدا کردی ہے۔علماء کے لئے
بھی یہی قابل قبول ہے سب اس کے پیچھے بھاگتے ہیں۔کون امتیازات خصائص ،عظمتوں
اور رفعتوں کے لئے بیٹھ کر قربانی دے گا، کہاں اس تیز رفتار دنیا میں اس کے لئے قربانی دینے کی
فرصت ہے۔ایک طرح سے علماء تک نے تعالم کو طوعا کرہا تسلیم کرلیا ہے اور اس کی ادا پر نثار ہوگئے
ہیں۔تعالم لوگوں کے نزدیک حالات سے بہت ہم آہنگ لگتا ہے۔ایسی حالت میں میدان عمل
تعالم اور متعالم کے لئے چھوڑنے کا نہیں ہے بلکہ میدان عمل میں فتح یاب تعالم کے ساتھ چلنے
کا ہے سب ہی تعالم کے ساتھی بن گئے ہیں اور ہر علمی فنی اور عملی میدان میں جو تعالم کے ساتھ نہیں
چل سکتے آخر شب کے چراغ کی طرح ٹمٹمانا ان کا مقدر بن گیا ہے یا ہواؤں میں چراغ جلانے
اور اسے بجھنے سے بچانے کے لئے حیران کن جدوجہد کررہے ہیں۔

## (۲) حب الظہور

شہرت نام آوری اور پبلک فیگر بننے کا انسان کو بہت شوق ہوتا ہے۔ بڑا بننے کی ہوس انسان پر سوار رہتی ہے۔ خود پسندی اور تعریف پسندی انسان کی بہت بڑی کمزوری ہے۔ پھر سماج میں ثنا خوانوں کی ہمیشہ جماعت رہتی ہے۔ شہرت کی محبت انسان کی طبیعت میں رچی ہوئی ہے۔ ہر آدمی کی بطور بشر اپنی پہچان ہے اور ہر شخص کی بطور انسان ایک اہمیت ہے اسے خود سے محبت ہوتی ہے لیکن جب معقول جب ذات کی حد سے بات باہر نکلتی ہے تو حب الظہور اور شہرت کی پسند تک پہنچتی ہے۔ معقول شے کو ہوس اور خواہش کی چنگاری لگتی ہے تو پھر شہرت کی آگ انسان کو لگ جاتی ہے بستر مرگ تک یہ آگ انسان کا پیچھا کرتی ہے ابوجہل نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے میدان بدر میں جاں کنی کے وقت کہا تھا میرا اگلہ اس طرح کاٹنا کہ لگے میں قوم کا قائد ہوں۔

انسان کی فطری ضرورتیں ہوتی ہیں اوران کی لمٹ ہوتی ہے لیکن بات جب ضرورت اور حد سے گذر جائے تو عیب بن جاتی ہے اور اگر عیب کو ہنر بنانے کا ماحول ہو تو عیب کے پیچھے دنیا بھاگ پڑتی ہے۔ پہلے شہرت کے لئے خاص لوگ ہوا کرتے تھے۔ اصحاب جاہ ومنصب کا یہ پیدائشی حق تھا اب جمہوریت اور ڈیموکریسی کے دور میں شہرت دکھاوے بڑا بننے اور نام کمانے کا فلڈ گیٹ کھل گیا ہے۔ کیمروں کی عکس بندی کے ذریعے نام آوری کا بھونچال آ گیا۔ اب ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار بنالی ہے انسانیت بڑکپن اور وقار کی آبرو خاک میں مل گئی۔ میڈیا سوشل میڈیا اور سلفی کے دور میں دنیا میں سب سے بڑا کام ہے کامیاب وناکام بگڑے وبنے انسانوں کی شہرت کی ترویج واشاعت۔ لوکل انتخاب سے لے کر نیشنل انٹرنیشنل انتخابات تک۔ یونینوں اور انجمنوں کے انتخاب سے لے کر سوسائیٹیوں اور تنظیمات کے انتخاب تک نام وشہرت کا بازار گرم ہے۔ ناموں اور کاموں کی ترویج واشاعت امیدواروں کا پرچار نعروں جھنڈوں تقریروں بیانات اور بینروں کے ساتھ کتنی ضرورت، کتنی احمقانہ۔ جعلی شہرت اور پھر منصب وزر کی دیوانگی اوران اسباب شہرت کے لئے



مہمیزی اللہ کی پناہ۔

ان بگڑے رویوں نظریوں اور سرگرمیوں نے شہرت بڑائی اور اور نام آوری کا دلوں میں زہریلا بیج بودیا ہے جو اگتے بڑھتے اور پھل پھول دیتے ہیں۔ اب شہرت نام آوری، خود پرستی اور بڑا بننے کی ہر گلی کوچہ میں ہر سطح پر ہوڑ بازی لگی ہے۔

شہرت پسندی خود پسندی اور خود پرستی کا روگ ہر دل کا روگ بن گیا ہے۔ تعالم اس کا شاخسانہ ہے۔ اس مرض سے علم ودین اور علماء کو محفوظ رہنا چاہیے لیکن جس شے کو عناصر حیات کا لابدی عنصر بنادیا گیا اس سے بچنے کے لئے بڑی سکت ہمت اور طاقت کی ضرورت ہے۔

علم ودین اوران کے مطابق عمل کے لئے بنیادی شرط ہے خلوص (ادعوہ مخلصین لہ الدین) یہاں ذرہ برابر دکھاوا شہرت طلبی کی گنجائش نہیں ہے۔ خود پسندی اور شہرت طلبی معمولی تر مقدار اور غیر محسوس کیفیت جن کو مقائیس انسانی پکڑ نہیں سکتیں انھیں بھی اللہ تعالیٰ میدان محشر میں انسان کو نکال کر دکھلا دے گا ذرہ برابر خودنمائی انسان کی ذات میں کہاں چھپی ہے وہ مقدار اللہ کے لئے بالکل عیاں ہے۔ کسی شے میں اگر خودنمائی آجاتی ہے خواہ دین کا مسئلہ ہو یا امت کا یا عام انسانوں کا یا اصولوں ضابطوں اور تعلیمات حق وانصاف کا وہ انسانی ذاتی طلب بن جاتی ہے اس کی اصلی نوعیت ہی ختم ہو جاتی ہے، مقصدیت ہی فوت ہو جاتی ہے۔ جس قدر حب الظہور خودنمائی اور شہرت طلبی کا حجم بڑا ہوگا اس کے بقدر حقیقتیں، عملی رویے اور مقصدیت ختم ہوتی جائے گی۔ نفاق جھوٹ فریب اور انتشار عظیم کو ان کی جگہ ملے گی۔ انسان کے دل ودماغ پر جونک کی طرح خودنمائی ہمیشہ چپکی رہتی ہے یہ نفاق کا خطرناک Symptom ہے یا سبب نفاق ہے۔ انسان بلکہ عالم بھی خودنمائی کا شکار ہوتا ہے تو فریب کو حقیقت ثابت کرنے میں آخری سانس تک لگا رہتا ہے۔ اپنی ریاکاریوں اور خودنمائیوں کو ایثار قربانی اور خلوص بتلانے سے شرماتا نہیں۔

ہر سو چھائے حب الظہور نے تعالم کو زبردست بڑھاوا دیا۔ حب الظہور اور شہرت طلبی نے تعالم کو دردر گھر گھر گلی گلی شہر شہر دل دل میں بھر دیا۔ فرد سماج عالم جاہل سب کے لئے قابل قبول

بنا دیا۔حب الظہور کے سبب تعالم کی ہر طرف ریل پیل ہے۔ وہ ایک طوفان کی طرح ہر طرف چھا گیا ہے۔علم اور علماء وقار واستناد ثقہ ومستند لوگ ڈرے سہمے اس کالے طوفان سے اپنے بچاؤ میں لگے ہیں۔سب اس کالے طوفان کی نذر ہو چکے ہیں۔

جب انسان خودنمائی کا شکار ہوتا ہے کھوکھلا بن جاتا ہے۔نہ وہ اپنے لئے مفید رہ جاتا ہے نہ دین کے لئے نہ سماج کے لئے۔اس کی فکر وعمل کی کایا ہی پلٹ جاتی ہے خودنمائی اور شہرت طلبی عظیم سے عظیم کام کو بے ثمر اور بے اساس بنا دیتی ہے۔خودنمائی اور تعالم کا چولی دامن کا ساتھ ہے جس طرح حب الظہور اور خودنمائی ایک کھوکھلا عمل ہے اسی طرح تعالم چھچھورپن سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔حب الظہور کے لئے کسی عزیمت عظمت اور بڑے ارادے کی ضرورت نہیں وہ ایک خودکار مشین بن جاتی ہے تباہی کا کام کرتی رہتی ہے اسی طرح تعالم بھی خودکار طور پر رواں دواں رہتا ہے بس دل ودماغ سیرت وکردار اور رویے کے بگڑنے اور کھوکھلا ہونے کی ضرورت ہے۔

خودنمای ایک نستعلیقی مزین اور خوبصورت نظر آنے والا عمل ہے اسی ظاہری حسن کا دنیا دیوانہ بھی رہتی ہے یہی چیز تعالم کے لئے بھی ہے ظاہری شین قاف بناؤ سنگار جشن ناؤ نوش زرومنصب اور شہرت کے سارے اسباب اس کے لئے مہیا ہیں۔بڑے سے بڑے عالم کا دماغ اور سوجھ بوجھ خودنمائی چاٹ جاتی ہے اور اسے خبر نہیں ہوتی کہ اس کا علم وایمان اور وقار کہاں لٹ گیا۔لٹنا تھا لٹے ہم کو مگر یاد نہیں ہے۔یہی ہر خودنما اور خود پرست انسان اور متعالم انسان کی کہانی بن جاتی ہے۔

اگر ایک طالب علم بچپن اور ایام مراہقت سے اس کا شکار ہوجاتا ہے تو بڑھاپے تک وہ سطحی رہتا ہے کھوکھلا اور تھوتھا رہ جاتا ہے۔عموما ولولہ پسندوں نوجوانوں کو یہ روگ لگ جاتی ہے اور عمر بھی اسے نیم خوابی، نیم شعور اور نیم عالم بنا کے رکھتی ہے۔یہی الظہور کا ثمر ہے تعالم دعوی داری اور سطحیت۔



## ۳۔ ہوس زر

ہوس زر تعالم کو بڑھاتی ہے، پروان چڑھاتی ہے، پالتی ہے، دعوی ہو علم کا، دعوی ہو تعلیم کا، دعوی ہو اخلاص کا، اللہ کے خوف کے بغیر سب بیکار اور محض فریب۔جعلسازیاں ہوں، فن طلب بھی ہو، پروپوز کرنے کا ڈھنگ ہو، حیا وشرم بھی نہ ہو خست ورذالت بھی ہو جھوٹ بولنے کی فن کاری بھی ہو۔پھر کیا ہے زر بھی آئے گا اور تعالم پروان بھی چڑھے گا۔تعالم کو اپنانے اور پروان چڑھانے کی حکمت عملی یہی ہے۔خیانت خست خودغرضی کو خدمت دین، خدمت خلق بنا دیا جائے، پھر ہوس زر بھی پوری اور تعالم کا مکڑ جال بھی پھیلا ہوا۔

ہوس زر انسان کو اندھا، کمین خائن بنا دیتی ہے۔طلب زر اور ہوس زر کے درمیان فرق ہے۔زر کی جائز طلب روا ہے بلکہ لابدی ہے۔ہوس طلب سے الگ چیز ہے۔ہوس زر انسان کی ترجیحی سوچ بلکہ سلبی سوچ اور بدنیتی بن جاتی ہے۔تعالم بھی بدنیتی کی ایک خطرناک قسم ہے ہوس زر اور تعالم کا جب بدنیتی کے طور پر ملاپ ہوتا ہے تو ساری اعتقادی وعملی سرگرمیاں زہریلا بن جاتی ہیں اور سب کچھ زیرو بن جاتا ہے۔ہوس زر کے جال میں دین علوم دین سب پھنستے ہیں۔علم وفن ایک کھوکھلے دعوی دار کو سب سے آسان نظر آتا ہے اکتساب زر کے لئے۔آسان طریقہ ہے کہ علم وفن اور دین کو استعمال کیا جائے۔پھر تعالم زرکشید کرنے کا سب سے آسان ذریعہ بن جاتا ہے۔

ہوس زر تعالم کو بڑھاتا ہے اور تعالم سے ہوس زر بھی پوری ہوتی ہے دونوں افادے استفادے اور بدنیتی میں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔تعالم میں جس طرح پھکڑپن ہوتا ہے ہوس زر میں بھی اسی طرح کا پھکڑپن ہے۔اس لئے ہوس زر سے تعالم کا قیام ہے اور تعالم سے ہوس زر کا قیام ہے۔ہوس زر تعالم کو گھیرتی ہے تو علم دعوت تعلیم تزکیہ تربیت ہر ایک کو بیچ دیتی ہے اور ہر جگہ اس کو نیلام کرتی ہے۔اور لوگ اس پر خوشی کے مارے اچھلتے ہیں۔بے شعوری تعالم کے مدلولات

میں سے ہے اس لئے سارے بے شعور تعالم کا جھنڈا اٹھا لیتے ہیں اس کا نتیجہ ہے کہ متعالم ہوس زر میں علم و دعوت کی دکانیں کھول کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تعالم کے قافلہ سالار سیکولر ملاؤں نے علم دعوت اور دین کو بیچنے لوٹنے اور دولت کمانے کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ اور نافہم مولویوں کی دعوتی علمی دکانوں کا ہر طرف جال پھیلا ہوا ہے۔ ہر شے کی فیس طے ہے خطبہ جنازہ نکاح اور دعوتی تقریبات متعین اور مطلوب فیس کے بغیر اتمام کو نہیں پہنچتیں۔ متعالم کے نزدیک ان کی شرعی حیثیت طے ہی نہیں ہے تعالم متعالم کو شرعیت مسائل سے بھی آزاد کر دیتا ہے۔ اجتماعیت سے بھی آزاد کر دیتا ہے مسئولیت اور جواب دہی سے بھی آزاد کر دیتا ہے۔

ہوس زر جہاں داخل ہوتی ہے تباہی لاتی ہے۔ انسان دین اخلاق شرافت مروت اصول وضوابط سب کو پامال کر دیتی ہے۔ ہوس زر نے بے علمی کو علمی شکل دی جہالت کو تعالم کے مقام پر بٹھایا پھر ہر طرف غوغائیت کا شور مچ گیا علم علماء کی خرید و فروخت ہونے لگی منہج کو روندا جانے لگا ،اسٹیجوں پر تعالم بولتا ہے اور علم سرنگوں سنتا تھا اور سنتا ہے تعالم علم کی تضحیک ہے اور متعالم علماء کی تضحیک ہے۔ ان سے تضحیک کا میلہ لگتا تھا اور لگتا ہے علماء بھی ان میلوں میں شریک ہوتے ہیں اور اپنی رسوائیوں کا تماشا دیکھا اور دیکھتے ہیں اور پبلک اس علماء اور علم کی تضحیک پر تالیاں بجاتی ہے۔

### ۴۔ مادی ذہنیت، تماش بینی کی عادت

جب انسان کا نقطہ نظر مادی بن جاتا ہے یا کسی چیز کو رواروی میں دیکھتا ہے گہرائی یا خامہ تلاشی یا حقیقت تلاشی کے وجوبی نظر سے نہیں دیکھتا ہے تو اسے علم و تعالم کے درمیان فرق نظر نہیں آتا ہے مادی نقطہ نظر ہو تو انسان کو اشیاء و امور کی معنویت و اہمیت سمجھ میں نہیں آئے گی۔ آج عادت عامہ یہی ہے۔ علم دین اور علماء کے لئے نہ دلوں میں جگہ ہے، نہ سماج میں ان کی حیثیت رہ گئی ہے۔ اس لئے ان کو رواروی میں لیا جاتا ہے خود اداروں تنظیموں کے ذمہ داروں، اور عوام علماء کا یہی حال ہے کہ سنجیدگی سے علوم دینیہ اور علماء کو نہیں لیتے بلکہ علمی دعوتی تعلیمی سرگرمیاں عموما



لوگوں کی دلچسپی سے باہر کی چیزیں ہیں۔ مادی نقطہ نظر کا انسان تو ہر شے میں مادی منفعت کا متلاشی رہتا ہے۔ ایک عالم بھی مادی نقطہ نظر کا حامل بن جاتا ہے تو اس کا معیار فکر و نظر بدل جاتا ہے۔ اس کی ترجیحات بدل جاتی ہیں۔ ایسے حالات تعالم اور متعالم کے لئے گولڈن چانس ہوتے ہیں کہ اس غفلت بے شعوری اور اندھے پن کے تاریک ماحول میں تعالم و متعالم پلیں بڑھیں ان کو مکمل چھوٹ ملی ہوتی ہے ان کو چک کرنے والا کوئی نہیں ہوتا بلکہ مادی نقطہ نظر اور سہل انگاری کا فیصلہ ہوگا چلو یار سب صحیح ہے کرنے دو جس کو جو کرتا ہے، کرے جو چاہے رکاوٹ کیوں ڈالیں۔ یہی اباحیت پسندانہ تفلسف لاقانونیت بے ضابطگی اور تباہی لانے کے لئے کافی ہے۔ حقیقی علم اور سچے علماء کا بیڑا غرق کرنے کے لئے کافی ہے۔

پورا ماحول دیگر بری عادتوں کے پیہم اکساہٹ کا سامان ہے۔ عموماً لوگ تماشا پسند بن گئے ہیں تماشا بینی کی عادت نے دعوت و تبلیغ کو اسٹیج شو اور سامان لہو و غنا بنا دیا ہے عجب ہے کہ پبلک جج بن جائے۔ اس کی تماش بینی کے فیصلے دعوتی پروگراموں پر مسلط ہو جائیں اور پورا پروگرام اے ٹو زیڈ تماشا بن جائے پھر علم وقار اور سنجیدگی کی خیر نہیں۔ علماء ثقات کی کوئی ضرورت نہیں۔ تعالم کو ان تینوں زاویوں سے سماج کے اندر پنپنے اور فروغ پانے کا موقع ملا بلکہ علم و علماء کو عموما پس پردہ کر دیا گیا مداری و ناٹک صفت لوگ اپنی دنیاداری اور دین فروشی کی ڈگڈگی بجاتے پھرتے ہیں۔ ان کے جیب و شکم پر پبلک کے ذوق تماشا کو تسلی اور ان کی بگڑی طبائع کو مسرت و انبساط حاصل۔

### ۵۔ سیکولر اور استشراقی سوچ

سیکولر سوچ میں دین کے لئے جگہ نہیں رہ جاتی ہے۔ یہاں شخصی پسند اور انتخاب کا طے شدہ ضابطہ ہے۔ سیکولر سوچ اور نظریے میں دین اخلاق کردار سیرت اور دینی ضابطوں کے لئے گنجائش نہیں رہ جاتی ہے اور استشراق علمی دنیا کا سب سے بڑا مذاق اور سب سے بڑا تعالم ہے۔ سیکولرزم کو سارے باغیوں کافروں طاغیوں اور عیاروں نے ساری دنیا کا نظام حیات بنا ڈالا۔

پوری زندگی کو اس کی لادینیت اور اباحیت کا غلام بنادیا۔ مسلمان بھی اس جاری ساری نظام سے مانوس ہوگئے اس کو اپنالیا بلکہ اسے اپنی سانسوں میں بسالیا۔ اسی نظام کے تحت سارے امورحیات کی ترتیب بنتی و تنظیم ہوتی ہے۔ کیا عالم کیا جاہل کیا شہر کیا دیہات ہرجگہ اس کافرانہ نظام کو ہم نے اپنی زندگی میں معیشت سیاست تعلیم معاشرت خاندان میں لاگو کرلیا۔ انفرادی پسند وناپسند میں بھی یہ ہماری ترجیحات میں داخل ہے۔ اسی کی تحت مسلم کے اجتماعی نظام اجتماعیت کی اساس اور قیادت یا اجتماعی عمل کے اصول وضوابط بھی بن گئے ہیں۔ مسلمان اجتماعی کام کے لئے مطلوب حدود وقیود اور شروط کو بھول گئے ہیں۔ اس طرز حیات اور نظام حیات نے تعالم کو پھلنے پھولنے کا پورا موقع دیا اور ہر بوالہوس داعی مقرر، مفتی، خطیب، مترجم، مصنف ادیب فن کار صحافی محقق اور مفکر بن گیا اور نتیجہ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا کا منظر ہے۔ اس بے لگام آزادی نے اجتماعیت کے ایک ایک ریشے کو ادھیڑ کر رکھ دیا اور جس قدر عیار مکار ٹھگ فریب متعالم نکلا وہ سب سے بڑا کامیاب مفید اور کارآمد بن گیا۔ اسے مقبولیت بھی حاصل ہوگئی۔ سب سے زیادہ جس تعالم نے اس کی فوج اور اس کی تباہ کاریوں اور خاص کر سیکولر ملاؤں، سیکولر میڈیا ٹٹوؤں کو بڑھاوا دیا یہی سیکولر فکر وعمل ہے لامحدود آوارگی کا مصدر یہی سیکولرزم ہے۔ ملک تو آوارگی پسند انتشار پسند ٹھہرا جس نے بگاڑ کی حالت پیدا کررکھی ہے۔ اس فوضویت کے آوارہ زدہ ماحول میں سارے بوالہوس متعالم شکاری پیٹو حریص مال وزر خائن تکڑم باز جھوٹے دین کے نام پر دکانیں کھول کھول کر بیٹھ گئے اباحیت کا کاروبار گرم کردیا کسی کو یہ برا نہیں لگتا۔ سیکولر جمہوری ملک میں آوارگی زدہ حریت یا آوارگی فکر وعمل میں ڈوبی حریت قلوب واذہان میں رچی بسی ہے پھر کاہے کو تعالم اور متعالم اور ان کی دین کے نام پر ناجائز تباہ کن سرگرمیاں بری لگیں گی اور کیوں لگیں؟

استشراق جہالت مؤامرت بدنیتی اور صلیبی یلغار کا ایک بدبودار اسٹنٹ ہے۔ استشراق اے ٹو زیڈ مسترد قابل نفریں اور مذموم ہے۔ مستشرقین نے رسول پاک ﷺ اور قرآن وحدیث کی جتنی توہین کی ہے پوری تاریخ اسلام میں کسی گروپ اور عمل نے اتنی توہین نہیں کی۔ تاریخ اسلام



فقہ سیرت ادب غرضیکہ ہر اسلامی علم وفن کو مستشرقین کی ملعون اور درندہ قوم نے اپنی منافقت ہوس صلیبیت کفر اور درندگی کا نشانہ بنایا۔ علم وتحقیق کی دنیا میں ان سے بڑا فریبی دوغلہ مکار اور متعالم کوئی نہیں ہے۔ یہ تبشیر اور استعمار کا تھنک ٹیک تھے اور ہیں جو مسلمان اس ملعون قوم کی حمایت کرے، اس کی اہمیت جتلائے اس کے ایمان اور انسانیت میں شک ہے۔ یہ سب ابلیس لعین کے شیخی باز منافق اور مغرور کارندے ہیں۔ یہ اسلامی تراث کے چوروں مسلم حکومتوں وحکمرانوں کے خلاف جاسوسی کرنے والے اراذل کی پارٹی تھی۔ یہ زہریلی جاہل صلیبی اور متعالم قوم صرف مسلمانوں کے نقائص ڈھونڈنے ان پر تہمت لگانے اور ان کے متعلق جھوٹ بولنے کے لئے پیدا ہوئی ہے۔ استناد اور ثقاہت سے گرے موضوعات متروکات شذوذ، گمراہ فرقوں کے افکار وخیالات اور خود ان کے مجرمانہ خیالات ان کا محور بحث وتحقیق ہیں اور تمویہ وتمسیخ ان کا مقصد۔

ان علمی ٹھگوں اور متعالمین کے چوزے مسلمانوں میں تھے اور اب بھی ہیں۔ جن کے قلوب مسخ ہوگئے ہیں اور جو اسلام کا منہج بحث وتحقیق نہیں جانتے ہیں یا جن کی پہنچ عربی مصادر تک نہیں یا کاہل الوجود اور سست ہیں وہی ان شیاطین ومتعالمین کے فکر وخیال سے استفادہ کرکے اپنی عاقبت تباہ کرتے ہیں۔

استشراق زدہ مغربی الحاد نوازوں کی تعداد بطور متعالم معتد بہ بھی تھی اور ہے انہوں نے سیکولر یونیورسٹیوں میں زبان وادب اسلامک اسٹڈیز اسلامی تاریخ اور قانون کے شعبوں میں زمانے تک اپنا عمل دخل جاری رکھا اب بھی متشککین منکرین حدیث، اعتزال زدہ الحاد زدہ رافضیت زدہ شاذ پسندوں کے درمیان استشراقی تعالم موجود ہے۔

بعض سلیم الطبع مستشرقین نے اسلام بھی قبول کیا شاذ ونادر نے انصاف کی بات بھی کی لیکن اس سے استشراق کی نیت مقصدیت درست نہیں ہوسکتی نہ اس کے زہر کا ازالہ ہوسکتا ہے۔

## ۶۔افکارزائغہ

تحریکیت خارجیت اوررافضیت وقت کے سب سے بڑے متحرک اورزندہ ہاتھ پیر مارنے والے فتنے ہیں۔تحریکیت جدید خارجیت کی ماں ، اورجدید خارجیت کل کا کل تعالم ہے۔جدید خارجیت چاہے کلی خارجیت ہوچاہے جزئی ہوقتل وتکفیر کی قائل ہو، یاعلماء کا باغی منہج کا باغی سلف کاباغی اسٹائلڈ داعی ومفتی ہو، اورتحریکیت کم ہو یا زیادسب کے سب تعالم کے دائرے میں آئیں گے۔یہ ہرمیدان میں داخل ہیں اور ہرجگہ تعالم کا جبر زوراور پروپیگنڈا لاگو کئے ہوئے ہیں۔علی الطلاق یہ سارے متعالم ہیں چھوٹا برا شہرت والاگم نام سب متعالم ہیں۔بے منہج بے اصول،شیخی باز،شذوذ پسند،خودآراءخود پسند،مغرور،افسانوں کوحقیقت اورحقیقت کوافسانہ بنانے والے وقت کی رفتار کے مطابق ثوابت دین کو بدل دینے والے۔تعالم کے سب سے بڑے مظاہر اورسب سے بڑا سبب۔قریب اسی سالوں سے یہی جدید خارجیت اورتحریکیت (اخوانی،جماعت اسلامی ان کے ہم خیال ) یابیٹی اورماں ہیں۔جوامت کی گمراہی اورتباہی کا سبب ہیں۔

ان دوتعالم کی ماں بیٹی،تحریکیت اور جدید خارجیت کی ساس اورنانی رافضیت ہے۔ رافضیت تعالم کا سب سے پرانا عنصر ہے۔اسے ۱۴صدیوں سے تسلسل حاصل ہے۔پوری تاریخ اسلام میں اس سے بڑے تعالم کی مثال موجودنہیں ہے۔تعالم کے تینوں عناصراس وقت اپنے جوبن پر ہیں۔ان کی گمراہیاں ہیں ضلالتیں ہیں وہ اپنی جگہ مگران کا بے دلیل ادعائے علم یاشکوک وشبہات اورکم علمی کی بنیاد پرادعاءان کی ایک خاص پہچان ہے۔

ان تینوں متعالمین نے امت کوجس قدرنقصان پہنچایا، یانقصان پہنچانے کا سبب بنے یا بنیں گےاورجس طرح جتنی تباہی مچائی۔وہ تاریخ کا خوں چکاں باب ہے۔اس نے دارالسلام بغداد پرتاتاریوں کے حملوں کو بھلادیا۔ان ظالموں کے فتنوں شرگمراہیوں اورادعائے علم سے ہرمسلمان متاثر ہوا۔پتہ نہیں لوگ ان کا تجزیہ کیسے کرتے ہیں انھیں کیسے دیکھتے ہیں لیکن میں ان کی



تاریخ ان کے تضادات ان کے ادعاءات ان کی خوش فہمیوں ان کے تغیر پذیرخیالات،ان کی عدم منہجیت ، ان کی ہمہ جہتی کم علمی، ان کی مادیت پسندی ان کی غوغائیت قتل وخوں ریزی سری سرگرمیوں حزبیت پرستی ان کی پالیسویں اورمنصوبہ بندیوں کوسامنے رکھ کرتجزیہ کرتا ہوں توانکا تعالم ان کا فتنہ ان کی ضلالت ان کی بےشعوری کھل کرسامنے آجاتی ہے۔کسی کوفرصت نہیں کہ ان کوپڑھیں جانیں تجزیہ وتحلیل کریں۔اس لئے ایک الھڑکی نگاہ سے انھیں دیکھتے ہیں۔ہمیں علم کا دعوی نہیں لیکن مودودی کی کسی تحریرکو پڑھتا ہوں تواس میں اتنا فلوز ملتاہے کہ حیرت کرتا ہوں لوگ کیسے انھیں علم میں اونچا مقام دیتے ہیں۔علمی اعتبار سے وہ بہت پست نظرآتے ہیں۔ماحول کے علمی معیارکی بات نہیں کرتا۔علوم اسلامیہ کے اصول وضوابط کے اعتبار سے بات کہہ رہا ہوں صحافتی پروپیگنڈہ اورعام چرچاان کا ہتھیارفکری اعتبار سے حاطب اللیل ہرغث وسمین کے دیوانہ اورمزاج عصر کے مطابق افکار کا پرزنٹیشن۔یہی ان کی خوبی ہے جواصلاتحریکیت ہےاور بہت بڑا نقص ہے۔اس کے باوجودمودودی بھگتوں کا یہ حال ہے کہ وہ ان کودنیا کا آٹھواں عجوبہ بنانے کی فکرمیں۸۰سالوں سے لگے ہوئے ہیں۔ قاتلهم الله انى يوفكون۔

ان اقانیم ثلاثہ کے تعالم نے کھیپ کے کھیپ انسانوں کو بگاڑا ہے۔پوری تاریخ میں ان کے تعالمی فتنے سے بڑا کسی دوسرے فتنے کا سراغ نہیں ملتا۔امت کی تاریخ میں دوسب سے بڑے فتنے تھے خارجیت اوررافضیت ۔ ہمارے دور میں تحریکیت تیسرا سب سے بڑافتنہ ہے اورتینوں کے درمیان ساس بہواورنواسی کارشتہ ہے۔بارہا میں لکھا کہ تحریکیت قدیم وجدیدساری گمراہیوں کا فتنہ ہےاور پرانے تمام فرق کے گمراہ خیالات وافکاربھی اس کے اندرموجود ہیں اور آج کی اباحیت پسندی، جمہوریت کوحتمی شکل میں ماننا پارٹی سسٹم کوخلافت راشدہ سے کچھ ہی کم سمجھنا مادہ پرستی انکارحدیث کا چوپٹ دروازہ کھول دینا دین کی ٹھیکیداری کا دعوی کرنا وحدت کے نام پرگمراہی کوتسلیم کرنا بناوٹی وحدت کواسلامی وحدت ماننا...جیسے فتنے اس کرانیکل پرست تحریکیت کے اندرموجود ہیں۔والعیاذ باللہ

ان اقانیم ثلاثہ کا تعالم غوغائیت کی شکل اختیار کئے ہوئے ہے اور اس غوغائیت کو یہ بے شعور دو دہائیوں تک صحوہ اسلامیہ اسلامی بیداری کا نام دیئے چلاتے تھکتے نہ تھے۔ ان تینوں نے غوغائیت کو ایسی دہشت گردی میں بدلا کہ الامان والحفیظ۔ سارے عالم میں مسلمانوں کو انہوں نے چرلیا لیکن ان کی بے شرمی کا یہ حال کہ اپنی غوغائیت سے توبہ کرنے کے بجائے اب بھی اکڑتے ہیں۔ ان کے لئے کسی حجاج کی ضرورت ہے جو کہے ''انی اری روسا قد اینعت وحان قطافہا وانی لصاحبہا'' یہ مختار ثقفی کے بھائیوں خمینی حوثی حزب اللہ اسامہ یک چشم یمنی ایمن ظواہری زرقاوی اور دولت اسلامی عراق ISIS کے بھائی ہیں انھیں کی طرح ان کی غوغائیت ہے اور دہشت گردی ہے اور دہشت گردی کی وکالت ہے۔

ہمارے کتنے بھولے بھائی ان فکری ارباب علمی ارباب والوں غوغائیت دیوانوں کے چکر میں پڑے ہیں۔ ان کے چکر میں پڑنے والے اکثر داؤں دراز قسم کے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں سمجھ دے۔

## ۷۔ تعالم کی تحبیذ

تعالم اتنی خطرناک شے ہے کہ اس سے علم وعلماء کی نفی ہوتی ہے جاہلوں عیاروں اور ٹھگوں ان کی جہالت، عیاری اور ٹھگی کو علماء اور علم کی جگہ مل جاتی ہے۔ تعالم دنیا کا سب سے بڑا جرم ہے۔ یہ انسان کے سب سے بڑے امتیاز علم دین دعوت اور استناد پر حملہ آور ہوتا ہے اور بلا استحقاق حق کا دعوی دار بن جاتا ہے۔ علم کے نام پر تعالم کو بچانے کی کوشش سب سے زیادہ سنگین کرپشن ہے، مالی ومنصبی کرپشن سے بہت بڑا کرپشن۔ منصبی ومالی کرپشن کا علاج قانون اور حالات جلد کردیتے ہیں لیکن تعالم جیسے کرپشن کا انسداد جلدی نہیں ہو پاتا۔ سلطنتیں آئیں چلی گئیں حکمراں آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان کا نام ونشان مٹ جاتا ہے لیکن علمی کرپشن دیر دیر باقی رہتا ہے۔ رافضیت اور خارجیت سب سے بڑے علمی کرپشن ہیں جو اب تک باقی ہیں اور بیسویں صدی کی تحریکیت



نے تیسرا علمی کرپشن کر کے ان دونوں کو نئی جنہم دی ہے۔ نئی توانائی فراہم کی ہے۔ تعالم یہودی تحریفی رویے کی نقل ہے۔ اصل دین چھوڑ کر نقل سستا دین پسندیدہ دین حالات کے ہم آہنگ دین چن لینے اور دین کی تجارت کرنے کا نام تعالم ہے۔ تعالم آوارگی فکر ونظر عقیدہ وعمل کا نام ہے تعالم دین میں من مانی کرنے کا نام ہے۔ لوگ علم دین علم کے اصول ضوابط تقاضے، اور اس کی استنادی حیثیت کو سمجھتے نہیں نہ حقیقی ثقہ مستند علمی معرفت رکھتے ہیں نہ ان کا مقام ومرتبت اور ذمہ داریاں جانتے ہیں۔ اس لئے وہ تعالم اور متعالم کی حمایت اور تعریف کرتے ہیں، تعالم غوغائیت ہے اقدار علم سے بغاوت ہے لوگ یعنی جاہل تعلیم یافتہ سب آخری درجے کی سطحیت منفعت پرستی اور خود پرستی کے شکار ہوگئے ہیں کہ ساری حرام خوریاں منافقین کا مکر فریب زر پرستیاں تعالم کی جھوٹی تجلیوں میں چھپ گئی ہیں بلکہ انھیں جھوٹی تجلیوں کے لوگ دیوانہ ہوگئے ہیں اور سب سے زیادہ تعالم پر پروانوں کی طرح گرنے والے سیکولر ملاؤں میڈیا ملاؤں کی حالت قابل رحم ہے اور یہ خود قابل رحم ہیں جو علم ودین کو خدمت دین وعلم کے عنوان کے تحت پامال کررہے ہیں اور اسے کار جہاد سے کم نہیں مانتے۔ پورے ملک میں سیکولر ملاؤں نے علم اور اس کے اقدار سے بغاوت کا جھنڈا بلند کر رکھا ہے۔ سارے جزوی خارجی سیکولر ملاؤں نے مسلک وجماعت کا اس قدر استحصال کیا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ کس سے شکایت کریں ان پر روک لگانے کے بجائے جب خود علماء ان کے تعالم کی گاڑی کا قلی بننے میں فخر کرتے تھے اور کرتے ہیں اور اس کی خدمت میں جٹے تھے اور جٹے ہیں۔

سیکولر جزوی خارجی ملاؤں کی کئی قسمیں ہیں اور سب کی پیداوار نائکی فتنے سے ہوئی ہے۔ سیکولر تعلیم، ٹھپا اسلامک مشن۔ عدم تقلید کا دعوی مگر انکار حدیث، قبوریت صوفیت کی عمل میں رنگا رنگی تاکہ سب کو خوش کر کے جیب سے پیسہ کھینچا جاسکے۔ دعوت اور تعلیم کا ان سیکولر گمراہ جزوی خارجی ملاؤں نے بیڑا غرق کردیا ہے۔ پورے ملک میں ان خارجیت زدہ ملاؤں نے اہل حدیث اداروں مساجد اور عوام کو ٹارگٹ بنا رکھا ہے اور پبلک ان کے زرق برق ٹائٹل کے پیچھے

بھاگ رہی ہے سب مل کر جماعت اور منہج کو تہس نہس کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

تعالم کسی بھی فیلڈ میں ہے اور کوئی بھی اس کی ترویج کر رہا ہے اس کو پہنچاننا اس کی اصلاح کرنا ضروری ہے اور آخری چارہ کار کے طور پر ان کی سرکوبی لازمی ہے۔ ملک کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ہر جگہ ان فسادیوں کو چھوٹ ملی ہوئی ہے کہ جو جہاں چاہے تخریب کا کام کرے ہر فرد آزاد ہے جس کے پیچھے چاہے بھاگے۔

لوگ نہ منہج کی پرواہ کرتے ہیں نہ اصول ضابطہ کی نہ دینی سماجی تقاضوں کی، نہ نتائج کی، نہ ہی صلاحیتوں کو دیکھتے ہیں نہ ارادوں کو بھانپتے ہیں۔ جس نے کائیں کائیں کی اس کے پیچھے بھاگ پڑتے ہیں ۔ بڑے بڑے افاضل بھانڈوں پھکڑوں مجرموں متعالموں اخلاق باختہ مقرروں کی تحسیذ کرتے ہیں ایسا لگتا ہے جیسے لوگ دینی بندھنوں سے آنکھیں بند کر کے بات کرتے ہیں اباحیت پسندی کا ایسا سیلاب آیا ہے کہ ناسازی حالات کا رونا رو کر مسکین صورت بنائے ہر شخص اباحیت کی وکالت کرتا نظر آتا ہے۔لوگ کیا عوام کیا علماء وقتی مفادات کے ایسے اسیر ہوگئے ہیں کہ سلفی بصیرت، دور بینی اور دوررسی سے بے گانہ لگتے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ مسلک و جماعت کے اندر اٹھنے والے فتنوں میں کس نے بصیرت کے ساتھ میرا ساتھ دیا ہے۔ اکثر شروع میں میری ملامت ہوئی۔ بعد میں لوگوں نے میری بات کو سمجھنے کی کوشش کی یا یہ کہ حالات نے فتنوں کو عیاں کر دیا تب لوگوں نے ان کی خرابیوں کو جانا۔صوبائی جمعیۃ ممبئ عظمی کی قیادت کی سوجھ بوجھ پر مجھے تھوڑا بہت اعتبار تھا لیکن مادہ پرستی اور منافقانہ مصلحت کوشی نے اسے راکھ کر دیا۔ امید کہ قیادت اپنے رویے کا جائزہ لے گی ۔ یہ المیہ ہے کہ تمام فتنوں کا علماء عوام بلکہ جمعیۃ تک نے تعاون وتعریف کی اور انھیں دودھ پلایا۔مشروعاتی مولویوں کی بات ہی جدا ہے وہ تو لگتا ہے فساد فی الارض کے لئے پیدا ہی ہوئے ہیں۔مشروعاتی پروگرام بذاتہ برے نہیں ۔ برے اس کے نتائج ہیں جن کے ہاتھوں سے یہ انجام پاتے ہیں عموما سماج کے چھٹے ہوئے ذہنی اور اخلاقی صلاحیت میں تیسرے درجے کے لوگ ۔ یہ سارے فتنوں کو



تقویت دیتے ہیں بلکہ جنم دیتے ہیں ۔ یہ سب متعالمین ہیں۔جن کی اعلی تعلیم تھی وہ بھی تعالم کی سطح زیریں پر اتر آئے ہیں۔ یہ سارے فتنوں کے ساتھ چلتے ہیں ان کی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ یہ تعالم کے آقا ہیں ان سے انتشار پھیلتا ہے ۔ خیانت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ سماج میں بے اعتباری بڑھتی ہے۔ دین وسماجی اقدار کی جڑیں کٹتی ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ سے ڈرتے ہیں خدمت دین اور خدمت امت میں اخلاص سے لگے ہوتے ہیں۔ وہ خود کو بگڑے ہوئے مشروعاتیوں میں نہ شمار کریں حاشا کلا مجھ میں یہ جرأت نہیں کہ ان پر انگشت نمائی کروں میں ان کے خلوص اور عظمت کو سلام کرتا ہوں ۔ایسے بے شمار لوگ میری نگاہ میں ہیں میرے ان سے مخلصانہ تعلقات ہیں میں اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میرا ان سے تعلق ہے۔ گبڑ گونج چھچھورے منافق مکار اور فاسق مشروعاتی چھوٹ بھیئے قابل مذمت ہیں جو تعالم کی راہ پر ہیں علم و دین کی سوداگری کرتے ہیں پبلک کو خدمت علم و دین کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں۔ جنکا مشروعاتی کام رونے اور جھوٹ بولنے پر چلتا ہے۔

تعالم کی تائید حمایت تصدیق اور تعاون کے پیچھے بے شعوری خود غرضی ، یافت حزبیاتی تعصب، عنصری تعصّبات ، ضد، حسد اور عیاریاں ہیں۔ تعالم کے ارتقاء اور فروغ کے پیچھے اتنے سارے اسباب جمع ہیں۔ تعالم دراصل فکر وخیال نیت وارادے کی پستی ہے۔ تعالم سیرت وکردار کی کجی ہے۔ تعالم حقائق حیات حقائق علم، حقائق دین اور اقدار حیات سے دست برداری کا نام ہے، عزائم اور ہمم سے دست برداری کی کمزروی کا نام ہے۔ تعالم ابن الوقتی اور خود فراموشی ہے۔ انھیں زمہریری اوقات میں تعالم کے کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں۔

تعالم اور اس کے تباہ کن عناصر واثرات کی تائید اس لئے بھی ہوتی ہے کہ انسان ڈھیلا ڈھالا ہے جو سر پر سوار ہو جائے وہی آقا اور جو اپنی منوا لے جائے وہی اصول وضابطۂ۔ انسان کا کوئی موقف نہیں ۔ موقف کے لئے ہمت حوصلہ عزیمت اور معرفت حق کی ضرورت ہے۔ منافقت خودغرضی ڈھیلا پن اور چاپلوسی انسان کا کوئی موقف بننے ہی نہیں دیتی۔ محاسدت تعصّبات انسان کو

اس کی ثقاہت اور سوجھ بوجھ کو چاٹ جاتے ہیں۔آج کا احتیاجات اور خواہشات کا غلام انسان اتنا حوصلہ نہیں پیدا کرسکتا کہ صحیح فیصلہ کر سکے اور صحیح موقف بنا سکے۔ روز مرہ زندگی میں اس کا مشاہدہ ہورہا ہے۔ دبّو انسان اپنی خول اور کھال سے باہر کہاں نکل سکتا ہے۔مضرت منفعت سے خائف یا یافت کا امیدوار انسان اپنی خود پرستی کے ٹریک سے بالکل نہیں ہٹ سکتا۔اباطیل شرور فساد خبث باطن منافقوں نااہلیتوں اور خیانتوں کی تائید کو انسان نے اپنی مجبوری بنالی ہے اور اپنی ضرورت بھی۔کوئی نہیں چاہتا کہ اس پر کسی طرح کی آنچ آئے اور ذرہ برابر اس کا نقصان ہو یہ ہے۔بس مجبور احتیاجات اور خواہشات کے غلام انسان کی کہانی۔ پھر کیوں نہ وہ اپنی بنائی ہوئی جنت میں رہنے کے لئے اباطیل تعالم کی تائید کرے گا۔

تعالم کی تحبیذ، تائید اور معاونت کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ انسان بے صبری کا شکار ہو۔ ایسا بھی ہوتا ہے انسان اعلیٰ ڈگریوں کا حامل ہوتا ہے مگر بصیرت نام کی کوئی شے اس کے اندر نہیں ہوتی یا اس کا علم محض فروعی ہوتا ہے اسے کلیات اور قواعد کا علم نہیں ہوتا۔ نہ اس کے اندر تفقہ اور استنباط کی صلاحیت ہوتی ہے وہ شر کو اسباب شر کو اور علامات شر کو پہنچانتا نہیں۔نصوص کو حالات پر اپلائی کرنے اور نتیجہ نکالنے کی صلاحیت سے محروم ہوتا ہے۔اس کی پہچان بس ڈگری داڑھی اور روٹی تک رہتی ہے۔ظاہر ہے ایسے خودنما عالم کا تعلق تعالم سے ہی ہوسکتا ہے۔

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے علماء عوام کو جانے دیں کی بڑی اکثریت موقف اور بصیرت سے محروم ملی۔کھلی ہوئی ننگی نااہلی اور خیانت تک سے انھیں چشم پوش بے موقف اور بے بصیرت پایا۔سب تعالم تجاہل کے حمایتی نکلے۔لوگوں کی پی ایچ ڈی اور ایم اے ننگی نااہلیتوں اور خیانتوں کو ڈٹکٹ نہ کرسکی۔وجہ بے بصیرتی بے موقفی اور مفاد پرستی۔

## ۸۔علم کی درجہ بندی کا فقدان

علم کی درجہ بندی نہ ہونے کے سبب ہرا یرا غیرا داعی بن جاتا ہے۔ داعی بننے کے لئے علمی



لسانی دینی معلومات کی چنداں ضرورت نہیں۔بس تھیٹریکل پرفارمنس کرنا اور کچھ موضوعات پر رٹا لگالینا کافی ہے۔ یک آیت ایک حدیث پڑھنے کی صلاحیت نہ ہو ایک فقہی نص کا مطلب نکالنے کی صلاحیت نہ ہو کوئی بات نہیں۔جس طرح جھولا چھاپ ڈاکٹر مجرمانہ طبابت کو اپنا کر خطرہ جان بنے رہتے ہیں ٹھیک انھیں کی طرح جھولا چھاپ سوکالڈ مجرم داعیوں سے ثقاہت و دعوت کا قتل عام ہوا اور ہو رہا ہے علم وفن کا قتل عام ہوا اور ہو رہا ہے۔

علم دین سب سے قیمتی شے ہے اس قدر قیمتی کوئی شے نہیں ہے۔اگلی امتوں نے علم دین کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔مخلصین لہ الدین پر قائم نہیں رہے پامال ہوگئے۔کسی بھی ملت کی پامالی کے لئے یہی کافی ہے کہ علم دین جاہلوں کے ہاتھ میں چلا جائے چاہے وہ حقیقی جاہل ہوں یا جہالت کا رویہ اپنا کر متجاہل بن گئے ہوں۔ایک سچے انسان اور دین سے وابستہ انسان کی سب سے بڑی محنت یہ ہے کہ وہ اللہ کے عطا کردہ دینی علم کی حفاظت کرے اور خود اپنی دین داری کی حفاظت کرے دونوں مخلصین لہ الدین میں داخل ہیں۔علم دین کی حفاظت میں اساسی طور پر دو چیزیں ہیں نصوص کی حفاظت اور نصوص کے معانی کی حفاظت۔امت اسلامیہ میں ان دونوں کی حفاظت سلفیت سے ہوئی یا دوسرے لفظوں میں ما انا علیہ واصحابی کے منہج سے۔صحابہ تابعین تبع تابعین محدثین اور فقہاء محدثین نے دونوں کی حفاظت کی۔لسانی نصی ،لغوی و معنوی دونوں اعتبار سے علم دین کو ضائع کرنے کی کوشش خارجیت اور رافضیت کے تعالم سے ہوئی۔معتزلہ جو مرجیہ قدریہ کے کامل وارث بنے۔کی تعقل پسندی سے ہوئی۔تعقل پسند حزبیت کو دین بنائے فقہاء سے ہوئی اور سب سے بڑھ کر صوفیاء سے ہوئی جو ضلالتوں کی ساری جہتوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے تھے۔نصوص اور ان کے صحیح و حقیقی معانی کے مقابلے میں کھڑے تھے اور اس وقت تو سارے کے سارے مسلمانوں نے اباحیت پسندی کی راہ اپنالی ہے تبلیغی جماعت تو جاہلوں اور بنجاروں کی ایسی فوج ہے جو مسلکی حزبیت صوفی اباحیت اور قبوریت سے مسلح ہوکر دین کو تباہ کرنے پر تل گئی ہے۔اسے خبط ہے پورا برصغیر فتح کرلے۔

منہج سلف سے انتساب کا دعوی کرنے والے سارے مجرمانہ ریکارڈ رکھنے والے سارے سیکولرسوچ اور رویے والے مولوی سارے اباحیت پسند چندہ خور مولوی سارے سیکولر تعلیمی مافیا جزوی خارجی ملا، سارے برادرسسٹر کے شعوبی بھنگ دھتورے اوران کی حمایت کرنے والے علماء وعوام سب تعالم کے شکار ہیں اور دینی علم کے ضیاع کی راہ پر لگے ہیں۔اسی طرح سوشل میڈیا کے بچکانے دانشور تعالم کا دودھ پیتے اور اصول وضوابط کی دھجیاں بکھیرتے ہیں۔اصول وضوابط کی پامالی میں اپنی قابلیت مانتے ہیں۔سوشل میڈیا اباحیت کا ایسا ہتھیار ہے کہ ہرمن چلا مفکر دانشور ناقد مصلح حاسد جاہل یک ساتھ بن جاتا ہے۔ دین علوم علماء سماج سیاست ادب سب پر منہ مارتا ہے۔حالانکہ ابھی اس کے منہ سے دودھ کی بوآتی ہے اوراسلوب ایسا جیسا اساطین بھی اس کے ابا کے ساتھ کبڈی کھیلتے تھے۔ یہ سارا دھندا تعالم تجاہل کا ہے دین اقدار دین اقدار انسانیت ادب وتہذیب وقارومعیار کوتباہ کرنے کا ہے۔ یہ سارے کام رضائی کے بھیتر سے ہوتے ہیں ان کوکون دیکھے کون سمجھائے۔اورسارے شذاذ قلم کارجلد ایسے شیرخواروں کے امام بن جاتے ہیں۔

علم کی درجہ بندی ہونی چاہیے۔ یہ درجہ بندی خودبھی قائم ہوسکتی ہے اگر ایمان وضمیر ہو۔ انسان کا سب سے بڑانگراں اس کا ضمیر ہےعلم دین کے سلسلے میں ایک ایک لفظ تیقن اور مسئولیت کا حامل ہوتا ہے۔ ہرفرد اس تیقن اور مسئولیت کے متعلق بارگاہ الہی میں جواب دہ ہے تیقن مسئولیت اور جواب دہی موثر اور خودکار ہوتو خود بخود علم کی درجہ بندی طے ہوجاتی ہے۔اگرضمیر زندہ نہیں ہے غفلت حماقت لالچ اورطغیان وتجاوزات کا انسان شکار ہے تو پھر اسے اس کی بدنصیبی کے سوا کیا کہیں۔پھر بھی ادارہ تنظیمات اور انجمنوں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اختصاص علم اور علمی صلاحیتوں کے مطابق اس کی درجہ بندی کریں تدریس افتاء خطابت دعوت توجیہ تجزیہ صحافت، حدیث تفسیر فقہ قواعد...کے واضح درجے ہوں اوران کے استعمال کی اعلی وادنی سطح ہو۔اس کے بغیر کام نہیں چلے گا ورنہ ہر بوالہوس داعی خطیب اور مفتی بن جائے گا۔اوریہی اب ہورہا ہے۔

علم کی درجہ بندی میں یہ بھی داخل ہے کہ کس علم کی تنظیم کاری کیسے ہو کہاں کس کا استعمال ہوگا



کہاں نہیں ہوگا۔اس کا اہم حصہ یہ بھی ہے کہ ان علوم وفنون کے استعمال کے لئے توثیق وتوصیہ وتزکیہ یا رخصہ وسند بھی دی جائے الٹکھن کرنے والے کی پکڑ ہو اوراس سے اپنا کام کرنے کی اجازت نہ ہو۔مدرسوں میں سند دی جاتی ہے اس کی تنظیم کاری کو علم میں کام میں لایا جائے۔یہ بہت اہم اور بڑا کام ہے اس کے لئے بصیرت تفرغ اور ذمہ داری وبیداری کی ضرورت ہے اس کے لئے باقاعدہ ریفریشر کورس کی ضرورت بھی ہے۔جن کو جو علم نہ ہو نہ اس کا میدان ہو اسے آزادی نہ ملے اوراتھارٹی نہ بننے پائے۔

حیرت ہوتی ہے جیسے منہج سلف اور مسلک اہل حدیث پر بندروں اور مینڈھکوں نے تعالم کا ہتھیار لے کر چڑھائی کردی ہے۔جدھر دیکھو مجرم اور نااہل ٹرا اور گھسیارے ہیں۔سیکولر ٹی وی ملاؤں کی تقریری آوازیں کان میں پڑجاتی ہیں تو ان کے طنطنے جہالت اور مداری پن پر سخت کوفت ہوتی ہے۔علی گڈھ میں سیکولر تعلیم یافتہ جزوی خارجی ملاؤں کو دیکھتا ہوں، حیدرآباد، ممبئی اور بنگلور میں انھیں دیکھا اپنے رویوں اور سری حرکتوں سے یہ مجرم لگتے ہیں۔ یہ خود اپنے حلیوں سے بھی مجرم لگتے ہیں۔ان کے چہروں چال ڈھال اور تصرفات سے لگتا ہے یہ خود کو مجرم سمجھتے ہیں مگر شیخی میں پڑے ہیں بھیانک جرم ارتکاب کے سبب مجرمانہ احساس ان کو ستارہا ہے لیکن دل کا حال کہنے کی مہلت نہیں پاتے یا انانیت نے ان کو جکڑ رکھا ہے۔

تعالم کے اسیر یہ سارے سیکولر ملا مسلک سلف کے سلسلے میں ذہنی ارتداد کا شکار ہوچکے ہیں۔ ان کا تعالم وقت کا بڑا فتنہ ہے۔ یہ اہل حدیث افراد اور مسلک کے لئے کینسر سے کم نہیں ہیں۔ان کی تباہ کاری کو لوگ گمبھیرتا سے نہیں لیتے ہیں۔ پورے ملک میں ان سے سرمایہ منہج اتباع سنت تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے تعالم کی افراتفری اور جہالت ہر سو پھیل رہی ہے۔

سرمایہ امت کے نگہبان بھی اس سرمایے کو لوٹنے پر لگے ہوئے ہیں۔ جیسے متبعین سنت اور موحدین کے علاقے میں کھلے سانڈوں کو چھوٹ مل گئی ہے سب خیر ہے بس وہ ساری کھیتی چر جائیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

## ۹۔مراتب رجال کی درجہ بندی کا فقدان

مراتب رجال کی درجہ بندی بذات خود ہو جاتی ہے اگر علم اور علماء کا اعتراف موجود ہو لیکن جب خود رائی اور خود پسندی آتی ہے تو چوزے بھی اساطین علماء کو کچھ نہیں سمجھتے اور مجرمین ثقہ علماء کو خاطر میں نہیں لاتے اور سیکولر ملاٹی وی کے مداری بھی ان کو ہیچ سمجھتے ہیں۔

علماء کے مراتب ایسے پامال ہیں جیسے وہ عضو معطل ہیں اس کی وجہ سے نہ علم کی آبرو بچی ہے نہ عمل کی نہ علماء نہ سیرت و کردار کی کوئی حیثیت باقی ہے۔تماش بین پبلک اور مداری صفت علماء نے علماء کی حیثیت کو گرانے میں براخراب رول ادا کیا ہے۔

مراتب علماء کی درجہ بندی کے سلسلے میں تین چیزیں اساس ہیں (۱) ثقاہت (۲) بصیرت (۳) علمیت۔ان کو ذہنوں میں رکھا جائے یا دینی علمی دعوتی پلان میں شامل کیا جائے بہر حال اہداف کے حصول کے سلسلے میں ان کا کردار اساسی ہے بہت سے لوگ علمیت میں فائق ہوتے ہیں لیکن سیرت و کردار میں ننگے و گندے ہوتے ہیں جنسی جرائم (زنا کاری،لواطت) مالی خیانت بدعملی و بےعملی اور فسق و فجور کے مرتکب ہوتے ہیں جھوٹ فساد بے ضمیری خبث باطن چاپلوسی دکھاوا نفاق پتہ نہیں کیا الابلا پالے ہوتے ہیں۔ظاہر ہے وہ کسی بھی عزت و منزلت کے مستحق نہیں ثقاہت ان سے مفقود۔اور بسا اوقات لوگ صالح نیک اور باکردار ہوتے ہیں۔لیکن علمی گہرائی گیرائی سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ظاہر ہے مراتب رجال میں وہ پیچھے رہیں گے ایسے بھی ہیں جن کی ثقاہت مسلم ہے اور علمیت بھی لیکن بصیرت اور سوجھ بوجھ سے عاری ہیں۔

جن لوگوں کے اندر ثقاہت،بصیرت اور علمیت پائی جائے وہ مراتب رجال میں درجہ اول پر فائز ہوں گے ان کا منصب قیادی ہوگا۔اور جو ثقاہت علمیت سے بہرہ ور ہوں لیکن بصیرت سے خالی ہوں ان کو دوسرے درجے پر رکھا جائے اور جن کے اندر ثقاہت نہ ہو علمیت و بصیرت موجود ہو ان کو تیسرے درجے میں رکھا جائے اور ان پر اصلاح و تربیت کا عمل جاری رکھا جائے



بقیہ لوگوں کو علم دین سیکھنے والوں کے درجے میں رکھنا چاہیے۔اصل میں تنظیم جماعت میں تھری لیئر علماء کا وحدہ یا یونٹ ہونی چاہیے اور اس درجہ بندی کے تحت ان کو تھنک ٹینک بنایا جائے۔ان کے کام کی منصوبہ بندی ہو،ان کا صحیح اور برمحل استعمال ہو۔اسی درجہ بندی کے مطابق ان کو ذمہ داری اور تکریم ملے۔ان کی صلاحیتوں کے نمو ارتقا کے لئے منصوبہ ہو۔صلاحیت اختصاص اور مرتبے کے مطابق کام ہو اور اسی کے مطابق تکریم بھی ہو،اور حق المحنت بھی ہو۔

مراتب علماء کی درجہ بندی کے فقدان نے چھوٹ بھیوں عیاروں چوزوں اور سر پھروں کے لئے تعالم کی جہالت مرکبہ کو پھیلانے کا زبردست موقع دیا ہے۔میدان خالی ہے نہ عیر نہ نفیر اندھیر نگری ہر سو فساد جہل اور تاریکی پھیل رہی ہے۔جمعیۃ اس لئے تھی کہ ان حساس امور کی تنظیم کاری کرے لیکن اس سے چمٹے سارے کے سارے مقاصد اصلیہ کی طرف توجہ دینے کے شاید اہل ہی نہیں ہیں۔بار بار تھری لئر علماء کاونسل قائم کرے پر اصرار کیا گیا لیکن ۳۰ سالوں سے اس پر اصرار کے باوجود ادنی پیش رفت نہ ہوئی۔اگر اس کا قیام بھی ہو جائے تو موجودہ وقت میں اباحیت پسندانہ عادت کے مطابق ابن الوقت اور چاپلوس بھر جائیں گے جماعت کے لئے ایک اور مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔یہ سارے مشکلات سامنے ہیں پھر بھی اگر جماعت کی بقا اور ارتقاء مطلوب ہے تو ساری رکاوٹوں کو دور کر کے حساس امور کی صحیح ڈھنگ سے تنظیم کاری کرنی ہوگی۔

مراتب رجال کی درجہ بندی اشد ضروری ہے اس میں صلاحیتوں کی پہچان ہوتی ہے ان کا صحیح استعمال ممکن ہوتا ہے ان کی صحیح پہچان حاصل اور قائم ہوسکتی ہے۔صلاحیت اور محنت کے مطابق ان کی تکریم ہوسکتی ہے۔بلاوجہ نااہل اور چاپلوس کیوں حق حقوق تجارب اور صلاحیتوں کی پامالی کریں۔

افراد اور جماعتوں کی زندگی میں جمود اور فساد اس وقت بھر جاتا ہے ان کی نمو پذیری اور ترقی رک جاتی ہے جب ان کی صلاحیتوں اور شخصیتوں کی پہچان نہ قائم ہوسکے۔اس وقت جماعت میں مراتب علم اور مراتب رجال طے نہیں ہے نہ قائم ہے اس کا نتیجہ ہے کہ بدنیت شرپسند

اور خود غرض عناصر اس میں دندناتے پھرتے ہیں جونک کی طرح چپکے اس کا خون چوس رہے ہیں۔

علم وعلماء کی درجہ بندی ایک امر محکم ہے علوم وجوبیہ اور علوم مباحہ ایک درجے میں نہیں ہوسکتے۔نصوص دین اور اقوال رجال ایک درجے میں نہیں ہوسکتے۔مباحات ومندوبات فرائض اور واجبات کا درجہ نہیں لے سکتے اساسیات وفروعات برابر نہیں ہوسکتے علوم شرعی اور علوم انسانی کو یکساں نہیں بناسکتے۔کلیات وجزئیات کا باہم تعلق برابری کا نہیں ہے۔سائنس کو شریعت پر ترجیح نہیں دیا جاسکتا، تیقنات کی جگہ تشکیکات کو دلیل نہیں بناسکتے ۔نصوص قرآن وحدیث کی جگہ منامات قصص موضوعات ضعاف شطحات اوہام کو برہان وحجت کا مقام نہیں مل سکتا۔عقائد عبادات حقوق حلال وحرام اور اخلاقیات ثوابت ہیں ان کو مباحات ومجتہدات کے درجے میں نہیں رکھ سکتے ہیں ان میں تغیر وتبدل کا عمل دخل نہیں ہوسکتا۔نصوص کتاب سنت مصادر شریعت ہیں۔ان کے اندر حتمیت ہوتی ہے۔

تاریخ رجال آداب فنون لسانیات اور دیگر بشری اور سائنسی علوم بشری کاشت ہیں ان میں حتمیت نہیں ہوتی الا یہ کہ جنھیں شریعت کے مصادر اور قواعد سے حتمیت مل جائے مگر یہ جزوی اور وقتی حتمیت ہوتی ہے ابدی اور مستقل حتمیت ان میں نہیں ہوتی ہے۔اس وقت عملی وفکری طور پر کرانیکل سیاسی اٹکلیں اور ترہات سیاسی بڑاور دعوی داریاں خصوصا اقانیم ثلاثہ رافضیت خارجیت اور حرکیت خاص کر دین پسند نوجوانوں کے فکر وخیال رویوں اور بیانیوں پر چھائی ہوئی ہیں۔جیسے یہی اصل دین ہیں اور دین بے اثر غیر مناسب غیر مفید اور بے محل ہو چکا ہے یہ کجی شعوری ہو یا بے شعوری، حزبیت کی بناء پر ہو یا مسلکی جغرافیائی لسانی عنصری اور نظریاتی تعصّبات کی بناء پر ہو یکساں مرفوض ہے اور دین وملت کے لئے بہت بڑی آفت ہے۔

تحریکی تعالم کی ایک تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ مسلکی تعصب اور حزبیت سے چڑتے ہیں اس سے برأت ظاہر کرتے ہیں مگر یہی دوسری طرف سب سے زیادہ حزبیت پرست اور مسلک پرست ہیں۔یہ مسلک کی مذمت بھی کریں گے اور عملا عقیدہ اس کا اقرار بھی کریں گے۔مسلکا حنفی ہیں۔



اگر مسلک ناپسندیدہ ہے پھر حنفی کہنا یا بریلوی یا شیعہ بن کر رہنا ان کے زعم کے مطابق غلط ہے۔

علم کی درجہ بندی حتمیات میں سے ہے اس کا کون انکار کرسکتا ہے۔رسول پاک نے فرمایا اصل علم دو و ہے قرآن وحدیث کبھی فرمایا قرآن وحدیث اور علم الفرائض

رجال کے مراتب طے کرنا بھی نصا درست ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وفوق كل ذى علم عليم

نرفع درجات من نشاء

يرفع الله الذين آمنوا والذين اوتوا العلم درجات

فردی درجات کی تعیین ہے، گروہ کے حساب سے درجات کی تعیین ہے۔مشاہد میں شرکت کے سبب درجات کی تعیین ہے صدیقین شہداء وصالحین کے الگ الگ درجات ہیں۔خلفاء راشدین کے درجات کی تعین ہے دیگر عشرہ مبشرہ کے مقام کی درجہ بندی ہے۔آل بیت کے مقام کی درجہ بندی ہے۔اہل کتاب مومنوں کے مقام کا تعین ہے پھر قرون ثلاثہ کی درجہ بندی ہے۔طائفہ منصورہ کی درجہ بندی ہے ۷۰ ہزار متوکلین کے مقام کی تعین ہے۔

مراتب رجال کی درجہ بندی اعتقادی عملی اور علمی زندگی کی پلاننگ اور تنظیم کاری کا ایک اہم حصہ ہے اس کے بغیر سارے کام گبڑ گونج ہو جائیں گے پھر بوالہوس علامہ فہامہ داعی مفتی مجدد مصلح مفکر دانشور سب کچھ بن جائیں گے۔

تعالم کے یہ اساسی اسباب ہیں۔ان کی وضاحت کے ضمن میں بہت سے دیگر جزوی، اسباب بھی آگئے ہیں۔جیسے علم کے شوق کی کمی، تربیت ورہنمائی کی کمی، علماء اور طلباء کے درمیان باہمی اعتماد اور تعلق کا فقدان، اسباب وعلل اور کمیوں کا جائزہ واحتساب، قناعت اور دین داری کی کمی یہ سارے امور ضمناً آگئے ہیں۔

امام شافعی نے فرمایا

اذا تصدر الحدث فاته علم كثير

جب کم عمر علم کے سالار کارواں بن جائیں گے تو بہت سارے علوم اسے نہیں مل پائیں گے۔

اسی موضوع پر کیا بامعنی شعر ہے۔

ان الامـور اذ الاحـداث دبـرهـا

دون الشيـوخ تـرى فـى سيـرهـا الخللا

اگر امور لونڈوں سے انجام پانے لگیں۔ شیوخ نظر انداز ہو جائیں تو ان کی انجام پذیری میں خلل نمایاں نظر آئے گا۔

اسی موضوع پر دوسرے چند اشعار ہیں۔

متى تصل العطاش الى ارتواء　　اذا استقت البحار من الركايا

ومن ثنى الأصاغر من مراد　　وقد جلس الأكابر فى الزوايا

وان ترفع الوضعاء يوما　　على الرفعاء من حدى البلايا

اذا استوت الأسافل والاعالى　　فقد طابت منا ومة المنايا

پیاسے کی پیاس کیسے بجھ سکتی ہے۔ جب سمندر کو کنوؤں سے سیراب کیا جانے لگے۔

اگر اکابر گوشہ نشیں ہو جائیں تو چھوٹ بھیوں کو مطلب براری سے کون روک سکتا ہے۔

اگر نیچ لوگ کسی دن اعلی مرتبت لوگوں سے برتر ہو جائیں تو بہت بڑی مصیبت ہوگی۔

جب نیچ اونچ برابر ہو جائیں تو موت کو گلے لگانا بہتر ہوگا۔

یہ اشعار طبقاتی نظام کی ترجمانی کے لئے نہیں ہیں یہ اس صورت حال کے ترجمان ہیں، جس میں علم واخلاق اور تجربوں کی بنیاد پر اصلی مقام حاصل کرنے والے نظر انداز کردیئے جائیں اور پست خیال بے ضمیر ناتجربہ کار چوزوں کو دعوت وتعلیم کی قافلہ ساری مل جائے۔ یہ اشعار آج کے حالات پر سو فیصد منطبق ہیں اس سے تعالم پھکڑ پن اور خارجیت کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

## ۱۰۔ علمی ضعف کے اسباب وعلل



علماء اثبات کے اوپر یہ لازم ہوتا ہے کہ علم ودعوت کے عمل ونتائج پر نگاہ رکھیں منہج اور نظام العمل کا جائزہ لیتے رہیں۔ تعلیم ودعوت کے اصول وضوابط کا جائزہ لیتے رہیں۔ صلاحیتوں اور دعوی داریوں کے درمیان تفریق کریں معتبر عدم معتبر ثقہ عدم ثقہ مستند غیر مستند اخلاق یا اخلاق باختہ کو دھیان میں رکھیں۔ شخصی رجحانات مفاد ذات اور مفاد دین پر نظر رکھیں۔ انفرادی عملی اجتماعی سرگرمیوں عواقب خطوط کار اور اسباب کا تجزیہ کریں۔ دین وجماعت کے لئے نقصان دہ اور مفید عناصر کی جانکاری رکھیں۔ حالات واعمال کا جائزہ تجزیہ اور احتساب ضروری ہے صحیح رخ پر کاروان دعوت وتعلیم کو لگائے رکھنا اہم ترین کام ہے۔ اجتماعی ودینی زندگی میں ان امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے یہی اصل قیادت اور رہنمائی ہے۔

احتساب وتجزیہ کا خاص کر ہماری جماعت میں فقدان ہے۔ ان سب کی جگہ موامرت ومنافقت نے لے لی ہے ۔ مجرموں پھکڑوں دعوی داروں سے ساز باز۔ ٹھگوں خائنوں بدکرداروں سے ساز باز۔ فاسقوں فاجروں سے ساز باز یہی جماعتی پہچان بن گئی ہے۔ دھینگا مشتی کا ماحول ہے کہاں کا احتساب کہاں کا جائزہ کہاں کا تجزیہ۔ بس ہر سطح پر جاہلیت کی جنگ بپا ہے۔ ایسے میں پوری جماعت ڈری بکھری بھیڑ بن گئی ہے۔ خودغرض مکار مداری سیکولر ملاٹی وی وسوشل میڈیا مفتیان کرام فاسق وفاجر خطباء خائن مشروعاتیئے بھوکے بھیڑیئے بن گئے ہیں اور جماعت ومسلک کو نوچ کھاتے جارہے ہیں بھوکے بھڑیئے جھنڈ کے جھنڈ نکلتے ہیں اور ہاتھی تک کا شکار کر ڈالتے اور اسے مار کر کھا جاتے ہیں۔ شیر تک کو گھیر کر تباہ کر دیتے ہیں۔ جماعت کے لئے اس وقت یہ سارے زبردست فتنہ ہیں لیکن سیکولر مزاج نے اباحیت کا فلڈ گیٹ کھول دیا ہے۔ جولوگ منافقت اور موامرت کے ماہر ہیں وہ جماعت کو دفن کرنے پر تلے ہوئے ہیں احساس زیاں نہیں ہے اسی کو کامیاب قیادت اور کمال سمجھتے ہیں۔

جماعتی اور انفرادی زندگی میں ضعف وقوت کے علل واسباب کا پتہ لگانا اور ان کا تدارک کرنا فقہ الواقع ہے فقہ الدین اور فقہ الواقع دونوں ضروری ہیں یہ سمجھ اجتماعی طور پر حاصل ہو یا ادارہ جاتی

پیمانے پر ہو یہی عین فقاہت ہے۔

روایتی انداز پر کام کئے جانا نتائج نہ دیکھنا قوت وضعف کے علل واسباب نہ ماننا نہ ان کا تدارک کرنا ہماری تغافل کیشی کا اہم عنصر ہے۔ اسی کے ثمرات ہیں کہ سارے بھیڑیئے مسلک وجماعت کو نگل لینے کے لئے اپنی کمین گاہوں سے نکل آئے ہیں۔

## ۱۱۔ پروگرام پالیسی منصوبہ بندی اور نظم وضبط کا فقدان

جماعتی تنظیم کے پاس نہ نظم وضبط ہے نہ منصوبہ بندی ہے نہ پروگرام اور پالیسی ہے۔ نہ عملی تجارب اور صلاحیت ہے نہ رجال کار ہیں نہ تربیت افراد کا نظام ہے۔ صرف دھینگامشتی مؤامرت اور مکاری ہے۔ میدان عمل خالی ہے۔ خالی گھر کا دروازہ کھلا رکھا جائے تو چوروں کے لئے دعوت ہوتی ہے گھر خالی ہو تو بھوت بس جاتے ہیں۔ ذہن خالی ہو تو فساد بھر جاتا ہے اور دل خالی ہو تو نفاق اور خباثت بھر جاتی ہے۔ ان چاروں سلبیات میں سے ایک ہی تباہی کے لئے کافی ہے۔ اور یہاں چاروں سلبیات موجود ہیں۔ خارجی خائن، خبیث سارے بھیڑیئے جماعت کو چیر پھاڑ ڈالنے پر تلے ہوئے ہیں بلکہ چیر پھاڑ رہے ہیں اور ہم ہیں کہ تماشائی ہیں بلکہ بھڑکیں مارنے اور پھکڑپن کا تماشا کرنے پر لگے ہیں۔

آبادی کی کسی اکائی کے اندر جب زندگی گذارنے کا شعور وسلیقہ آجاتا ہے اسے اجتماعی وانفرادی نفع وضرر کا شدید احساس ہوتا ہے۔ منظّم ومنضبط زندگی گذارنے کی اسے شدت سے ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ احتیاجات دینیہ دنیویہ کا اسے اندازہ ہوتا ہے صلاحیتوں اور مواقع کو استعمال کرنے کا خواہش مند ہوتی ہے۔ انفرادی واجتماعی کاموں میں نظم وترتیب اور اچھے نتائج کا طلبگار ہوتی ہے تو اسے نظم وضبط، تربیت وصلاحیت اور پروگرام وپالیسی کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہمارے یہاں سب کچھ جمع غائب، آنکھیں بند ہیں۔ خوش فہمیوں کی دنیا میں جیتے ہیں۔ مفادات ذاتیہ کے دیوانے ہیں، بےشعوری اور غفلت کے شکار ہیں۔ ہمیں ان کی ضرورت ہی



نہیں۔ مقدس لوگ ہیں۔ شعور وآگہی احساس وسلیقہ مندی، تہذیب وشائستگی وقار وسنجیدگی سے ہمارا کیا واسطہ۔ آوے کا آوے بگڑا ہوا۔ ضرورت ہی نہیں کسی نظم وضبط کی۔ تربیت وصلاحیت کی۔ مذاق ہے ہمارے لئے صالحیت۔ ایسے ایسے درندے پڑے ہیں جو قرآنی اصولوں کو تنظیم پر لاگو کرنے کو مذاق بناتے ہیں۔

نظم وضبط اصول وضابطے پروگرام وپالیسی تربیت وصلاحیت کی ضرورت حتمی ہے خاص کر اس کثیر الجہات افکار واعمال کی دنیا میں۔ مگر اس کے بارے میں سوچنا بھی گناہ بن گیا ہے۔ تنظیمی فتنے سے یہ اندازہ ہوا کہ ہمارے یہاں فکری واخلاقی بحران ہے بہت بڑا بحران ہے بڑے بڑے ڈگریوں والوں کا اوپر کا خانہ خالی ہی ہے اور جو فساد وفتنہ اور حرام خوری میں لپت ہیں ان کا اخلاقی وعملی بحران انتہائی تباہ کن۔

دراصل نظم وضبط اور اصولی زندگی مہذب اور باشعور لوگوں کی زندگی ہے اجتماعی سوچ نہایت اونچے اخلاق اور وسیع النظر لوگوں کی زندگی ہے۔ اعرابیت اور پست سوچ کی زندگی انفرادیت پسندی اور مصالح ذاتیہ کے پیچھے دیوانہ رہتی ہے۔ ہماری جماعتی سوچ انتہائی پست ہے اور اخلاقی سطح اتنی گر گئی ہے کہ ہمارے لئے منظّم اور اصولی دین ہماری علمی زندگی کا موضوع نہیں رہ گیا ہے۔ پوری قوم فروعی مسائل کا دیوانہ ہے۔ بے مصرف لوگ اور معاندانہ ومؤامرانہ روش حیات، جینے کا ایک بہانہ ہے۔

☆☆☆

## فصل رابع

# نتائج تعالم

تعالم انتہائی خطرناک شر ہے جیسا کہ اس کی تشریح ہوئی۔ظاہر ہے خطرناک شر کے خطرناک نتائج بھی سامنے آئیں گے۔انفرادی واجتماعی زندگی کی تباہی کے اسباب ہوتے ہیں اور ترقی کے بھی اسباب ہوتے ہیں۔سمجھ دار لوگ اور زندہ قومیں ترقی وتنزلی دونوں کے اسباب پر نظر رکھتی ہیں۔ترقی کے اسباب حاصل کرکے آگے بڑھنے کے لئے کوشش کرتی ہیں۔تباہی وتنزلی اور ان کے اسباب سے بچتی ہیں۔جہاں غفلت ہوتی ہے نظم حیات بگڑ جاتا ہے۔ارتقاء حیات ختم ہوجاتی ہے۔الھڑ افراد اور الھڑ جماعتیں روٹین لائف گذارنے کا عادی ہوتی ہیں،جمود وتعطل ان کی پہچان بن جاتی ہے۔ان کو اسباب ارتقاء اور اسباب تنزل کسی سے غرض نہیں ہوتی ہے۔قیادت اصلاح اور بصیرت کی ضرورت اسی لئے ہوتی ہے کہ افراد اور جماعتوں کو تباہی اور اسباب تباہی سے شر اور عناصر شر سے بچایا جائے۔کامیابی اور اسباب کامیابی سے انھیں ہم کنار کیا جائے۔ اچھائی اور اچھے لوگوں کی تلاش ہو اور انھیں آگے بڑھایا جائے۔

جماعت اہل حدیث اصولاً تنہا ایسی جماعت ہے جو برحق ہے اور دیگر سارے لوگ اس کے برعکس۔منہج سلف کی اشاعت اور اس کے ماننے والوں کی رہنمائی دنیا کا اہم ترین اور مقدس ترین کام ہے۔منہج سلف مسلک اہل حدیث ساڑھے چودہ سو سالہ دینی سرمایہ ہے جس کی وراثت اس کے ماننے والوں کو ملی ہے۔اس وراثت کے تقدس کو پامال ہونے سے بچانا اس کی نگرانی کرنا اسے انسانوں کے سامنے اصلی شکل میں اصولی طرح پیش کرنا سب سے بڑا مقدس کام ہے۔اس سے انتساب رکھ کر اس کے اندر کانگریسیت،سیکولرزم اباحیت خیانت بھرنا پھر ان کے ذریعہ اکتساب زر کرنا پھر ان خرابیوں کی تائید کرنا،پھر اس کے علمی وعملی تقاضوں کو بھول کر اس کا پاس دار بننے کا دعوی کرنا یہ سب اس کے ساتھ بدسلوکی ہے عیاری ٹھگی اور اس کی پامالی ہے۔ایمان داری سے



اگر پوچھیں اور سچائی سے اس کا جواب تلاش کریں۔تو یہی جواب آئے گا منہج کی اشاعت اور ماننے والوں کی رہنمائی میں ہم سب ناکام ہیں۔اس کے برعکس اس کی پامالی ہماری بداعمالیوں اور بدنیتی سے زیادہ ہورہی ہے۔اکیسویں صدی کی ابتداء سے بےشعوری کا یہ حال ہے کہ ہم نجی ادارہ جاتی عمومی خرابیوں کے ساتھ ساتھ اجتماعی فتنوں کو بھی پالتے ہیں۔وہ اجتماعی فتنے جن کو مسلک سے چپکایا گیا۔۱۸ سالوں پر محیط تنظیمی فتنہ،نائکی فتنہ،نویہری فتنہ،جزوی خارجی سیکولر ملاؤں کا فتنہ...مسلکی دائرے سے باہر کے تحریکی فتنوں سے ہماری تاثر پذیری۔یہ ہیں ہمارے کارنامے،لطف یہ کہ ان فتنوں کو علماء تک نے پروان چڑھایا اور اس کی زبردست پشت پناہی کی۔ یہ سارے فتنے تعالم کی پیداوار ہیں۔علماء تک نے علم کی اونچی سیڑھیوں سے اتر کر تعالم کی سطح پر آکر ان فتنوں کی آب یاری کی۔اور لطف یہ کہ فتنے اکسپوز ہوگئے مگر لوگوں کو نہ عبرت حاصل ہوتی ہے، نہ توبہ کی توفیق ملتی ہے۔حق کوئی مادی شے نہیں ہے کہ دعوی دار بن کر کھڑا ہوں۔حق پرست اس کے لئے پاس دار بنتے ہیں اور حق کا دفاع کرتے ہیں۔لیکن عام فساد اور فتنہ ہو تو حق کے لئے کھڑا ہونے والے نہیں رہ جاتے۔اگر کوئی کھڑا ہو تو اس پر چڑھ دوڑتے ہیں۔اس کا انجام دنیا میں سامنے آتا ہے اور آخرت میں تو آئے گا ہی۔دانشور یا گھاگ قسم کے لوگ فتنوں کے اندر جوڑ گھٹاؤ کرتے رہتے ہیں اور اپنی قابلیت کے غرے میں رہتے ہیں والعیاذ باللہ

ایک بڑا مسئلہ یہ ہے اور بہت خطرناک نقطہ کہ تعالم کی بالادستی کے ماحول میں علماء علم کے طارم اعلیٰ سے پستی میں اتر آتے ہیں اور متعالمین کے پیچھے چلنے لگتے ہیں۔علم کے طارم اعلیٰ سے اترنے اور پستی میں گرنے کی کہانیاں بھی بنتی رہتی ہیں۔ایک بڑا عالم اگر بحث وگفتگو میں۔۔ضد، محاسدت انانیت اور نفس پرستی کا شکار بن جاتا ہے۔

سارے اصول وضوابط نظر انداز کردیتا ہے تو وہ بھی تعالم کی پستی میں اتر پڑتا ہے۔مذکورہ فتنوں کے مباحث کے ضمن میں ایسے بے شمار لوگ نظر آتے ہیں جنھوں نے تعالمی پستی کو پوری والہیت سے قبول کرلیا۔بڑے بڑے مشہور نام ان فتنوں کے ہمنوا پائے گئے۔اللہ کرے انھیں

اس پستی سے نکلنے کی توفیق مل گئی ہو۔ ہمیں ایسے لوگوں کے نام بہ تفصیل یاد ہیں۔ کراما کاتبین کو مجھ سے زیادہ پختگی کے ساتھ یہ نام یاد ہیں۔ میدان محشر میں آمنا سامنا ہوگا۔ اس وقت پتہ چلے گا کون رسوا ہوا اور کون سرخرو۔

اس تمہید کے بعد دیکھیں تعالم کی تباہ کاریاں کس قدر ہیں اور کتنی متنوع ہیں۔

## ا۔ قلت علم/شیوع جہل

جب انسان تعالم کو اپنی پسند یا پیشہ بنالیتا ہے تو دو طرح نقصان ہوتا ہے اگر علم ہے تو اس کی نفی ہونے لگتی ہے اور اگر نہیں ہے تو لاعلمی علم کی جگہ لے لیتی ہے اور علم بن جاتی ہے۔ آج اگر غور کریں تو شہادات اسناد جامعاتی تعلیم کے باوجود اساسیات تک سے لوگ بے خبر ہوتے جارہے ہیں۔ بصیرت کا فقدان ہے تفقہ استنباط فروعی تعبدی اعمال تک محدود ہوگئے ہیں روزمرہ زندگی میں معاشیات تعلیمات، اجتماعیات، استہلاکات، غیر اسلامی نظریات، سیاسیات، انفرادی پسند وناپسند میں حتی کہ محدود دینی اعمال میں دینی اصول وضوابط سے بے اعتنائی ہے۔ ان محدود اعمال میں تنظیم کاری، منصوبہ بندی، انسان کی سمجھ بوجھ اور بصیرت پر منحصر ہے۔ اس تک میں آج خاص کر ہمارے لوگ قاصر ہیں۔ اور فتوی لینا ہو تو آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے نصوص کی معنوی تحریف سے باز نہیں آئیں گے۔

قلت علم اور شیوع جہل ناپنے کا یہ معیار کیا ہے؟ احادیث رسول ﷺ ہیں جن کا تذکرہ پہلے باب میں ہو چکا ہے۔ وہی قلت علم ناپنے کا معیار ہیں اور وہ معیار یہ ہیں۔

(ا) علماء کی ناقدری (۲) چھوٹ بھیوں سے علم حاصل کرنے کا رجحان (۳) چھپنے کا شدید شوق۔ علماء کی ناقدری کا یہ حال ہے کہ ممبر پر بیٹھنے اور امامت کرنے والے کسی بھی عظیم عالم تک کو مجبور بے بس اور بھکاری سمجھا جاتا ہے۔ شعبدہ بازی منافقانہ قیادت میں ڈوبے یا مداری قسم کے مولویوں اور علماء کو وقعت مل سکتی ہے مگر ان کو وقعت نہیں مل سکتی جو شریف باوقار مخلص اور ذی علم ہوں۔



علم دین اور علماء کی ناقدرتی کے کیا نتائج ہیں۔ مثال کے طور پر بھارت میں دینی علم حاصل کرنے والوں کی تعداد دوڈھائی فیصد ہے اور سیکولر تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد ۹۷ فیصد کے قریب ہے۔ اندازہ لگائیے علم دین کی کتنی قدردانی ہے یہ ہے قلت علم کا شاہکار ہے۔ مکاتب اسلامیہ جو نئی نسل کی دینی تعلیم کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے تھے انھیں لوگ ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ انگلش میڈم کا بخار ایسا سوار ہے کہ دیہات دیہات میں لوگ اس کے پیچھے بھاگ رہے بچو ں کی اکثریت اپنی، تہذیب اور دین سے بے بہرہ ہوتی جارہی ہے۔ تعالم پسندوں نے تعلیم پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کردیا ناٹکی فتنے نے سیکولر انگلش میڈیم کو بھی اسلامک مشن بنادیا۔ تزکیہ تصفیہ نام دے ڈالا۔ بیوقوفوں نے دین وعلم کو کمرشیالائزڈ کرنے والے ناٹکی فتنے کی نقالی میں بکری کی کھال میں گرگ زادگی شروع کردی۔ سیکولر تعلیم کو مقدس بنا کے پیش کرنا شروع کردیا حدیث میں تشکیک پھیلانے والوں نے ایمان شکن قصوں کہانیوں کو بچوں کے ذہن میں بھرنا شروع کردیا۔

علماء کی قدردانی زبانی ہے عملا ان کی حیثیت زیرو ہے یہی وجہ ہے کہ اس وقت فارغین مدارس کا رجحان بہت کم تدریس افتاء امامت خطابت کی طرف جاتا ہے۔ ہر عالم چاہتا ہے کہ اسے عزت کی روزی ملے۔ اصحاب مدارس ومساجد کی آقائیت کی خونخواری سے محفوظ رہے ہندوستان میں ہر سال مدارس سے قریبا دس ہزار طلباء عالم وفاضل بن کر نکلتے ہیں۔ ان میں اہل حدیث علماء کی اچھی خاصی تعداد بھی ہوتی ہے مدارس سے فراغت کے بعد اکثر کی کوشش ہوتی ہے عصری جامعات میں چلا جائے اور اعلیٰ تعلیم میں اپنی قسمت آزمائے۔ کچھ ملک سے باہر چلے جاتے ہیں کچھ بزنس کی راہ لیتے ہیں کچھ میڈیا میں نوکری کی راہ لیتے ہیں۔ ایک مختصر تعداد مساجد میں امامت وخطابت کا انتخاب کرتی ہے۔ اسی طرح ایک مختصر تعداد مکاتب سے لے کر مدارس علیا میں تدریس کا کام شروع کرتی ہے۔ اکثریت مدارس ومساجد میں کام کرنے سے کتراتی ہے۔ اور کتنا علوم دین سے تعلق رکھ پاتی ہے یا اپنے علم کا تحفظ کر پاتی ہے یہ ایک سوالیہ نشان ہے؟ نگاہ میں رکھیں کہ صرف ڈھائی فیصد مسلم بچے مدارس میں علوم دینیہ سیکھنے جاتے ہیں اور فراغت کے بعد

اکثر کا تعلق ان سے کٹ جاتا ہے نتیجہ علوم دینیہ سمٹاؤ کا شکار۔ اس سے آگے تفقہ بصیرت گہرائی گیرائی تلاش کریں تو ان کا سراغ ملنا مشکل ہوگا۔ بس جان باقی ہے اور کسی طرح سسٹم باقی ہے۔ اہل حدیثوں میں نخچر نصاب تعلیم علوم دینیہ میں سطحیت اور بے اساسی کا سامان بنتا جارہا ہے۔ ہمارے اہل حدیث حلقے میں فراغت کے بعد علماء کی صلاحیتوں، تخصصات اور ترجیحات کو بڑھانے نکھارنے کا اسٹیج بھی نہیں ہے۔ ان سب کے اثرات قلت علم کے کھاتے میں جاتے ہیں۔

یہی ماحول ہے جس میں ثقہ مستند علماء کی قلت ہورہی ہے جہلاء کو علمی و دینی قیادت کا موقع ملتا ہے ضلالت و گمراہی کا ماحول بنتا ہے اور علم و علماء کی مٹی پلید ہوتی ہے آخر علم نما جہل کا کام کیا ہے۔ علم کی پامالی ہو علماء کا فقدان ہو پڑھیے دوبارہ اس حدیث کو پڑھیں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت۔ ارشاد نبوی ہے۔

ان اللـه لا يـقبض العلم انتزاعا ينتزعه من الناس، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالما اتخذاالناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا وأضلوا (بخاری،مسلم ٢٦٧٣)

بے شک اللہ علم کو چھین کر سمیٹ نہیں لیتا ہے وہ اسے لوگوں کے دلوں سے چھین نہیں لیتا۔ وہ علماء کو وفات دے علم کو سمیٹ لیتا ہے پھر جب کسی عالم کو نہیں چھوڑتا۔ لوگ جاہلوں کو آقا بنا لیتے ہیں۔ ان سے سوال کیا جاتا ہے۔ وہ بلا علم فتوی دیتے ہیں خود گمراہ ہوتے ہیں اور گمراہ کرتے ہیں۔

علم کی ناقدری ہو تو علم و علماء کا فقدان ہونے لگتا ہے اور آہستہ آہستہ نہ علم رہ جاتا ہے۔ نہ علماء رہ جاتے ہیں۔ جب تعالم کے لئے میدان صاف ہوجاتا ہے پھر جہالت کا کاروبار شروع ہوجاتا ہے۔ تماشے شروع ہوتے ہیں۔ تعالم کے ساتھ خارجیت طے ہے۔ جارحانہ خارجیت نہ ہو۔ نہ سہی اصول وضوابط اعتدال اور ثقاہت استناد کے خلاف بغاوت ضرور ہوتی ہے۔ یہ سارے برادر سسٹر طبیلا سیکولر ملاؤں کا جھنڈا اور مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث خطباء سارے کے سارے خارجی ذہنیت اور طبیعت ضرور رکھتے ہیں جہل کو علم بنانا، جہل پر اکڑنا، جہالت کی بناء پر فتوی دینا



، ثقاہت استناد کو درکنار کرنا علماء کی منصوص حیثیت کو رد کرنا اور ضلالت و تضلیل کا کاروبار کرنا۔ یہی توجزئی خارجیت ہے۔ اور سارے سلسلہ تعلیم و تربیت ثقاہت و استناد کو تباہ کرنا ہے۔

۲۔ قلت علم کو ناپنے کا دوسرا پیمانہ یہ حدیث ہے رسول پاک نے فرمایا:

من اشراط الساعة ان يلتمس العلم عند الاصاغر (طبرانی)

جب علم کا حصول اصاغر سے کیا جانے لگے تو سمجھ لیں علم دین کا ضیاع ہوگا۔ اور علم دین میں قلت آئے گی۔ اصاغر کے دو مفاہیم ہیں۔ (۱) ثقہ و مستند اور معتبر لوگوں کو چھوڑ کر کم علم کم تجربہ لوگوں سے علم حاصل کیا جائے۔ چاہے درسگاہوں میں چاہے درسگاہوں سے باہر (۲) لچے گھٹیا، بے کردار نادان بے خبر دعوی دار، شیخی باز متعالمین کے پیچھے بھاگنے کی عادت ڈالی جائے۔

نگاہیں کھول کر دیکھیں کیا یہی سب کچھ نہیں ہورہا ہے۔ پورا کاروبار تعلیم چوپٹ ہے۔ نخچر نصاب تعلیم، خائن بدکردار چھچھورے بھکاری آقایان تعلیم و آقایان مدارس، مداری پیشہ مجرمانہ ریکارڈ رکھنے والے خطباء سیکولر ملاؤں کی تقاریر، ساری دنیا ان کے پیچھے ہی تو بھاگ رہی ہے۔ کتنا سرمایہ علم بچا ہے اور کتنا اس کے حقیقی وارثین بچے ہیں اور طلاب ہی کو دیکھ لیں کتنے باشعور ہیں۔ اور کتنے بے شعور ہیں کہ صرف لقمہ حیات ان کے پیش نگاہ ہے۔ جب نااہل خائن آقا یان مدارس ہوں گے نااہل مدرس ہوں گے بے شعور طلاب ہوں گے، مجرم خطباء و مقررین ہوں گے پیشہ وری اور زرگری ان کا اولین مقصد ہوگا۔ تعلیم و تعلم کے لئے مطلوب جذبہ کردار اور محنت نہ ہوگی کمترین بدترین لوگ اس پیشے سے وابستہ ہوں گے تو ضیاع علم ہوگا بحران علم ہوگا اور سچ تو یہ ہے کہ اس وقت علوم دینیہ ہندوستان میں شدید بحران سے گذر رہے ہیں علوم دینیہ کے پیچھے حسن نیت حسن سیرت و کردار ضروری ہے موقف اور بصیرت ضروری ہے ورنہ تعلیم و تربیت کیا خاک ہوگی۔ علم کے لئے گداز قلب چاہیے۔

پئے علم چوں شمع باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

سیرت وکردار نہیں، خبث باطن اور ہوس اگر انسان کے اندر بھرا ہے تو علم کو فروغ نہیں مل سکتا۔

علم چنداں کہ بیشتر خوانی چوعمل در تونیست نادانی

نہ محقق بود نہ دانشمند چارپائے بروکتابے چند

جب انسان بے کردار ہوتا ہے تو حاصل کچھ نہیں ہوتا وہ محقق اور دانشمند بن کر بھی جانور ہی رہتا ہے۔ آج سماج میں محقق دانشور جانوروں کی کمی نہیں۔ ان کا علم ان کی رگوں میں گھٹ کر مرجاتا ہے یا فساد وشر کے لئے زہر بن جاتا ہے۔علم دین کے لئے قلب ونگاہ سیرت وکردار کی شفافیت ضروری ہے اور پھر اس کا تحفظ بھی ضروری ہے اور آج دونوں کٹھن کام بن گئے ہیں۔ پھر علم کا شیوع کیسے ہو جب وہ بے کرداری کے جھاڑ جھنکاڑ میں پھنس کرفنا ہوجاتا ہے۔

علم کا دم گھٹ جاتا ہے، علم فنا ہوجاتا ہے، علم ضائع ہوجاتا ہے۔ عالم کی بے کرداری، تعصب، خبث باطن اور دنیاداری کے سبب بسااوقات ابجدی علم برقرار رہتا ہے لیکن انسان فکر وفہم سے عاری ہوتا ہے اس کو اس سے روشنی نہیں ملتی، روشنی لینے اور پانے کا وہ اہل ہی نہیں ہوتا آج کے سیکولر دور میں یہ صورت حال بالکل واضح ہے نصوص اور ان کے استناد کا رٹا لگانے والے بے شمار ملیں گے لیکن فہم وبصیرت سے اکثر عاری۔

اصاغر چاہے ناتجربہ کاری کم عمری کے معنی میں ہوں چاہے کم ظرفی بے کرداری ہلکا پن، نافہمی اور بے بصیرتی کے معنی میں ہوں اگر سماج معاشرہ اور فرد ان کے پیچھے بھاگتا ہے معتبر لوگوں کو چھوڑتا ہے تو یہ بہت بڑا علمی بحران ہے۔ دعوت وتعلیم کا بحران ہے۔اس تعلیمی تدریسی اور دعوتی تعالم سے جہل پھیلے گا۔لوگ جہالت کی طرف بھاگیں گے کم از کم دوہائیوں سے بڑے پیمانے پر یہی ہورہا ہے۔ ہمارے ہاں جو حال ہے اس سے برا دوسری جگہوں دوسرے مسالک اور مکاتب فکر میں ہے اور سب سے برا حال تو تحریکی تعالم کا ہے۔ وہاں تو لوگ مدارس میں پڑھ کر ان پڑھ ہوجاتے ہیں۔ وہاں تو جیسے صرف شیخی پڑھائی جاتی ہے۔ وہاں تو اردو زبان میں چوتھے درجے کے تحریکی لٹریچر پر سارا زور ہے۔ اگر اصاغر کو دیکھنا ہے جنہوں نے بڑی علمی تباہی مچائی ہے تو دیکھ



لیں اسرار احمد، اسرار عالم، غامدی راچڈ چاڈ (راشد شاد) اور تعلیم وثقافت میں دیکھ لیں منظور عالم، امان اللہ خاں کو انھیں اصاغر کے صحن میں وہ لوگ بھی آئیں گے جو پیدائشی تعلیم کے ماہر بننے کی کوشش کرتے ہیں اور اصاغر میں سب سے زیادہ وہ لوگ آئیں گے جو عصری درسگاہوں میں علوم وفنون سے ناواقف ہیں۔مگر زمام علم تھامے ہوئے ہیں۔یا تھامنے کے دعوی دار ہیں۔

(۲) قلت علم ناپنے کا تیسرا پیمانہ یہ حدیث ہے (ان من اشراط الساعۃ ان یظہر القلم) (احمد) قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ قلم آشکار ہوجائے گا۔ قیامت اور اشراط قیامت کی تنبیہات تخویفات اور تذکیرات میں خیر وشر دونوں کا ذکر ہے اصلا یہ زوال خیر یا فنائے خیر کی خبر ہے۔ قیامت قریب تر ہے خیر کی بساط لپٹنے والی ہے بلکہ بساط حیات لپٹنے کے لمحات کی آمد آمد کا تذکرہ اس لئے ہے کہ خیر کے چاہنے والے خود کو جس قدر سنبھال سکیں سنبھالیں۔ قیامت کی آمد آمد کے لمحات سے قبل شر کے شیوع کی ایک خراب ترین حالت ہے میڈیا۔قلم نے میڈیا کو کتنا آگے بڑھا دیا ہے۔ اس وقت میڈیا کل کا کل اکاذیب اور نفاق میں اوپر سے نیچے تک ڈوبا ہوا ہے۔قلم ساری دنیا میں رواں دواں ہے۔ میڈیائی انسٹرومنٹ کے بٹن نے قلم کی جگہ لے لی۔ وہ بٹن کا سارا کام کرتا ہے قلم چلانے کے لئے سیکھ اور تربیت کی ضرورت تھی۔قلم پکڑنے کے لئے وقت درکار تھا اور اس سے حروف ومعانی اگلوانے کے لئے ہنر سیکھنے کی ضرورت تھی۔ اب میڈیا کے تھرو انسان کٹ پیسٹ کے ذریعے پی ایچ ڈی بھی حاصل کرلیتا ہے۔قلم کاربن جاتا ہے عالمی کانفرنسوں میں شرکت کرتا ہے۔قرب قیامت کے دور میں علم کا شاہکار ہے نقل سرقہ چربہ سب بائیں ہاتھ کا کھیل۔ اب علم کی ضرورت نہیں۔ میڈیائی فنی مہارت درکار ہے۔ اب گدھے چوہے سانپ بلی کتے بھینسے سارے جانور بولتے اور لکھتے ہیں۔ کارٹون کی دنیا میں کیا تماشے ہیں۔ جب جانوروں کو عالم فاضل بنادیا جاتا ہے پھر جاہل انسان کے لئے پی ایچ ڈی حاصل کرنا کیا مشکل ہے۔ اور میڈیا میں سوشل میڈیا میں جہل اور ننگا پن کا جو طوفان لوگ برپا کئے ہوئے ہیں وہ بھی فشو قلم ہی تو ہے۔

جولوگ قلم تھامنا جانتے ہیں یا نہیں جانتے ہیں یا جولوگ حقا یا جوراً قلم تھامے ہوئے ہیں وہ کیا کرتے ہیں اگر حساب لگائیں توان کی کثرت کی انتہا نہیں اور ان کے اکاذیب شروفساد کی انتہا نہیں۔ ساری دنیا میں تمام زندہ زبانوں میں قلم کاریوں کا سیلاب آیا ہوا ہے۔خاکوں اور تصاویرسازی کا قلم میڈیا کا قلم،تعلیم وتدریس کا قلم،قصہ کہانیوں کا قلم،افسانوں ڈراموں ناولوں کا قلم شعروشاعری کا قلم،نظریات سازی کا قلم قانون کا قلم وزارتوں کا قلم،عدالتوں کا قلم،انتظامیہ کا قلم، تجزیہ کاروں کا قلم، مافیا کا قلم، خائنوں کا قلم،مظلوموں محروموں کا قلم۔کالے کرتوتوں کالے علوم کا قلم۔قلم کی انتہا نہیں اوراکثر قلم ظلم فتنہ وفساداورشروباطل کے قلم ہیں۔

دنیاداروں کے قلم کنارے کریں دیکھیں علماء کے قلم۔اکثر قلم تعالم کے خدمت گار۔بہت کم ایسے قلم ہیں جواندھیرے میں اجالا پھیلاسکیں یا پھیلی ہوئی تاریکی کی چادر کاٹ سکیں۔اکثر قلم باطل کی خدمت میں یا شکم کی خدمت میں۔بد باطنی کی یہاں حد نہیں دکھاوا ریا ونمود تعالم کی کثرت سرقہ چربہ یہ عام بیماری۔ہلکی پھلکی باتوں انتہائی معمولی مسائل پر قلمکاری کی یلغار جن کو ہزاروں بار لکھا پڑھا گیا۔جن علماء کے قلم پر حزبیت تعصب تحریکیت رافضیت اور خارجیت سوار ہوگئی ہے وہ تو فقط جہل پھیلانے فساد کو عام کرنے کا کام کرتے ہیں۔کتابیں لکھنے چھاپنے میں خاص کر ہندوستان میں اردوزبان میں چوربازاری عام ہے۔زبردستی چھاپنا بیچنا اور رائٹر کے حقوق کو پامال کرنا معیوب بات نہیں رہ گئی ہے۔مشروعاتی مصنفین ومؤلفین کی دنیا نرالی ہے وہ تو عموماً علم کا قیمہ بناتے ہیں۔اگران کے ہاتھ میں قلم کاری آگئی پھر تو علم کا بیڑا غرق اور علمی پائریٹ اللہ کی پناہ۔علم کے کھلے ڈاکو،دن دھاڑے علم وعلماء پرڈاکہ ڈالنے والے۔کام دوسرے کا،نام ڈاکو کے اگر احصاء کیا جائے تو بہت سے پی ایچ ڈی نکلیں گے پکے۔۔الدھر اور بہت سے قلم کار نکلیں گے فتنہ ساز فتنہ کار۔

تعالم کے سبب قلت علم۔علم سے دوری کی تصویر کی یہ ہے ہلکی سی جھلک۔قلت علم اور فشو جھل ناپنے کا یہی نبوی پیمانہ ہے غوغائیت تعالم کا زبردست کارکن ہے غوغائیت علم اور شیوع کی دلیل



نہیں ہے۔ابجدی علوم اور حرف شناسی کی شکلیں بے شمار ہوسکتی ہیں لیکن علم دین حاصل کرنے لینے دینے اخذ وعطا تلقی وقبول کی صلاحیتیں بہت دھیمی ہوسکتی ہیں۔اس کی برکتیں ناپید ہوسکتی ہیں۔ ان پر عمل پیرائی کا جذبہ سرد پڑسکتا ہے۔

تعالم کے سبب علم دین کے سکڑنے سمٹنے اور فنا ہونے کے سارے اسباب ان احادیث نبویہ میں بیان ہوگئے ہیں۔ظاہر بیں نگاہیں تعالم کی غوغائیت کو ہنگامہ علم دیکھنے اور گردانے لگتی ہیں۔علم دین پڑھنے پڑھانے کے نام پر ایک رسم نبھائی جارہی ہے۔سیکولرنظام نے اس کا قافیہ تنگ کردیا ہے۔نظام حیات سے دھکیل کر کے اسے نجی زندگی میں داخل کردیا ہے اور نجی زندگی میں وہ اکثریت کی پسند نہیں رہی جن کی نگاہ میں اس کی وقعت ہے اکثریت تماش بین کے طور پر اسے پسند کرتی ہے اپنی اولاد کو پڑھاتی نہیں۔نہ خود کو اس میں انوالو کرتی ہے میڈیا وسوشل میڈیا کے انفجار کے بعد مزاج میں اتنی خراب تبدیلی آئی ہے کہ لوگ سنجیدہ نہیں رہ گئے نہ سنجیدہ تحریریں پڑھنے کے لئے ان کے پاس اسٹمنا ہے۔ہر شے میں انھیں تماشا چاہئے۔لہو ولعب اس وقت انسان کی ترجیحات میں داخل ہے۔ٹی وی ملاؤں،سیکولر ملاؤں اوراسٹیج کے پیشہ ورلوگوں نے پبلک کا مزاج اتنا خراب کردیا ہے کہ وہ ان کے ڈراموں کے رسیا ہیں دینی کتب پڑھنے کے بجائے ان مداریوں کے تماشوں کی سوفٹ کاپی سوشل میڈیا سے نکال کرسنتی یا پڑھتی ہے۔دن بدن لوگ لذت علم سے ناآشنا اور تماشوں کے رسیا بنتے جارہے ہیں۔

قلت علم اور فشو جہل کا انجام کیا ہے رسول پاک ﷺ نے بتلادیا ہے۔اتخذ الناس رؤسا جهالا فأفتوا بغير علم فضلوا واضلوا لوگ جاہلوں کو رہنما بنالیں گے پھر وہ بلا علم فتوی بازی کریں گے خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔

علم دین کے عناصر شر،علم دین دشمن جزئی خارجیوں سیکولر ملاؤں اسٹیج کے جرم نہاد خطیبوں نے تعالم کے کئی تماشے کئے اور کرتے ہیں روزانہ اپنی حماقتوں کی کہانیاں رقم کرتے ہیں۔اگران مشاہدات کو بیان کریں تو حساسیت ازحد بڑھ جائے گی۔لیکن بھیونڈی کا ایک واقعہ نہیں بھولتا۔

بھیونڈی میں جمعیۃ سے بچھڑا اجڑا بگڑا ایک مولوی خود کو قاضی بنائے اور ڈیکلیر کئے بیٹھا تھا۔قلاش علم سے بھی اور سیرت و کردار سے بھی۔مگر اپنی حقانیت اور حق کو ثابت کرنے کے درپے اور پوری ریاستی قیادت سے لڑنے اور ڈٹے رہنے پر تیار۔ایسے بے شمار تعالم کے پاسدار ہیں۔ایسے ایسے تعالم کے ڈھیٹ گھاگ اور گھٹیا نمونے ہیں کہ ان کا نام لینا شرافت اور علم کا منہ چڑانا ہے۔تقریباً سارے سیکولر ملاٹی وی ملا برادرسسٹر ملا اور مجرمانہ ریکارڈ رکھنے خطباء جزوی خوارج کم ظرف اور خائن ادارے والے اسی قسم کے تعالم کے ڈھیٹ اور گھاگ نمونے ہیں جو علم و دین کی پامالی میں لگے ہیں اور اپنا انتساب مسلک اہل حدیث سے کرتے ہیں۔اس کی تباہی بدنامی اور پامالی کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔

## (۲) منہج سے دوری

تعالم کی دنیا سے منہج اور دلائل رخصت ہو جاتے ہیں۔تعالم میں دعوی داری رہ جاتی ہے۔ دعوی داری کے لئے زبردستی اور فریب چاہیے افسانے اور خیالات چاہیے بے جا توقعات اور خوش فہمی چاہیے۔منہج تو راہ راست ہے اور رہنما ہوتا ہے تعالم میں راہ راست اور رہنما کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔تعالم میں ذات و یافت کے لئے دوسروں کو بے خبر، گمراہ اور مس لیڈ کرنے کی ضرورت ہے۔جب سارا کام تعالم کی اساس پر فریب پر مبنی ہوتا ہے۔پھر سچائیوں کی اسے حاجت کہاں رہ جاتی ہے۔تعالم کی راہ پر چل کر انسان کرتا کچھ ہے اور دکھاتا کچھ ہے۔ہے کچھ اور درشاتا کچھ ہے۔متعالم جاہل ہوگا مگر جہل کو چھپائے گا اور عالم بننے کی کوشش کرے گا۔نالائق ہوگا اور لائق بننے کی کوشش کرے گا۔منافق ہوگا اور دعوی اخلاص اور فدائیت کی کرے گا خائن ہوگا اور ایماندار ثابت کرنے کے لئے ہردم پھڑ پھڑائے گا اور آخری حد تک ایماندار ہونے کا نعرہ لگائے گا۔اس وقت یہی سب کچھ چلتا ہے۔

تعالم کے ماحول میں یہی سب کچھ چلتا ہے تعالم کو پسند کرنے والی پبلک اور علم نما بے موقف



چاپلوس علماء ایسے دعوی داروں کے پیچھے بھیڑوں کی طرح بھاگتے ہیں جمعیۃ کا حال زار اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔پورے ملک میں تنظیم کا یہی حال ہے۔سارے متعالمین بے راہ و بے دلیل جماعت کی زندگی میں فکری پراگندگی بے عملی اور تعطل بھر رہے ہیں۔منہج انسان کو ایک مستند نبوی فریم ورک دیتا ہے اور دلائل عمل و اعتقاد کے لئے راہنما بنتے ہیں۔جب قول و عمل نظم حیات او رترتیب حیات بگڑی ہو تو یہ چیز اس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہوتی ہے لوگ بے دلیل اور بے منہج زندگی گذارتے ہیں جہاں اجتماعی مالی منصبی خیانتیں ہوں جہاں اصول وضوابط نہ ہوں جہاں مسئولیت اور جواب دہی نہ ہو۔جہاں رضا کارانہ عمل میں گھپلے ہوں، جہاں فکر و خیال میں بے اساسی پھکڑ پن اور تماشا ہو، گپ دھینگا مشتی، فراڈ، جبر اور دعوی داری ہو وہاں تعالم کا سکہ چلتا ہے کون پوچھتا ہے منہج اور کون مانتا ہے دلیل منہج اور دلیل صرف فروعات تک محدود کرنا، اور دیگر تمام اساس دین میں ان کو نظر انداز رکھنا دنیا کا سب سے بڑا مذاق اور مسخرا پن ہے۔دراصل زندگی میں تعالم کی راہ اپنانے کے بعد انسان بے رحم مذاق اور رسوا کن مسخرا پن کا عادی بن جاتا ہے۔ جہاں بھی میدان حیات میں حقیقت سے راہ فرار اختیار کر کے فریب کن دعوی داری ہو وہاں بھی انسان کی سرگرمیاں بے رحم مذاق اور رسوا کن مسخرا پن بن جاتی ہیں۔

مسلک اہل حدیث ایک مضبوط مدلل پرنور اور توانا مسلک ہے اس میں کسی طرح کی اصولا کمی ہے ہی نہیں۔یہ منہج سلف ہے یہ اہل سنت جماعت ہے ہر چیز پرفکٹ۔بشری خطائیں آئیں تو انھیں رد کرنے کی ساری ذمہ داری اور رہنمائی لیکن جب اس میں بھی دعوی دار متعالم پیدا ہو جائیں تو منطقی طور پر انھیں منہج اور دلیل کی ضرورت نہیں رہ جاتی ہے۔سب سے بڑا نقصان اہل حدیث کا جو تعالم سے ہوا ہے انتشار بدنظمی اور نااہلی ہے۔لوگ بے منہج اور بے دلیل ہو گئے۔ ہماری زیادہ تر سرگرمیاں مظاہر طفیلیات اور امور صغار میں صرف ہونے لگیں۔عظائم امور سے ہم کٹ سے گئے۔امور صغائر میں دیر تک زیادہ انہماک نے ہمیں خود اپنی عظمت حیثیت منصب او رذمہ داریوں سے غافل کر دیا اور خود ہم اپنے کارناموں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔دوسرے ہمارے

کارناموں کو ۸۰ سال سے اپنا ٹائٹل بنائے اپنی عظمت کے گن گاتے پھرتے ہیں۔ جیل میں شبہے سے پکڑے جانے والے کوئلہ انڈا لکھن کے لئے گہار لگانے والے مجاہد آزادی بن گئے اور انگریزوں کے جاسوس آج مجاہد آزادی بنے گھومتے ہیں۔

ہوس منصب وزر، غفلت، کاہلی اور بدنظمی نے منہج سلف کی پاسداری اور اتباع کے نتیجے میں بننے والی شاندار سیرت توانا کردار سے ہمیں محروم کردیا۔ ابھی تو ہم گرد کارواں ہیں جدید ہندوستان میں ہم کم از کم ایک صدی تک اصلاح دعوت، علم تحقیق جہاد سیاست سماجی ترقی فلاح وبہبود اور علمی جہود میں سالار کاروان تھے۔ جب سے ہمارے اندر تعالم اور متعالم کا طوفان آیا ہے سارے خیر بہائے لے جارہا ہے۔

منہج اور دلیل صرف تفقہ مسائل کا مسئلہ نہیں ہے منہج ودلیل علم اعتقاد سیرت کردار فتوی تعلیم پسند ناپسند موقف رائے خیال ہر شے میں لابدی ہے۔ ایک نااہل، بدقماش خائن بدعنوان جھوٹا، منافق جہالت کی راہ اپنانے والا کانگریسیت اور سیکولرزم کو دین بنانے والا منہج اور دلیل سے کیا تعلق رکھ سکتا ہے۔ تعلق باللہ صالحیت دین داری استقامت تضحیہ فداکاری توحید اتباع سب کے لئے منہج اور دلیل مطلوب ہے۔

ایک عامی ایک پڑھا لکھا جب دینی التزام سے خود کو آزاد کرلیتا ہے۔ ایک بدعنوان نااہل خائن ایک بگڑا ہوا خطیب، ایک بگڑا ہوا قلم کار ایک دنیادار مفتی مدرس منہج اور دلیل کو بوجھ سمجھتا ہے اور بسا اوقات اسے منہج اور دلیل سے نفرت ہوجاتی ہے۔ جس فرد او رگروہ کی یہ حالت ہو اور زمانے سے ہو وہ اس کی تباہی کے لئے کافی ہے۔ ایسے لوگوں سے اگر کچھ کام بھی بن آئے بہت کارآمد اور مفید نہیں ہوسکتا۔ یہ تباہ کن عناصر ہوتے ہیں۔ ان سے صرف تباہی آسکتی ہے یہ اس کے اہل نہیں ہوتے ہیں کہ مفید بن سکیں ہاں اگر اللہ کی مرضی ہو تو فاسق انسان سے بھی اللہ تعالیٰ کام لے لیتا ہے۔

جماعت کا سب سے بڑا نقصان تعالم اور متعالمین سے یہی ہوا ہے کہ علمی ساکھ گرگئی



پھکڑوں نے اس کی ایسی گھیرابندی کی کہ اس کے اندر نااہلی کرپشن بے کرداری فساد اور بدعنوانی کو بھردیا۔ حجت ودلیل اور منہج سے پیچھا چھڑالیا۔ انتشار وخلفشار ایسا آیا کہ ساری عظیم قدریں تباہ ہوگئیں۔ صلاحیتوں کا ضیاع ہوا۔ منظّم اور محکم عمل کی ترتیب نہ بن سکی۔ موقف سے ناآشنائی ہوئی۔ شرپسند عناصر سے تال میل، ہیرپھیر، موامرت اور ضمائر کی خرید وفروخت کو سب سے بڑا کمال سمجھ لیا گیا۔ تربیت وتزکیہ کی طرف سرے سے دھیان نہیں دیا گیا۔ بے منہج بے دلیل ہرمداری مسلک کا قائد ورہنما بن گیا۔ بے دماغ پبلک تماشوں پر فریفتہ ہونے لگی۔ دین فروشوں نے کرتب دکھلانے کا شوق پال لیا، ذاتی یافت ہرمداری اور متعالم کی خواہش اور مقصد بن گیا۔ یہ چند سالوں چند مہینوں کی بات نہیں دونسلوں کی غفلت کا انجام ہے۔

منہج ودلیل سے دوری کا لازمی نتیجہ ہے دین سے دوری تعالم اختیار کرنے کے بعد دینی ضابطہ بندیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ دین اور علم کے آڑ میں سارے نااہلوں اور بدعنوانوں کو دینی ٹیگ لگا کر پبلک کی تالیوں کی گڑگڑاہٹ، نعرہ تحسین اور خوشامد میں جینے میں بڑا لطف آتا ہے۔ انسان کا سب سے بڑا رہنما دین کی رہنمائی کے بعد اس کا قلب منیب ہوتا ہے۔ قلب منیب میں صلاحیت ہوتی ہے انسان کو حق آشنا، اور حق پرست بنانے کے لئے اور منہج حق پر کاربند رکھنے کے لئے سب سے بڑا رہنما۔

## (۳) فتنہ وفساد

تعالم اور متعالم فتنہ پسند اور فساد پرور بھی ہوتے ہیں۔ فساد اور فتنے کی جڑ کیا ہے جہل بدنیتی اور بدعملی اور اس حد تک کہ وبائے عام بن جائے۔ تعالم سے فساد فکر ونظر اور فساد عقیدہ وعمل پیدا ہوتا ہے۔ تعالم کا مارا حریص انسان نہ حق کی پرواکرتا ہے نہ حق شناسی کی۔ تعالم کے پھکڑ پن کے پیچھے ریاکاری جھوٹ دنیاداری حب زر اور حب جاہ ہوتی ہے اور متعالم اپنے اندر خارجیت کے فکری اور طبعی جراثیم رکھتا ہے اس لئے فتنہ وفساد اس کا لازمی نتیجہ ہے خارجی رافضی تحریکی تعالم کا

حال پڑھ لیں اندازہ ہوجائے گا کہ تعالم ایک خطرناک نتیجہ ہوتا ہے فتنہ وفساد کا یہ فتنہ وفساد علم میں جاری ہوتا ہے عمل میں ذہنیت میں سماج میں اور رویے میں ۔تعالم کے نتیجے میں افراد کے عقیدہ وعمل پر مفسدانہ اثرات پڑ سکتے ہیں اور پوری بھیڑ اس سے ضرر رساں ہوسکتی ہے۔

ایک متعالم جب بلا علم فتوی دے تو بہت سارے لوگ گمراہ ہوسکتے ہیں ۔ بلا علم تقریر و وعظ کہے تو بہت سے لوگ گمراہ ہوسکتے ہیں ۔ جب تصنیف کرے تو فساد فکر ونظر پھیلا سکتا ہے۔ اجتماعی سماجی، اقتصادی پروگرام بنائے تو فتنہ وفساد پھیلا سکتا ہے اسباب تعالم میں اس کی بہت ساری شکلیں بیان ہوئیں اوران کی تباہ کاریوں کی جھلک بھی دکھلائی گئی۔

تعالم کا شکار عقیدے کے اہم ترین باب اسماء اللہ وصفاتہ کو الہیات کے لات ومنات کا الحادی خیال بنا کر پیش کرسکتا ہے۔ بلا دریغ قرآن وسنت ان کی تعلیمات اورنصوص کے متعلق جھوٹ بھی بول سکتا ہے ۔قرآن گیتا بائبل اور رامائن سب کو اللہ کا کلام بتلا سکتا ہے ۔ حدیث کا انکار کرسکتا ہے یا اس کے اندر شکوک پھیلا سکتا ہے ۔امت اسلامیہ کے اسلامی اثرات وامتیازات کو زیرو بنا سکتا ہے ۔ خارجیت رافضیت کو خدمت دین ترجمان دین بنا سکتا ہے خارجیوں او ررافضیوں کو وقت کا سب سے بڑا دین کا سپاہی بنا سکتا ہے ۔ کیا اس سے بڑا فساد اور فتنہ کوئی اور ہوسکتا ہے۔

تعالم کی ساری شکلیں یا بروقت مظاہر کا حال گذرا۔ تعالم سے دین بگڑتا ہے ۔ملت ریزہ ریزہ ہوتی ہے۔عقیدہ واعمال پامال ہوتے ہیں تعالم جہل کے سبب ہو یا منہج سے ہٹنے کے سبب تعالم کی طرف فلائٹ ہو، تعالم سے ہر شے بگڑتی ہے ۔تعالم نظریاتی ہوتو دین بگڑتا ہے تعالم خیانتی ہوتو امور مالیات بگڑتے ہیں۔ تعالم ابتداعی ہو پورا دین بگڑتا ہے، تعالم رہبانی ہو تو ساری ضلالتیں دین بن جاتی ہیں ۔ تعالم موامرتی ہو تو نظام اور کنٹرول بگڑ جاتا ہے ، تعالم خارجی ہو تو دہشت گردی پھیلتی ہے جان مال آبرو سب خطرے میں پڑ جاتے ہیں ۔تعالم اگر علمی ہو تو جہل پھیلتا ہے تعالم اگر دعوتی ہو تو گمراہی پھیلتی ہے ۔تعالم اگر تقلیدی ہو تو فرد دین بن جاتا ہے، مدرسہ



دین بن جاتا ہے ۔غرضیکہ تعالم کم ہو یا زیادہ، ایک شکل ہو یا دس شکل ہر حالت میں تعالم فتنہ وفساد ہے ۔تعالم کے لئے اسی واسطے نہ دین میں گنجائش ہے، نہ امور ملت میں، نہ نظم وضبط ،نظریہ خیال اور فکر وعمل میں ۔ جب بھی کہیں کسی جگہ تعالم کو کسی بھی پیمانے پر کسی مقدار میں قبولیت حاصل ہوگی ۔اس کا انجام بگاڑ تباہی ،فتنہ وفساد ہی ہے ۔

قریبا دو دہے سے دیکھا جا رہا ہے خاص طور اہل حدیث حلقے میں ۔تعالم کے کئی مظاہر رونما ہوئے ہیں خاص کر دعوتی تعلیمی اور اقتصادی تعالم، پوری جماعت تباہ ہوکر رہ گئی ۔مظاہر تعالم میں اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

## ۴۔لفظی کھیل/ پروپیگنڈا

تعالم میں لفظی کھیل یا پروپیگنڈہ زیادہ ہوتا ہے ۔ یہ تعالم کی عین ضرورت ہے ۔جہل، بدنیتی اور فتنہ وفساد کو چھپانے کے لئے لفظی کھیل اور پروپیگنڈا کرنے کی شدید ضرورت پڑتی ہے ۔عالمی میڈیا سے لے کر تعالم کے سارے مظاہر کا جائزہ لے لیں ۔ پروپیگنڈہ علم وتحقیق اور سچائی کی جگہ لے چکا ہے ۔ دوسروں کو چھوڑیں صرف تعالم کے ان مظاہر کو لے لیں جن کا انتساب اہل حدیثوں سے کیا جاتا ہے۔

سیکولر ملاؤں کے پاس کیا ہے؟ دعوے ۔ علماء کام نہیں کرتے ۔ علماء حاسد ہیں، علماء لڑتے ہیں، ہندوستان میں عالم ہیں ہی نہیں ۔ علماء صرف دین جانتے ہیں ہم دین دنیا دونوں جانتے ہیں ، میڈیا کے ذریعہ ہماری پہنچ کروڑوں تک ہے ۔سیکولر اور مادی دنیا ہے دکھاوا اور اکٹویٹی ان کی نگاہوں میں کھب جاتی ہے ۔علمیت اور علمی تقاضوں کی ان کے نزدیک کیا اہمیت ۔

سارے سیکولر میڈیائی ملاؤں کا۔ الگ الگ شہروں میں خارجیت کی دکانیں ہیں۔ ان کے پروپیگنڈے ہیں، نائکی تعالم پروپیگنڈہ، دعوت وتعلیم اور علماء کو کمرشیلائزڈ کرنے اور بیچنے کا، نو یہری تعالم کے جلوہ ریز بالی وڈ، ناگپور ٹائپ کے پروپیگنڈے ۔ باخبر لوگوں کی نگاہوں سے

اوجھل تونہیں ہیں۔ ناٹکی میلا لوگوں نے دیکھا ہے۔ اس کی قد آدم تصویریں لگی میلہ گاہ کے چاروں طرف لوگوں کو یاد ہوں گی اپنے ٹائم کا دین کے نام پرسب سے بڑا جھوٹا اور دنیادار۔ لوگوں کورتجھانے اور بے وقوف بنانے کے لئے اس کے پاس سارے سامان۔ سعودیہ کو ٹھگنے والا یہ مبلغ اعظم اب ملائیشیا میں سعودیہ کے خلاف ہندوستانی انگریزی میں تقریریں کرتا پھرتا ہے۔ تھیٹر کا آدمی مبلغ اعظم ناٹک پسندوں کا سب سے بڑا ناٹکی۔ سعودی عرب کے لوگ خوب ہیں۔ یہ انھیں کو پالنا پسند کرتے ہیں جو بعد میں ان کو ڈسیں۔ ۱۹۴۹ء میں تحریکیوں کو پالا انہوں نے اس کا وجود ختم کردینے کے سارے جتن کئے اور اب تک کررہے ہیں۔ ۱۹۵۲ء میں علی میاں اور مولانا زکریا کی سفارش اور گذارش پر تبلیغیوں کو پالا اوران کے شرک صریح اور بدعات کثیرہ کو نظر انداز کیا جب کہ یہ اس کے تحریکیوں سے کم دشمن نہیں ہیں۔ کھلے دشمن ہیں۔ اوراسے گمراہ سمجھنے والے۔ زندگی بھر علی میاں چپکے رہے نقلی چہرے کے ساتھ۔ ان کا اصلی چہرہ سلمان حسینی ندوی میں تلاش کرلیں۔

اس گئے گذرے دور میں ڈگڈگی بجانے والے مداریوں کے پیچھے بھاگنے والوں کی کثرت کے باوجود، یوم الحساب بھی آجاتا ہے۔ جب فساد نفاق اور جھوٹ حد سے بڑھ جائے تو دنیا میں بھی یوم الحساب آہی جاتا ہے ایک بھگوڑا، دوسری مہدی غائب۔ اب بھی کرم خوروں کے قلم تھکے نہیں۔ مہدی غائب کے باہر آنے کی بشارت دیتے ہیں۔ اور دنیا میں شہد دودھ کی نہریں جاری کرنے کی بشارت دیتے ہیں۔ ان کی مہدیہ غائبہ تھانوں میں چھپتی پھر رہی ہے۔

پروپیگنڈے سحر کی مانند ہوتے ہیں نگاہوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ سچائیوں کو چھپادیتے ہیں وہ صرف جھوٹ کو منواتے ہیں تعالمی پروپیگنڈے سب سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ دین کے ذریعہ انھیں مقدس بنادیا جاتا ہے اور لوگ ان پر نادان پتنگوں کی طرح ٹوٹے پڑتے ہیں۔

لفظی کھیل، دعاوی اور دعایات حقائق کو نہیں بدل سکتے ۔ وقتی طور پر سچائیوں اور حقائق پر صرف پردہ ڈال سکتے ہیں۔ ان پر پردہ ڈال بھی دیں مگر انجام بد سے کون بچائے گا۔ نہ ان تعالمی پروپیگنڈوں اور غوغائیت سے کچھ بننے والا ہے۔ یہ صرف خیراتی پیسوں کا کھیل ہے جس دن پیسے



نہ ملے مداریوں کا قصہ ختم۔ بے شک دعوت وتعلیم کے میدان میں بہت بڑا خلا ہے لیکن کیا یہ خلا دعایات غوغائیت مکروفریب سے بھرے گا ایسا کرنے سے خلا گندگی سے بھر جائے گا۔ بات یہ ہے کہ نہ حبیب ہے نہ رقیب (اردو کا عاشق کا رقیب نہیں، عربی کا نقیب) ہے۔ سیکولر فکر کا راج ہے اس لائن پر سب صحیح ہے اور سب آزاد ہیں دین وامت کا استحصال کرنے کے لیے۔ امت میں استحصال کی فرماں روائی ہے۔ ہر طرح کا ہر طرح کے لوگ استحصال کرتے ہیں۔ کسب زر او رشہرت پانے کے لئے اس دور میں دین کو استعمال کرنا سب سے آسان اور نفع بخش کام ہے۔

لفظی کھیل دیکھیں، حکومت الہیہ ، اسلمۃ المعرفہ صحوۃ اسلامیہ تحریکی شعور اساسیت پرستی، اکسٹریم ازم، ٹررازم ثورہ اسلامیہ، وحدۃ اسلامیہ، الحاکمیہ، مقاصد شریعت، اسلامک فائنس...ان الفاظ کے پیچھے سارے رذائل، خیانتیں، قتل اہلاک حرث ونسل مکر، فریب جھوٹ خیانت جائز۔

### ۵۔ علماء پر طعن

تعالم علماء پر طعن وتشنیع کرنے کا بڑا شوقین ہوتا ہے۔ ماضی میں ہر قسم کے تعالم نے سلف صالحین کو مطعون کیا۔ موجودہ دور کے مختلف تعالم نے تمام حق پرست علماء کو اپنے طعن وتشنیع کا زبردست نشانہ بنایا۔

خارجی خارش زدہ سیکولر ملاؤں کا ایک ٹولہ کسی بخش کسی صندوق کسی مرزا کسی مغل کو امام بنائے علماء کے متعلق فیصلے کرتا پھرتا ہے۔ جس طرح چھوٹے بچے گولی کھیلتے اور فیصلے کرتے ہیں اسی طرح یہ بھی بیٹھ کر فیصلے کرتے ہیں I lovehim I love him not کا ہر دم نعرہ لگاتے ہیں۔ چائے پیتے علماء کے بارے میں فیصلے کرتے ہیں۔ علم وثقافت زیرو۔ علوم واصول قواعد ونصوص سے کوئی تعلق نہیں سڑک چھاپ۔ علامہ احسان اخوانی ہیں۔ حکومت کے خلاف بغاوت کرتے تھے۔ استنجا کے یہ ڈھیلے جن کی ذات خود ان کے لئے ننگ ہے جو ان کے جوتے اٹھانے کی اوقات نہیں رکھتے ہیں وہ علامہ احسان کے متعلق ایسا فتوی لگاتے ہیں۔ یعنی وہ اخوانی اوران

کی ساری جھو دونیہ ان کے نزدیک مسترد ہے۔ یہ جاہل بازاری نہ منہج جانیں نہ اصول نہ قواعد دین نہ سیاست نہ حکومت اور جرأت اتنی کہ استنجا خانوں، چائے خانوں اور چندوخانوں میں بیٹھ کر علماء کے علم منہج جھو داور شخصیت کو ناپتے ہیں۔ سچ ہے خارجیت کا شیرہ بھی اگر کسی جاہل سڑک چھاپ کو لگ جائے تو اس کے قلب وذہن میں بھی فسادی کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ سارے سیکولر ملا سیکولر کفر میں جیتے کھاتے ہیں اور سارے کافرانہ سسٹم کو مانتے ہوئے سیکولر نظام کے تحت جیتے ہیں اور منہج کی بات کرتے ہیں اور ان کے نزدیک کوئی سلفی نظر نہیں آتا ہے۔ ان جانوروں کے پاس کون سا ابلیسی پیمانہ ہے جس سے یہ علماء کی منہجیت ناپتے ہیں۔ دراصل خارجیت اسی لئے کفر ہے کہ ایک بازاری جاہل اجڈ گھسیارا بھی مفتی اور قاضی بن جاتا ہے۔ وہ ڈھیٹ خوش فہم ننگا اور جاہل اسی لئے بن جاتا ہے کہ اسے مفتی اور قاضی بننے کے لئے یہ چیزیں اس کے لئے معاون ہوتی ہیں۔ آج مسلک اہل حدیث سے انتساب کے سارے دعوی دار سارے سیکولر مفتی ملا بدبودار خارجی ہیں خواہ کسی شہر میں ہیں وہ غیر مقلد ہیں اہل حدیث نہیں ہیں۔ جن کی دینی علمی حیثیت زیرو ہے وہ علم حاصل کرنے کے بجائے صرف فساد پھیلاتے ہیں۔ ہر خارجی اپنی اوقات سے بڑھ کر ہی بات کرتا ہے۔

حیرت ہوئی کہ ایک سیکولر مشروعاتی ملا بنگلور میں کہتا پھرا علامہ ابن باز سے میرا علم زیادہ ہے انھیں علم دین آتا تھا مجھے علم دین اور سائنس دونوں کی خبر ہے۔ تکفیری خارجی کہتے تھے چھری تیز کرلو سعودی عرب میں داخل ہو کر بن باز اور شاہ فہد کو ذبح کرنا ہے۔ یہ کون سے تکفیری تھے اسامہ بن لادن کے۔ تحریکیوں کے جنم داتا خارجی۔

میری کتاب اسلام اور رواداری چھپی تو ممبئی کا ایک سیکولر ملا انگلش میں اس کا ترجمہ کرنا چاہتا تھا۔ مجھ سے خود اس نے ایسا کہا لیکن بعد میں پتہ چلا وہ ترجمہ کرنے سے اس لئے باز رہا کہ اس میں جہاد کا ذکر نہیں تھا۔ اور اب اسی طرح کے سڑک چھاپ سیکولر ملا جہاد کی ج پر خارجیت کا فتویٰ لگا رہے ہیں جیسے دنیا میں ان کے نزدیک جہاد سے زیادہ خطرناک کوئی شے ہے ہی نہیں۔ یہ گنوار



جاہل اور شقی القلب خارجی اپنے منافقانہ ذہنی وقلبی روگ کو دین کا نام دینے پر مصر ہیں۔ وہی سیکولر ملا جب سے میڈیا سے جڑا ہے سیکولر دین کی تبلیغ کر رہا ہے اور بھگوا حکومت کی چاپلوسی میں نئے ہندوستان کی تعمیر کے تحت سیکولر جدوجہد کر رہا ہے۔

یہ بے خبر ایمان دین سماج نظم وضبط سب پر ہاتھ صاف کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ عدم تقلید کے نام پر سیکولر ملاؤں کے گروپ ملک کے ہر بڑے شہر میں ہیں۔ ان کا مسلک سے کوئی لگاؤ نہیں یہ سب کے سب مختلف مراتب کے خارجی ہیں، انتشار بے دینی اور فساد پھیلاتے ہیں۔ یہ دین وامت کو کھلواڑ بنائے ہوئے ہیں۔ کم سے کم خارجی۔ کامل خارجیت کی تیس علامتوں کے مقابلے میں دس علامت رکھتا ہے جو فساد کے نام پر جہاد کرتا ہے وہ بھی خارجی ہے اور جو جہاد کے لفظ سے نفرت کرتا ہے وہ بھی خارجی ہے اور پاجی بھی ہے۔ یہ بے خبر منہج کی جیم سے بھی بے خبر ہیں اپنی سوچ اور رویے سے منہج کا مذاق اڑاتے ہیں۔ عجیب پاگل پن ہے کہ بے خبر بازاری لونڈے جو سیکولرزم کے کفر کی گود میں پلتے جیتے کھاتے ہیں۔ وہ منہج کا نام لیتے ہیں۔ اپنے لونڈے پن، حماقت ہوس اور جہالت کو علم سمجھتے ہیں۔ آج جو جتنا بڑا جاہل اور اجڈ ہوتا ہے اس کی زبان اسی قدر لمبی ہوتی ہے اور علماء کے متعلق فتوی دینے میں جرأت مند ہوتا ہے۔

ان لونڈوں سر پھروں پاگلوں جاہلوں کو پڑھنے کی توفیق نہیں ملتی ہے۔ ان کی خواہش نفس کے مطابق کوئی گمنام جاہل گالی باز بہلول مل جائے اس کو امام بنا کر دن رات بیٹھ کر تصنیف الناس کرتے ہیں۔ علماء کے علم وعقیدے کے متعلق فیصلے کرتے ہیں۔ یہ بھیڑیا صفت سیکولر خارجی ملا آج کچھ اور کل کچھ۔ یہ صرف فساد کے لئے پیدا ہوئے ہیں ان کا کام علم سیکھنا نہیں ہے علم کو رسوا کرنا ہے۔ یہ جس بگڑی ذہنیت کے ہیں یہ اپنی ذات اور دین وملت سب کے لئے زہر ہیں۔

یہ شیخ ربیع بنتے ہیں مگر صرف بگلوں کی طرح گھات لگائے علماء کو شکار کرتے ہیں۔ شیخ ربیع علم کے اس مرتبے کہ ہیں جرح وقدح کر کے لوگوں کے علم وعقائد کا تجزیہ کریں اور فیصلہ کریں یہ جہلاء جن کو کسی شے کی خبر نہیں یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی دیہاتی کسان ہل جوتنے والا دل کا آپریشن

کرنے آجائے۔

آج یہ بلا وجہ مسلک اہل حدیث سے انتساب کرتے ہیں۔ یہ غیر مقلد ہیں ان کا مسلک سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ صرف مسلک کو بدنام کرتے ہیں۔ یہ بھیڑئیے بکری کی کھال پہن کر اہل حدیث علماء اور عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مسلک کو بدنام کرتے ہیں انھیں ان کے گروؤں کو مسلک اور منہج کی ابجد نہیں آتی۔ یہ کامن سنس سے بھی محروم، یہ عام انسانی کوالٹی سے بھی محروم ہیں۔ بڑے بڑے تو منہج کی باریکیاں اور قواعد تو جانتے نہیں یہ سیکولر ملا بے چارے کیا جانیں منہج یہ سب مجنونانہ حرکتیں کرتے ہیں۔

یہ بات یاد رہے خارجی چھوٹا ہو یا بڑا اور خارجیت کم ہو یا زیادہ دیر سویر اس کا مقدر تباہی اور رسوائی ہے۔ پوری تاریخ یہی کہتی ہے۔ ان کو اپنی قسمت پر رونا چاہیے اور ڈرنا چاہیے کہ کب ان کی ناک کٹے۔ یہی اللہ کا فیصلہ رہا ہے۔ یہ سخن سازی نہیں ہے۔ یہ اپنی ذات میں بہت کھوکھلے ہوتے ہیں اور دین وملت کے لئے انتہائی مضر۔ اس لئے رب پاک ان کو دنیا ہی میں رسوا کر دیتا ہے اور آخرت کی رسوائی الگ ہے۔

خارجی اپنے اعلیٰ وادنی مراتب خارجیت کے اعتبار سے اپنا واحد کام یہ طے کر لیتے ہیں کہ چلتے پھرتے سماج کے ستون علماء اور حکام کو گالی دیں یا بلا وجہ ان کے خلاف خرافات بکیں بغاوت کریں۔ اس کے سوا اعلی ادنی جزئی کلی خارجیت کا کوئی کام ہی نہیں ہے۔ اگر کوئی دوسرا کام ہے بھی تو جزئی۔ انکا مین فوکس اہانت علماء پر ہے۔ یہ ٹوٹلی ہدم اور ڈسٹرکشن کا فورس ہیں۔ بنائی شے کو ڈھانا یہی ان کا مشغلہ ہے اعلیٰ خارجی جب حضرت علی اور صحابہ کرام کو کافر کہہ سکتے ہیں تو پھر ان کے چوزے کیوں پیچھے رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ خوارج نے سارے مسلم حکام عوام علماء انتظامیہ فوج کسی کو نہیں بخشا سب کو حلال الدم اور کافر قرار دیتے ہیں۔ ہندوستان جیسے ملک میں قتل کی مجبوری ہے اس لئے یہاں کے خارجیوں میں علمانیت بھری ہوئی ہے یعنی اس طرح دین سے بھاگو کہ سیکولرزم کو گلے لگالو۔ اس لئے ہندوستان میں لالچی چاپلوس سیکولر ملا ہندوستان کی تعمیر نو کو



اپنی شناخت بناتے ہیں۔ ہندوستانی خارجی ملا دین برحق سے دور بھاگتے ہیں اور اپنی شناخت سیکولر ملائیت کو بناتے ہیں۔

خوارج کا علماء پر طعن کرنا ہر دور میں پیشہ رہا ہے یہ نہ اپنی خو بدل سکتے ہیں نہ اپنی دنیا وآخرت کی فکر کر سکتے ہیں۔ ان کی جہالت، ان کی بدنیتی، ان کی فسادی طبیعت، ان کا اجڈ پن، ان کا زاہدانہ غرور، ان کے دل ودماغ کی کجی کمی ان کو صحیح کام کرنے اور صحیح بات سوچنے کا موقع ہی نہیں دے سکتی۔ ان کی خوش فہمیاں ان کو ہمیشہ جہالت ہی میں رکھیں گی۔ ان کا اپنا ذاتی مرض ہوتا ہے جس کے سبب یہ کیچڑ کو پتھر دھوپ کو سایہ اور آگ کو پانی سمجھتے ہیں۔

## ۶۔شکوک کی اشاعت

تعالم کسی طرح کا ہو شکوک کی اشاعت ضرور ہوتی ہے۔ تعالم خارجی ہو تو اس کے لئے شکوک کی اشاعت اس کے بقا کی بات ہوتی ہے۔ سب کو درکنار کریں جو ہمیں درپیش ہے خارجی تعالم، اس پر بات کریں۔ پورے ہندوستان میں یہ چاہے ان چاہے مسلک وجماعت کی جڑ کھودنے پر لگے ہوئے ہیں۔ قوم تماشوں کی رسیا اسے کسی اصول وضابطے کی خبر نہیں تنظیمی تعالم نے پورے ہندوستان میں اباحیت کا دروازہ کھول دیا ہے۔ سارے کرپٹ اور بدعنوان تنظیم میں بھر گئے ہیں۔ اصول وضابطہ نام کا نہیں۔ اچھے افراد کی قدر نہیں۔ کانٹے بونے کے بعد کانٹے کے سوا کیا مل سکتا ہے۔ کھلا میدان ہے جماعت ومسلک کو لوٹنے کا۔

سارے سیکولر ملا، خارجیت کے جراثیم لئے مسلک وجماعت کے لئے وبال بنے ہوئے ہیں۔ ان کو ہر جگہ بڑھانے والے ہمارے علماء ہی ہیں۔ سب شتر بے مہار ہیں۔ کون کس ضابطے کا پابند ہے۔

یہ سارے سیکولر ملا صرف شیاطین کی طرح وسوسے پھیلا سکتے ہیں۔ مسلک اور مسائل کے متعلق وسوسے وترددات، منہج کے متعلق ترددات، علماء کے متعلق ترددات، اہل حدیث کتب، تاریخ اور رجال کے متعلق ترددات، اجتماعی عمل کے متعلق ترددات یہ ایسی جنگلی مخلوق ہے جس کا

تعلق لگتا ہے موذی جانوروں سے ہے۔ افسوس اس کا ہے کہ تنظیم میں مچی خیانت بدعنوانی اور سازش نے جماعت کوکہیں کا نہ چھوڑا۔ اس وقت جس علمی تعلیمی اخلاقی دعوتی انحطاط اور تباہی سے اہل حدیث گذر رہے ہیں اور جس اجتماعی خلفشار وانتشار سے یہ جوجھ رہے ہیں کوئی بھی دینی جماعت نہیں گذر رہی ہے۔ لیکن شاذ ونادر لوگوں کو ان تباہیوں کا احساس ہے۔

تعالم کی ہر صنف نے مسلک و جماعت کے حق میں ڈاکو پیدا کر دیئے ہیں۔ لوٹ مچی ہے۔ علماء کے متعلق سارے سیکولر ملاؤں نے ایسا ماحول بنادیا ہے کہ پبلک نے ان ناچنے گانے والے جوکروں مداریوں کرتب بازوں، ڈرامے بازوں کو اپنا امام بنالیا ہے حیرت ہے اہل حدیث سیکولر ملا جوکروں مداریوں کا دن بدن دیوانہ ہوتی جارہی ہے۔ اور تبلیغی جماعت کا لشکر پوری تیاری سے ہمیں تباہ کرنے پر لگا ہے ایک طرف تیاری، دوسری طرف تماشا انجام تباہی کے سوا کیا ہوسکتا ہے جب کوئی قوم تماشوں اور شبہات کا شکار ہوجائے اس کے پاس علمی فکری اور عملی توانائی ختم ہوجاتی ہے۔

یہ سارے متعالم سیکولر ملا، بدگمانی پھیلانے، علم وعلماء کی بے وقعتی کرنے اور متفق علیہ مسائل میں اختلاف پھیلانے میں اتنے طاق ہیں کہ رات دن ان کا مشغلہ ہی یہی ہے ایرادات شبہات اختلافات اور تفرقہ پھیلانے کا سب سے بڑا مشغلہ۔ باہر کے کچھ بندر قسم کے جاہل پتہ نہیں قادیانی ہیں یہودی ہیں عیسائی ہیں ان کے ہاتھ میں کھیلتے ہیں اور سوشل میڈیا کا ہاتھ تھامے چلتے ہیں۔ ان متعالمین اور ملاؤں کی دینی علمی سطح مکتب سے اوپر نہیں لیکن بولتے طنطنے سے ہیں جیسے مسیلمہ کذاب کے لشکر سے ان کا تعلق ہے۔

یہ سارے متعالم شکوک کا شکار بھی جلد ہوتے ہیں اور شکوک پھیلاتے بھی ہیں۔ یہ رافضیت کا شکار ہوسکتے ہیں یہ خارجیت کا شکار ہوسکتے ہیں۔ یہ منکرین حدیث کا شکار ہوسکتے ہیں یہ غوغائیت کا شکار ہوسکتے ہیں اور ہوا بھی ایسے ہی کل کے فساد کو جہاد کہنے والے اس پر فدا ہونے والے، اس کے خلاف بولنے والے کو مسترد ٹھہراتے تھے اور آج وہی مکار مفسد اتنے سیکولر بن گئے کہ لفظ جہاد سے بدکنے والے گدھوں کی طرح بھاگتے ہیں۔



یہ سارے باہر کے نقاشی منہج اور نقاشی تحریروں کو وحی بنائے بھونکتے یا کلبلاتے رہتے ہیں۔ ایرادات ترددات خصومات مناقشات اور مجادلات کے یہ رسیا ہیں۔ گمراہ لوگ ہمیشہ اسی طریقے پر چلتے ہیں۔ ان سیکولر ملاؤں کے لئے اتنا کافی تھا کہ پراگندہ فکری شوریدہ سری کو چھوڑ کر مبادیات دین سیکھیں جانیں اور حتی الوسع عمل کریں۔ لیکن اس دینی ذمہ داری کو چھوڑ کر انھوں نے شیطان کا بگار کرنا اپنے اوپر لازم ٹھہرا رکھا ہے یاد رہے جب علوم دین علوم عربیہ قواعد وضوابط سے بے خبر کوئی بھی شخص پیر پھیلائے گا۔ پر پھیلائے گا شر پھیلائے گا فتنہ پھیلائے گا شذوذ ہی تلاش کرے گا مناقشات میں پھنسے گا شکوک کے کانٹوں میں الجھے گا اور الجھائے گا۔

منہج ہی کا یہ فیصلہ ہے کہ تعالم عدم تقلید ہے اور علم وسنت سے دوری ہے۔ سلفیت اہلحدیثیت سے دوری اور علماء سے تبری کا نام ہے۔ منہج ہی یہ فیصلہ کرتا ہے کہ علماء اثبات پر اعتماد اور احترام واجب ہے۔ منہج ہی کا فیصلہ ہے کہ سارے سیکولر ملا جو ملائیت کرتے ہیں برادر وسسٹر کے نام پر، دعوت کے نام پر حرام ہے۔ منہج ہی کا فیصلہ ہے کہ ایسے لوگ خارجی ہیں جزئی ہوں یا کلی منہج ہی فیصلہ کرتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے صرف مبادیات سیکھنا اور عمل کرنا واجب ہے۔ منہج ہی فیصلہ کرتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے مفتی قاضی بننا حرام ہے۔ منہج ہی فیصلہ کرتا ہے کہ ایسے لوگوں کا کسی نجش صندوق مرزا مغل جیسے شذاذ فتنہ پروروں کے چکر میں پڑنا اور فتنے درآمد کرنا حرام ہے۔ منہج ہی فیصلہ کرتا ہے کہ ان کا مناقشات مجادلات، مخاصمات، اختلافات اور تضادات کے پیچھے پڑنا حرام ہے۔ یہ جاہل خود گمراہ ہیں دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں اور اپنی عمر اور انرجی برباد کرتے ہیں۔ یہ اپنے خبط سنک جنون پاگل پن اور اوپر گنائے گئے سارے محرمات کا ارتکاب کرکے جہنمی کتوں کی فہرست میں اپنا نام لکھواتے ہیں۔ یہ کتاب وسنت کی تعبدی اخلاقی ادبی تربیتی تزکیائی تعلیمات کو چھوڑ کر ربیعی مناقشات کو وحی بنائے ہوئے ہیں۔ جتنے باہر کے کم عقل پھکڑ شذوذ پسند چھوٹ بھیئے ہیں وہی ان سیکولر ملاؤں کے امام ہیں۔

ان کے اوپر فساد کا نشہ سوار ہے اور مشکل یہ ہے کہ یہ خوش فہمی کی گنبد اور حمقاء کی جنت کے

باشندے ہیں اس لئے شعور احساس فراست فہم ان سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ بلا استحقاق وصلاحیت اور بلاضرورت ناروا طور پر دین کے ساتھ کھیل کرتے ہیں اس لئے بطور عذاب ان کی عقل ماری جاتی ہے۔ مناقشات افکار نظریات کا حل علماء کے پاس ہے یہ پھکڑ ان کی نزاکتوں گہرائیوں اور اچھے برے موثرات کو کیا جانیں۔

ان کی ساری سرگرمی مشکوک ہے اور شبہات کے دائرے میں۔ چونکہ لازمی طور پر یہ اپنی زندگی کا ڈھرا ایسا بنا لیتے ہیں جس میں شبہات کے کانٹے ہوتے ہیں اس لئے تعالم یا خارجیت کی راہ اپنا کر یہ حقائق سے دور ہی رہ سکتے ہیں یہ کتنا سر پٹخیں، کتنا دین کی اہمیت دینی محبت کا اظہار کریں جہل کی راہ پر چل کر یہ درست نہیں رہ سکتے۔ یہ عموماً دین سے جاہل ہوتے ہیں اور اپنی ساکھ برقرار رکھنے کے لئے مذلوجی حرکتیں کرتے رہیں گے۔ ان کا انجام یہی ہوگا کہ گمراہی کی راہ پر چل کر کلیتاً گمراہ بن جائیں گے۔

یہ اس ناحیے سے بھی شکوک پھیلاتے ہیں کہ اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان موازنہ کرنے کا شوق پالتے ہیں اول تو حق و باطل کے درمیان موازنہ ہی غلط ہے۔ جو براہ راست دین کو نہیں جانتے وہ موازنہ کیوں کریں؟ اسلام کے اصول ومناہج کا یہ نہ حصہ ہے۔ نہ اسے کبھی پسند کیا گیا۔ باطل کی تردید ہوتی ہے موازنہ نہیں۔ دین کے پکے دشمن مستشرقین کا یہ شگوفہ ہے۔ اس ناحیے سے یہ شکوک پھلاتے ہیں کہ اسلام اور مذاہب باطلہ کو ایک صف میں کھڑا کرتے ہیں۔ بائبل گیتا اور رامائن کی چند عبارتیں یاد کر لیتے ہیں ہر ایک کا انگلش ورژن موجود ہے۔ اور پبلک میں گاتے بجاتے ہیں پبلک ایسے مدہوش ہوتی ہے جیسے کسی بڑے ماہر مذاہب کی بات سن رہی ہے۔ تالیاں بج جاتی ہیں فن کار مکار ان کے لئے سارے ادیان کی اتھارٹی بن جاتا ہے اور پھولے نہیں سماتا ادھر مصیبت یہ ہے کہ سارے مذاہب ایک سے بن جاتے ہیں۔ ایسا مشاہدے میں ہے یہ مہاشے اور پادری بننے والے تالیاں بجنے پر خوشی سے جھومتے ہیں ادھر پیغام یہ جاتا ہے کہ مذہب تو سبھی برابر ہیں۔ ہرے راما کرشنا والوں بہائیوں اور قادیانیوں کا یہی پرچار



ہے۔ یہی سیکولر ملا کرتا ہے اور جانتا نہیں۔ عقل کے یہ اندھے اور جذبات کے گھوڑے توحید شرک، سنت بدعت، امانت خیانت، شرافت رذالت سب برابر کئے دے رہے ہیں۔ اسی طرح کا ایک سیکولر نمونہ عبداللہ طارق، طارق مرتضیٰ... اور نائکی گھوڑے ہیں۔ یہ حالات وظروف کے مطابق چلنے والے دین کو سیکولر دیش میں سیکولر بنانے پر لگے ہیں۔ سارے تحریکی، وحید الدین خان، سارے قومیت پرست، سارے استشراقی اعلام دین کو سیکولر مان چکے ہیں۔ یہ بے علم و بے لگام دین کی شبیہ بگاڑنے میں لگے ہیں۔

سارے متعالم چاہے خارجی ہوں، چاہے تحریکی، چاہے تنظیمی....ان کی غیر اخلاقی، غیر شرعی حرکتوں کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ براہ راست دین کی فعالیت اور حقانیت پر زد پڑتی ہے ایک بھلا اور شریف عام انسان دین اور علماء کے سلسلے میں بدگمانیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ یا اس کے دل کا جذبہ سرد پڑ جاتا ہے۔

اس وقت سارے عالم میں یہ چلن بنتا جا رہا ہے کہ لوگ سیکولر ماحول میں دین کو سیکولر بنائے جا رہے ہیں۔ قلوب واذہان کے لئے سیکولر دین، سیکولر ملا، سیکولر دعوت، سیکولر تعلیم، سیکولر تنظیم، ایسے لوگ سیکولر سرگرمی، پروپیگنڈہ، اجتماع بینر جھنڈے نعرے پسند کرتے ہیں۔ اسی لئے سارے سیکولر ملا کا بھاؤ جلد بڑھ جاتا ہے۔

بلاد غرب۔ یورپ امریکہ اوشیانا اور بلاد شرق جہاں اسلام نیا پہنچا ہے میں دین کا سارا سٹ اپ سیکولر ہے اور سارے متعالمین بھرے ہیں یا پھر تحزب پرستوں اور سیکولروں کا تال میل ہے۔ بہت سے افراد میں بے انتہا خیر ہے۔ لیکن نظم سارا کا سارا سیکولر ہے۔ برادر وسٹر والا۔ اس کا نتیجہ ہے کہ علوم دین میں گہرائی اور گیرائی کا سوال نہیں ہے۔ محدود پیمانے پر سیکولر خیال سیکولر نظام دین کے لئے جتنی گنجائش رکھتا ہے بس اسی قدر دین پسندوں کا تعلق دین سے ہے۔ بھاگتی دوڑتی مادی زندگی میں سیکولر دین میں بڑا چارم ہوتا ہے خاص کر بلاد غرب میں پسند کا مختصر دین، انجوائے کرنے کا سامان اور اسباب بھی۔

سیکولر ملائیت وقت کا سب سے بڑا پروڈکشن ہے۔ وقت کا ڈمانڈ اور طلب بھی۔ کون مولوی کی باتیں اور دینی تفصیلات سنے۔ مختصر دین، تفریح بھی اور تماشے بھی اور جنت کی خوش خبری بھی۔ سب صحیح کسی سے کسی حق و باطل کا ٹکراؤ بھی نہیں۔

سیکولر ملاؤں کی وہ قسم جو مناقشاتی اور خارجی قسم کی ہے وہ سراسر پاجیوں بد دماغوں اور ذہنی مریض قسم کی ہے وہ آخر میں یا ملحد بن کر مریں گے، یا منکر حدیث بن جائیں گے یا پکے خارجی بن کر تکفیر کی راہ پر چلیں گے۔ یہی ان کا انجام ہے۔ یہ بھوش وانی نہیں ہے بلکہ ماضی میں ایسی ذہنیت رکھنے والوں کے انجام کو سامنے رکھ کر ایک تجزیاتی مطالعہ ہے۔ ان میں سے اگر کسی کو توبہ کی توفیق مل جائے تو الگ بات ہے۔

دینی حالات کا تفصیلی مطالعہ و جائزہ ضروری ہے جن کو حالات کی خبر نہیں ہے وہ نعروں اور مظاہر پہ جیتے ہیں۔ سعودی عرب کو سارے مسلمان گالی دینے پر تلے رہتے ہیں۔ انھیں کیا معلوم کہ اس وقت بھی سعودیہ سے زیادہ صحیح اور گہرا دینی علم نہ کہیں ہے نہ اس کے حصول کے لئے کہیں اتنا اہتمام ہے نہ کہیں اتنا زیادہ دین پر عمل پیرائی ہے۔ مادہ پرست، سیاست باز، نعروں کے فدا کار، اکاذیب کے رسیا مادی نفع وضرر سے اوپر اٹھ نہیں سکتے۔ اللہ کے حقوق سب سے مقدم ہیں۔ مکھی پر کے برابر شرک گوارا نہیں۔ ایک مؤحد جان مال تج دینے کے لئے تیار ہو سکتا ہے لیکن مکھی کے پر کے برابر شرک کرنا گوارا نہیں کرے گا۔ مشرک مسلمانوں کی اکثریت ہے وہی سعودیہ کے خلاف چلاتے ہیں جو حقوق اللہ کا سب سے بڑا محافظ ہے۔ یہی تحریکی کل حکومت الٰہیہ کی بات کرتے تھے آج مسلمانوں میں سب سے بڑے سیکولر ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ یہی سیکولر کفر کے سب سے بڑے دیوانے ہیں۔

سارے سیکولر ملاؤں کا دینی سفر عجیب عجیب پیچیدہ گلیوں سے ہوتا ہے۔ استشراق، خارجیت، سیکولرزم، قومیت پرستی۔ اور دین کو ان رنگوں میں رنگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان سارے سیکولر متعالم ملاؤں تحریکیوں کا سیکولر اوتار سب سے خطرناک ہے یہ سیکولر بن کر امتیاز حق



وباطل کو ختم کر چکے ہیں۔ خاص کر حدیث کو اپنی راہ کا روڑا گردانتے تھے اور گردانیں گے۔ سارے دیگر سیکولر ملاؤں کا انجام یہ ہے کہ عموماً انکے ڈانڈے تحریکیت سے مل جائیں گے۔ سیکولر ملا کا اجتہاد حالات کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔ مادہ پرستی ان کے اجتہاد کو مجبور کرے گی کہ اباحیت پسندی اختیار کرلو اور اعلان کردو سب صحیح ہے سب صحیح ہیں۔ یہ سیکولر ملا اتنے عجیب ہیں کہ کسی سے تشابہ کی شکل نکالیں گے اور اس کے خلاف گمراہی کا فتوی شائع کردیں گے اور خود سیکولرزم کے کفر کو ہر کام میں گلے لگائے رہیں گے مگر ان کے لئے کوئی فرق نہیں پڑے گا ہونا تو یہ چاہیے کہ سیکولر ملا بن کر خود پر کفر کا فتوی لگالیں۔ بڑا شوق ہے ان کو فتوی لگانے کا، اپنے اصول کے مطابق سیکولر اداروں میں پڑھیں اور پڑھائیں تو خود کو کافر کہیں۔ منکر حدیث کے ہاں کام کریں تو خود کو منکر حدیث کہلائیں۔

تعالم کی ہر شاخ، ہر صنف، ہر رجحان خطرناک۔ ان کے رویے، ان کے بیانئے، ان کی سرگرمیاں، ان کی دعوت، ان کے بے اساس جاہلانہ رجحانات سب کا نتیجہ یہ ہے کہ دین علماء رجال تاریخ علم افتاء دعوت سب کو مشکوک بنادیں۔ سوالیہ نشان کھڑا کردیں، خط تنسیخ پھیر دیں، اباحیت عام کردیں شذوذ پھیلادیں، مخاصمات کا دروازہ کھول دیں۔ تعالم دراصل علم اور جہل کی لڑائی ہے۔ تعالم کا جہل ہر سو پھیلایا جارہا ہے۔ علم کے نام پر دعوت و افتاء کے نام پر جہل کا بازار گرم ہے۔ سارے عالم میں تعالم سرگرم ہے۔ جن حالات وظروف میں رسول پاک نے علم کے سمٹنے اور جہل کے پھیلنے کی خبر دی ہے لگتا ہے یہی سیکولر حالات وظروف ہیں۔ جہل و جہلاء پھیل رہے ہیں تاریکیاں بڑھ رہی ہیں۔ علم وعلماء سمٹ رہے ہیں لالچی فسادی خائن بے ضمیر جامد علماء بھی سیکولر متعالم ملاؤں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔

علماء حق وعلماء اثبات کے لئے یہ ضروری ہے علم دین کا حتی الامکان چرچا کرتے رہیں حق پھیلاتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سرخروئی کی آس لگائے رہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں حق پر قائم ودائم رکھے۔ آمین

## ۷۔شذوذ پسندی:

انسان جب تعالم کی راہ پر ہوگا،علوم وفنون کا گہرا علم نہ ہوگا۔محاکم بن جائے گا۔ ہر شے میں فیصلہ دینے لگے تو شذوذ اس کا دھندہ ہوگا۔ یہ یادر ہے تعالم دراصل خارجیت کی اساس ہے اورآج کے دور کی خارجیت سب سے زیادہ سیکولرزم کی راہ اختیار کرتی ہے۔اس لئے کہ خارجیت کے اندراباحیت ہے اسلامی اجتماعیت ، اسلامی سیاست ،علم وعلماء کی قدرشناسی کی گنجائش نہیں ہوتی۔اس لئے بغیر ماردھاڑ کے اسے سیکولرزم میں وہ سب آسانی سے حاصل ہوجاتا ہے،جس کی اسے آرزوطلب اورخواہش ہوتی ہے۔اورجس کے لئے خارجیت پیدا ہوتی ہے۔

تعالم سے جو سوچ بنتی ہے اس سے شذوذ پسندی لازمی طور پر آتی ہے۔ ایک عام آدمی غور کرے ایک شخص جس کے پاس علم دین نہیں ہے، علماء کا مخالف ہے بلکہ انھیں دشمن جانتا ہے اسے نہ منہج اوراصولی قواعد کی خبر ہے۔ وہ کرنٹ سماجی سیاسی اوراقتصادی دباؤ کے تحت رہتا ہے اسے اسلام کے تعلیمی تربیتی،اقتصادی سیاسی اورمعاشرتی امور سے مطلب نہیں ہے۔ وہ حالات کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کی ہرشے میں کوشش کرتا ہے۔ اندازہ لگایئے وہ راہ شذوذ نہ اختیار کرے گا تو کیا کرے گا۔

تحریکی متعالمین کی مثال لے لیں تفسیر میں ان کی راہ خودرائی کی۔توحید میں ملوکیت کی، سماجی امور میں خارجیت کی۔علم میں تعقل ورافضیت کی ،تربیت میں پروپیگنڈہ ،تنظیم خلافت راشدہ کے درجے میں،حدیث کا انکارتاویل یا من مانی یا فقاہت کے ہیرے کی جوت اس کے قبول کرنے میں شرط اورسارے علوم حدیث ناقابل التفات،صحابہ رافضیت اور خارجیت کے حوالہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ تاریخ اسلام غیر معتبر، وحدت مادہ پرستی کی دعوت موامرت کے درجے میں اوراب سیکولرزم ان کا رہبرورہنما۔

بتایا جائے کیا تاریخ اسلام میں اس سے بڑی شذوذ پسندی کا ثبوت مل سکتا ہے اگر انکے



ساتھ اسراری شذوذ ،شاذی شذوذ ، وحیدخانی شذوذ کو جوڑ لیا جائے تو اسلام کے نام پر بچے گا کیا بلکہ اسلام دنیا کا سب سے پریشان کن اور لنگڑا لولا دین بن جائے گا۔ جہل کی دنیا میں تعالم کے اکاذیب نے پھر بھی انھیں اسلام کا چمپین بنادیا ہے۔ واہ رے سیکولرزم کی بلہاری۔ سارے بھنگ دھتورے بازار وقت میں قیمتی ہیں نشہ کی دنیا ہے ایسے نشئے لوگوں کو پسند ہیں۔

یہ غیر مقلد جو اہل حدیث کے نام سے مسلک سے چپک گئے ہیں جن کا بیک گراونڈ سیکولر تعلیم یا تحریکیت ہے یہ سب سے خطرناک سیکولر ملا ہیں۔ یہ محض دلی وذہنی بیمار لوگ ہیں تیسرے درجے کے فہم کے لوگ،کم علم دینی مکتب کی سطح کا علم تفرد کے متلاشی،تاریک ذہن۔تاریک دل علماء کے مناقشات کے رسیا یا پھکڑ غیر مستند،تاریکی میں بیٹھ کر ذہنی مریضوں کی ڈوریاں پکڑے ہوئے فتنہ، میاں صاحب کے ٹائپ کے لوگوں کے دیوانے۔ ان کی حرکات سکنات بولی بانی چہرے مہرے سے لگتا ہے یہ ایسے مساکین ہیں جو نفسیاتی مریض ہیں فرسٹیڈ ہیں، یا ان کے خانگی بحران ہیں، دنیا سے بےزار لوگوں سے بیزار،خود سے بےزار، ایسے سارے کنگاروؤں کی طرح اکٹھا ہوگئے ہیں اور حیران پریشان چاروں طرف دیکھتے اور کنگاروکورٹ لگا کر علماء کے دین وایمان کا فیصلہ کرتے ہیں۔کنگاروکورٹ بہت مشہور ہے کنگاروجب کوئی خطرہ محسوس کرتے ہیں چاہے وہمی ہی ہو تو سب بھاگ کر اکٹھا ہوجاتے ہیں اور پچھلی دونوں ٹانگوں پر کھڑا ہوکر ادھرادھر دیکھتے ہیں۔خطرہ اصلا ہو یا نہ ہو ان کی طبیعت میں وحشت داخل ہے۔یہی حال ان متعالم خارجیت پسند غیر مقلد دیوانوں کا ہے۔

یہ غیر مقلد۔ اہل حدیث نہیں۔ سیکولر ملا کنگاروؤں کی وحشی ڈار ہے۔ نہ علم سے لینا دینا، نہ اصول علم سے اور سارے منہجی اصول وقواعد کے دشمن۔ اور سماج کے سارے نظریات کے ساتھ حتی کہ منکرین حدیث کے بھی ساتھ۔ اور سیکولر لائف یعنی کفر کی گود میں۔ شذوذ ہی شذوذ جہل ہی جہل، پھر بھی تقوی کا ہیضہ،غرور زہد،غرور علم، غرور ایمان اور بلاوجہ کنگاروؤں کی طرح وحشت کہ جیسے علماء ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے پر تلے ہوئے۔ ایسے احمقوں کو کوئی کیا کہے یہ خود اپنے دشمن

ہیں، ان کو بگاڑنے کی کسی دوسرے کو ضرورت ہی نہیں بلکہ یہ مکمل فتنہ ہیں انہوں نے جیتے جی خوش فہمی میں مبتلا رہنے اور جنتی ہونے کا راستہ یہ نکالا ہے کہ ربیعی اور سروری مناقشات کو وصایا عشرہ کا درجہ دے کر خدائی فوج دار بن کر علماء کی تلاشی لیں اور اپنی حماقت کو اجتہاد کا درجہ دے کر لوگوں کے متعلق فیصلہ سناتے رہیں ابھی جنت وجہنم میں داخل کرنے کے مرحلے پر نہیں پہنچے ہیں ایک دن یہ بھی کر لیں گے۔ اگر شیخ ربیع کو معلوم ہو جائے کہ دنیا میں سیکولر ملا ان کو عملا نبی بنائے اور ان کے مناقشات کو وحی کا درجہ دیئے اپنی ملائیت کا کاروبار کرتے ہیں تو ان پر ہزار بار لعنت بھیجیں گے۔

آج کے رنگارنگ متعالمین کا راستہ شذوذ کا ہے اور کئی طرح ہے۔ (۱) علم نہیں عالم مفتی اور داعی بنتے ہیں اور حق کی پامالی کرتے ہیں (۲) منہج کے سب سے بڑے دشمن، منہج کے مطابق یہ جزئی خارجی، تکفیری خارجی، سیکولر خارجی ہیں مگر منہج کے ٹھیکیدار بنتے ہیں۔ (۳) جہل کو علم بنائے ہوئے ہیں (۴) علماء سے دشمنی رکھتے ہیں (۵) سماج سے بغاوت (۶) غرور زہد (۷) پھکڑ پن (۸) سر پھرا پن (۹) حق پسندی کا غرور (۱۰) خود پرستی (۱۱) انتہا پسندی (۱۲) جز پرستی (۱۳) ارتیاب وشکوک کی اشاعت (۱۴) اباحیت پسندی۔

اندازہ لگایئے ان تباہ کن عملی وفکری زلات اور ضلالتوں کے ہوتے یہ سوائے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے اور کیا کر سکتے ہیں۔ ان کی شذوذ پسندی سب سے پہلے ان کی عاقبت خراب کرتی ہے اور جہاں تک لوگ ان کی شذوذ پسندی کو اختیار کرتے ہیں تباہی اور گمراہی کو اپنا مقدر بناتے ہیں۔

شذوذ پسند کی نفسیات خوش فہمی اور اکڑ کی ہوتی ہے۔ اس کے مریض دل ودماغ میں یہ چیز بیٹھ جاتی ہے کہ اس سے اچھا کوئی نہیں۔ اس سے قابل کوئی نہیں، اس سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ شیطان متعالم شاذ پسند کو اتنا پھلادتا ہے کہ وہ خلا میں اڑنے لگتا ہے حقیقت کی زمین اس کے پاؤں کے نیچے نہیں رہ جاتی ہے۔ وہ خلائی مخلوق بن کر رہ جاتا ہے۔ وہ اپنی ذات میں تنہا ہو جاتا ہے سوچنے سمجھنے سننے اور راہ راست پر آنے کی اس کی صلاحیت سلب ہو جاتی ہے۔ وہ مناقشات کو اپنی



ترجیح بنا کر اصرار علی الباطل پر ٹک جاتا ہے۔

اس کا علاج اگر ہو سکتا ہے تو بس اس طرح کہ مناقشات چھوڑے، مبادیات سیکھے۔ علماء سے پوچھے۔ پھکڑوں کا دامن چھوڑے۔ جن کا دائرہ خارجیت محدود ہے اور جو سیکولر ملائیت خارجیت کو پیشہ بنائے ہوئے ہیں یہ سب سے زیادہ قابل رحم، کم عقل اور جاہل ہیں۔ ان کے پاس کسی شے کی تمیز اور پہچان ہے ہی نہیں۔ یہ نرے احمق اور نفسیاتی مریض ہیں اگر انہوں نے توبہ نہ کی تو ملحد مریں گے یا بد دین اباحیت پرست بن کر دنیا سے رخصت ہوں گے۔ مناقشات میں کون سا چارم رکھا ہے جب ان کی معمولی سی کشش ختم ہوگی تو مناقشاتی سیکولر ملاؤں کے اندر اتنا شدید بحران پیدا ہوگا کہ یہ الحاد یا اباحیت کی طرف بھاگیں گے ابھی ان کو ہوش نہیں آرہا ہے۔ جب سارے علماء کو گمراہ بتلا لیں گے تب ان کی ضلالت کاملہ کا دوسرا دور شروع ہوگا مگر اس وقت یہ شدید ذہنی انتشار اور فکری وعملی بحران کا شکار ہوں گے اور الحاد یا اباحیت کی طرف بھاگیں گے۔ ان کو چاہیے کہ اپنے انجام سے ڈریں اور جہالت وشیخی چھوڑ کر صحیح دین سیکھیں اور اس پر عمل کریں۔

## ۸۔ فکر وفہم سیرت وکردار میں ہلکا پن

انسان جب تعالم کا شکار رہتا ہے یا عالم بن کر تعالم کا شکار ہو جاتا ہے تو وہ تھوتھا ہو جاتا ہے اس کی حیثیت گر جاتی ہے تھوتھے بجتے زیادہ ہیں ہوتے کم ہیں۔ صحیح علم انسان کے اندر گہرائی اور احساس ذمہ داری پیدا کرتا ہے آدمی کو وزن دار بناتا ہے۔ صحیح اور پختہ علم انسان کو باشعور حقیقت شناس اور حقیقت پسند بنا دیتا ہے۔ سیکولرزم کے فتن کے دور میں لوگوں کی توجہات علم منہج دین اور امانت داری کی طرف نہیں ہوتی۔ نہ دینی فہم وفراست سے کوئی خاص مطلب رہتا ہے۔ ایسے ماحول میں لوگ حالات کے قیدی رہتے ہیں۔ جن چیزوں کی ضرورت یا طلب ہوتی ہے یا جو چیزیں انسان کی ترجیحات میں داخل ہو جاتی ہے وہ سرپٹ انھیں کی طرف بھاگتا ہے۔ اس وقت دولت شہرت اور منصب انسانی ترجیحات میں داخل ہیں۔ جائز ناجائز ان کے حصول کے جو

طریقے ہو سکتے ہیں انسان بے دریغ انھیں اپناتا ہے۔ یہ شعور آتے ہی دیوانوں کی طرح ان کے حصول کے لئے سرگرداں ہو جاتا ہے۔ بھلا کوئی بتلائے کیا انسان ترجیحات چھوڑ کر فضائل ومکرمات کی طرف بھاگے گا۔ علم صحیح علم عمیق، منہج اور کردار لوگوں کے لئے کیسے پرکشش بن سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ان سے ترجیحات کا حصول ناممکن ہے۔

غور کا مقام ہے کیا تعالم ایسے حالات میں پھیلے گا؟ نہیں تعالم ایسے ماحول میں اکتساب زر، اکتساب شہرت اور اکتساب منصب کا ذریعہ ہے۔ ایک صفی الرحمٰن ایک رئیس ندوی ذاکر نائک نہیں بن سکتے۔ اس لئے کہ ذاکر نائک بننے کے لئے مکر فریب جھوٹ شیخی بازی ڈھیٹ بننے کی ضرورت ہے۔ دین کو سوداگری، اور تجارت بنانے کی ضرورت ہے۔ خیرات کو مال غنیمت اور باپ کا مال سمجھنے کی ضرورت ہے۔ بے وقوف مولویوں کا آقا بننے کی ضرورت ہے۔ اجڈ اور تھیتھر بننے کی ضرورت ہے۔

یہ ایک مثال ہے ایسی مثال بے شمار ہے۔ ایسے لوگ کر وفر دھونس دھاندلی اور مداری پن سے لوگوں پر مسلط ہو جاتے ہیں سیکولر لوگوں کے لئے سیکولر ملا اور ان کے تماشے زیادہ پرکشش ہوتے ہیں سب لوگ سیکولر ملک میں سیکولر ذہن کے بن چکے ہیں۔

تعالم سے فکر وفہم ختم ہو جاتا ہے سیرت وکردار میں ہلکا پن آجاتا ہے۔ تعالم مقاصد دنیوی حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے تعالم کو انسان یا حماقت کے سبب پسند کرتا ہے یا شیخ چلی ٹائپ کا انسان متعالم بنتا ہے یا پھر دولت شہرت اور منصب کے لئے۔ ظاہر ہے ان تینوں شکلوں میں نہ فکر وفہم کی ضرورت ہے نہ سیرت وکردار کی۔ پہلی دو صورتوں میں انسان مغلوب العقل ہوتا ہے تیسری صورت میں وہ بدنیت اور مکار ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا فکر وفہم اور سیرت وکردار سے تعلق معمولی سا رہ جاتا ہے۔

تعالم بنفسہ انسان کے ساتھ وابستہ ہے یا متعالم بن گیا ہے دونوں کے ساتھ یہ مصیبت چپکی رہتی ہے کہ خود کو وہ کہیں جو نہیں ہیں اور وہ کرنا چاہیں یا کریں جس کے وہ اہل نہیں۔ ان کی طبعی نااہلی یا مسلط کردہ نااہلی ان کو فکر وفہم سے محروم کر دیتی ہے ان کی شخصیت کو ہلکا کر دیتی ہے۔



یہ دعوی کرنے کی چیز نہیں ہے۔ یہ مشاہدے کی چیز ہے کہ سارے کے سارے متعالم ہلکے دل ودماغ کے بے وزن لوگ ہوتے ہیں۔ انسان کے پاس فکر وفہم اور سیرت وکردار کی اساس ہی نہ ہو پھر ان سے کیسے کسی فکر وفہم اور مضبوط سیرت وکردار امید کی جاسکتی ہے۔

المیہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو علماء اعتبار بخشیں۔ اور ان کو اہمیت دیں، عوام اور کم فہم لوگ یا شکم پروران کو اہمیت دیں۔ جب علماء ان کو اہمیت دینے لگیں تو بہت بڑا دینی نقصان ہو جاتا ہے۔ میں جب ڈرامے باز، دنیادار اور ٹھگ ذاکر نائک کو یاد کرتا ہوں اور اپنے مولویوں کو اس کے پیچھے بھاگنے کو یاد کرتا ہوں تو غم وحسرت میں ڈوب جاتا ہوں اس نے مسلک کو اتنا نقصان پہنچایا ہے کہ اب تک پاگل اور دیوانہ اہل حدیث اس ٹھگ کے سحر سے باہر نہیں آسکے ہیں۔ بکاؤ مولوی ہمیشہ یہی رویہ اختیار کرتے ہیں۔

## ۹۔ اجتماعی سوچ اور عمل کا فقدان

اسلام میں اجتماعیت کی بڑی اہمیت ہے۔ اسی اہمیت کے سبب اسلامی تعلیمات میں اجتماعیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو ہر کام میں اجتماعیت کی تعلیم ہے۔ اجتماعیت اور وحدت ہی میں اسلام کی طاقت کا راز چھپا ہے۔

اقلیت کی حیثیت سے بھی ہم اسلام کی تعلیم وحدت واجتماعیت کو اپنی زندگی میں لاگو کر سکتے ہیں۔ عقیدے کی مضبوط وحدت، عبادات کی مضبوط وحدت، آداب وحقوق میں وحدت اور اجتماعیت کی جھلک، معاملات میں اس کا جلوہ ہر سو پھیلا ہوا، عملی زندگی میں، دین کی تنفیذ میں اجتماعیت۔ مسلمانوں کی دعوتی، تجارتی، تعلیمی، سیاسی سرگرمیوں میں وحدت کی تعلیمات، فیصلوں میں رائے مشورے میں اجتماعیت کا تصور مآل وانجام ایک۔ انفرادی زندگی میں کام کی انجام دہی میں مشورے کی اہمیت۔

مسلمانوں کو ہدایت کہ ہر کام کی انجام دہی اصحاب مشورت اصحاب حل وعقد کے ذریعہ

انجام دو۔ مسلم معاشرے گھر اور فرد کے کاموں، منصوبوں، فیصلوں اور منصبوں کا یہی شورائی اہلیت گروپ ذمہ دار ہے۔ دین میں انھیں کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَا تَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا (النساء:۸۳)

اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی چیز پہنچتی ہے۔ تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس کو رسول اور اپنے درمیان کے اولی الامر کے پاس پہنچا دیتے تو ان میں سے وہ لوگ حقیقت امر جان لیتے جو اس کی تہ تک پہنچ سکتے ہیں اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو کچھ لوگوں کو چھوڑ کر تم سب شیطان کی راہ پر چل پڑتے۔

آیت میں کئی باتوں کا تذکرہ ہے۔ (۱) زندگی میں اچھے برے حادثات وواقعات رونما ہوتے رہتے ہیں (۲) ان کو نااہل ونا سمجھ بگاڑیں نہیں نہ اپنے تئیں فیصلہ کریں (۳) ان کا حل رسول پاک کے بعد اولی الامر کے پاس تلاش کریں۔ (۴) اولی الامر میں سمجھ دار لوگ جو امور کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں وہ ان کا حل تلاش کریں تہ تک پہنچنے والا گروہ علماء کا ہے۔ (۵) بات اولی الامر تک جائے گی۔ عوام کو فیصلہ کرنے کا حق نہیں ۔ وہی خود تہ تک پہنچیں یا سماج کے سمجھ دار با بصیرت لوگوں سے ان کے مالہ ماعلیہ کی تفصیل لیں۔

مرجعیت اولوالامر کو حاصل ہے اولوالامر ایک تو وہ ہیں جن کو حکمرانی کا منصب ملا ہے خواہ لوکل سطح کے ہوں، یا اونچی سطح کے ہوں۔ ان میں بطور خاص آتے ہیں۔ لیکن اولوالامر یا اصحاب شوریٰ یا اہل حل وعقد کے لئے شرائط کیا ہیں۔ اہم شرائط یہ ہیں۔

(۱) علم (۲) اخلاص (۳) تقوی (۴) فہم وتدبر (۵) امانت داری (۶) امت کے لئے خیر خواہی۔ یہ استعداد مسلم سماج میں کسی کے اندر ہو انھیں اقلیت میں بھی یہ تقدم حاصل ہے مسلمان



اپنے مسائل ان کے ذریعہ حل کریں۔

اسلام میں کسی بھی مسئلے مشکل حادثات اور واقعات کا حل نکالنے کا یہی منہج ہے۔ اگر اس کا فالواپ نہ کیا جائے تو پھر شیطان کا رستہ ہے اور اللہ کا غضب ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل:۴۳۔ الانبیاء:۷)

اللہ تعالیٰ نے معتبر علماء کو شرعی مرجعیت عطا کی ہے اور ان کے درجات متعین کئے ہیں۔

حضرت ابوامامہ باہلی سے روایت ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

فضل العالم على العابد كفضلي على ادناكم، وان الله وملائكته وأهل السماوات والأرض حتى النملة فى حجرها، وحتى الحوت فى الماء ليصلون على معلمى الناس الخير (ترمذى: ٢٦٨٦)

عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی ادنی شخص پر۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے آسمانوں اور زمین کی مخلوقات حتی کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی پانی میں لوگوں کو خیر سکھلانے والے کے لئے دعائے رحمت کرتی ہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے ارشاد نبوی ہے:

من سلك طريقا يبتغى فيه علما، سهل الله له طريقا الى الجنة، وان الملائكة لتضع أجنحتها لطالب العلم رضا بما يصنع، وان العالم ليستغفر له من فى السماوات ومن فى الأرض حتى الحيتان فى الماء، و فضل العالم على العابد كفضل القمر على سائر الكواكب، وان العلماء ورثة الأنبياء، وان الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما، وانما ورثوا العلم فمن أخذه أخذ بحظ وافر (ابوداؤد ٣٦٤١-٣٦٤٢ ترمذى ٢٦٨٣)

جو شخص تلاش علم میں کسی راہ پر نکلا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتے ہیں۔ بے شک فرشتے طالب علم کے لئے اس کے کارنامے کے سبب خوشی میں پر بچھا دیتے ہیں۔ اور

عالم کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی مخلوقات دعائے مغفرت کرتی ہیں حتی کہ پانی میں مچھلیاں بھی اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے چاند کی سارے ستاروں پر۔ بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء دینار و درہم کا وارث نہیں بناتے ہیں۔ وہ تو علم کا وارث بناتے ہیں۔ سو جو علم حاصل کرے۔ علم کا زیادہ حصہ حاصل کرے۔

یہ ہے مستند معتبر علماء کی مرجعیت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا علماء اور غیر علماء برابر نہیں ہو سکتے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (الزمر:۹)

کہو کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے ہیں برابر ہیں۔

فرمایا: يَـرْفَـعِ اللّٰـهُ الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوْا مِـنْـكُـمْ وَالَّـذِيْـنَ اُوْتُـوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (المجادلة: ۱۱)

اللہ ان کے درجات بلند کرتا ہے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں۔

اللہ نے علماء کی یہ مرجعیت طے کر دی ہے تاکہ علمی و عملی انتشار نہ پھیلے۔ لیکن سارے متعالم خارجی۔ جزئی کلی تحریکی، سیکولر ملا برادرز سسٹرز جو اس قرآنی اور حدیثی مرجعیت علماء کو نہیں مانتے اور شریعت کی نگاہ میں اپنی نااہلی کے باوجود علماء کی مرجعیت کو تسلیم نہیں کرتے وہ سب شیطان کی راہ کے راہی ہیں، سیکولر خارجیت یعنی من مانی یا فکری و تکفیری خارجیت یا قتالی خارجیت کے جراثیم ہیں۔ یا دوسروں سے زیادہ اپنے دشمن ہیں اور نااہل ہونے کے باوجود جو داعی مفتی بنتے ہیں سلفی منہج کے مطابق یہ گمراہ اجتماعیت کے دشمن، علماء کے دشمن اور دعوت دین کے دشمن ہیں۔ ڈر ہے اس منہجی بغاوت، سلسلہ دعوت و افتاء کے توڑنے، زبردستی علماء کے متعلق فیصلے کرنے، ان سے دشمنی کرنے، سیکولر خارجیت کی منافقت اپنانے کے سبب ان کی عبادتیں قبول نہ ہوں، خارجیت چاہے منہج کے خلاف ہو، چاہے علماء کی مخالفت میں ہو سخت مہلک ہے۔

مسلم اقلیت کے لئے خاص کر مرجعیت علماء کا انکار اور ان کے متعلق فیصلے نہایت مہلک ہیں۔ کسی فتنہ پرور شاذ پسند بخش کسی صندوق کسی مرزا مغل کی یہ اوقات نہیں ہے کہ وہ علماء کی



مرجعیت کا انکار کرے۔ ایسے نالائق صرف پاگل قسم کے ذہنی مریض یا خانگی بحران کے شکار ہیں یا بچپنے سے نظر انداز سنکی روڈ مین قسم کے لوگ ہیں شیطان کے راستے پر چلتے ہیں۔

دعوت تعلیم اور مرجعیت علماء کے سلسلے کو توڑنے والے سیکولر ملا، اور سیکولر خارجی اس وقت دین و امت کے لئے سب سے زیادہ مضر ہیں۔ ان کی مضرت ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو خوف الٰہی سے خالی ہیں۔ نفس پرست ہیں۔ سیکولر کفر کے پجاری ہیں۔ ساتھ ہی نفاق او رتضاد کے بھی شکار ہیں۔ ان کے دل و دماغ پر گمراہی کی مہر لگ چکی ہے۔

## ۱۰۔ اباحیت پسندی

تعالم چونکہ جہل ہے اس لئے یہ جس قدر سرگرم ہوگا۔ جہل پھیلائے گا۔ میرے سامنے جس صنف کے متعالم ہیں چاہے وہ سیکولر جزئی خارجی ملا ہوں یا تحریکی کلی خارجی ہوں، چاہے برادر سسٹرز سیکولر ملا ہوں سارے کے سارے دین و ملت کے دشمن ہیں۔ وہ خود کو دین کا ٹھیکیدار سمجھیں یا داعی دین بنیں یا میڈیا کے چمپین بنیں، ان کی ساری سرگرمیوں کا ماحاصل انتہا پسندی، انتشار اباحیت پسندی، منہج سے دوری ہے۔ سیکولر کفر کو پروان چڑھانا، اسلامی اجتماعیت کے ایک ایک دھاگے کو ادھیڑنا ہے۔

ان کی اباحیت پسندی کی کئی شکلیں ہیں۔

علماء کی مرجعیت کا انکار: اللہ تعالیٰ نے سورہ النساء (۸۳) میں حکم دیا ہے امن و خوف کا کوئی مسئلہ ہو تو اسے لوگ اپنے طور پر ہینڈل نہ کریں ارباب بصیرت اور اتھارٹی کے سامنے پیش کریں اور ان سے حل چاہیں۔ امن و خوف کے اطلاق و عموم میں سارے دینی دعوتی تعلیمی اجتماعی سیاسی وقتی مسائل آجاتے ہیں۔ اور اولو الامر ارباب اختیار اور ارباب علم اہل شوریٰ مذکور شرائط ستہ کے ساتھ آتے ہیں۔

اباحیت پسندی کا یہ حال ہے کہ عام لوگ بلا کسی جھجھک تعلیم دعوت حتی کہ افتاء اپنے ہاتھ میں

لئے دین سے بے زار ہوئے جا رہے ہیں۔آج صورت حال یہ ہے کہ لوگ حصول دولت وشہرت کے لئے بلا کسی شرم وحیا سارے بد دینی کے کام کرتے ہیں۔

ہمارے اہل حدیث حلقے نے علماء کی مرجعیت کو جس طرح پامال کیا ہے، وہ بہت بڑا سانحہ ہے۔ ہمارے علمی ادارے، ہماری مرکزی، ریاستی تنظیمات یہ تک نہ کر سکیں کہ علماء کی مرجعیت کو کو ضائع ہونے سے بچالیں۔ ابھی کسی دوسری تنظیم میں علماء کی مرجعیت ختم نہیں ہوئی ہے۔ جماعت اسلامی نے علماء کی مرجعیت کو تباہ کیا۔اس کے لونڈے طلباء تحریک کے نام پر مکمل خارجی رافضی منکر حدیث بن گئے۔ غامدی جیسے فاسق جہل مرکب پیدا ہوئے۔ اسرار احمد جیسے تو تھے، اسرار عالم جیسے ملحد اور راشد جیسے الحادی آوارہ مزاج پیدا ہوئے اور ایس آئی ایم جیسے بے راہ اور خارجی رافضی پیدا ہوئے۔

تحریکیت زدہ خارجی جراثیم لئے سیکولر ملا اہل حدیث حلقے میں گھس آئے۔اور مسلک سے انتساب رکھنے والے یہ دعوی دار ہر بڑے شہر میں گھس آئے۔انھیں د۔وصی اللہ جیسے لوگوں نے سہارا دیا ان کی بھی عجیب کہانی ہے۔ یہ مفتی اعظم بن کر ہر فتنے میں گھس آتے ہیں اور سارے پھکڑوں کو سہارا دیتے ہیں۔اور وہ داعی مفتی بن جاتے ہیں۔ یہاں علماء کے مرجعیت لٹی۔ پھر سب سے بڑا تماشا کھڑا ہوا۔ ذاکر نائک نے دین اور علماء کو سامان تجارت بنایا، ڈاکٹر صاحب سارے مولوی علماء کی مرجعیت کا مذاق اڑانے والے اس ڈرامہ باز کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے ذرا نہ سوچا کہ ایک متعالم کو دعوت وتعلیم کا سالار بنا کر علم دین کی جڑ کھود رہے ہیں۔ عجیب تماشہ تھا یہ بدبخت علماء کو گالی دیتا تھا۔ مجتہد اعظم بنا تھا۔ اہل حدیث لفظ سے چڑتا تھا مگر واہ رے بدنصیبی سارے مولوی اونچے طبقے سے لے کر نچلے طبقے تک اسے پیر بنائے ہوئے۔ مجھے دیکھ کر رونا آتا تھا کہ ہمارے علماء اتنے بے وقوف لالچی اور سطحی بن گئے ہیں کہ ایک فراڈی کو پیر بنائے ہوئے ہیں۔ میں نے اس وقت ''الاحسان'' میں چھ قسطوں میں دانشوری کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا اور اس وقت اس متعالم کی، اس کے ادارے کی، اور اس کی دعوتی وتعلیمی



سرگرمیوں کی شرعی حیثیت واضح کی تھی۔ اس وقت د۔آر کے نور نے مجھے دھمکی دی تھی کہ مجھے پچھتانا پڑے گا۔ کندی نے تصدیق کی تھی کہ میں نے بالکل صحیح لکھا ہے۔ جب دکاترہ کی یہ سمجھ تھی پھر چند پیسے کی خاطر گڑگڑانے والوں کا رونا کیا مشکل ہے۔

ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ کیا ہماری جماعت میں ایسے لوگ نہیں رہ گئے جو امر من الامن اوالخوف کی تہ تک اپنی بصیرت کے ذریعہ پہنچ جائیں۔ اور اتنی جرأت نہیں کہ حق کو برملا کہہ سکیں۔ تنظیم کی بدعنوانی خیانت لوٹ اور نااہلی کی پشت پناہی کر کے پوری جماعت علمی واخلاقی طور پر دیوالیہ ہو چکی ہے اور اس وقت اباحیت لوگوں کے دل ودماغ میں بس گئی ہے۔

مرجعیت کا فقدان اور اباحیت ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ مسلک کے متعلق مرجعیت تباہ ہوئی، تنظیم کے متعلق مرجعیت تباہ ہوئی، تنظیم کو خلافت راشدہ بنانے والے جہلاء نے دین دستور، علماء اثبات سب کو تباہ کیا اور اس وقت ایک تنظیمی متعالم کو امیر بنائے اس کی خیانت نااہلی مو امرت، من مانی کو مقدس بنا کے یتیم بنے گھوم رہے ہیں اور تماشا کرنے والے ڈاکٹر سعید اور عبدالسلام جھیل رہے ہیں۔

تعالم کا نتیجہ ہے کہ ہمارے علماء کی مرجعیت ختم ہوگئی ہے۔ فتوی کے منصب پر متمکن اصحاب منصب بھی اس قدر نفس پرستی کے شکار کہ ٹکٹ اور کھانے کی سہولت پانے پر اندھے اور ساری اباحیت پسندیوں کے پشت پناہ۔

اباحیت پسندی کا ہمارے ہاں تھوک کاروبار ہوتا ہے، سیکولر ملاوں، میڈیا سیکولر ملاؤں ادارہ جاتی سیکولر ملاؤں کی بات ہوگئی ایک دوسرا منظر دیکھیں، ایک فریب کار خاتون اٹھتی ہے۔ مسلک کا نعرہ، خدمت دین کا نعرہ، اسلامی تجارت اور اسلامی سرمایہ کاری کا نعرہ، سارے پھکڑ خطباء جرائم پیشہ خطباء اس کے پشت پناہ دین کے نام پر سودخوری۔ سٹابازاری، خیانت، جھوٹ، فریب، اور پھر مغرب کے زنانہ حقوق کی بات۔ اسٹیج پر طوائفوں سے بدتر ایکٹر ایکٹرس کا ڈرامہ اور تکریم پھر بی جے پی کی دلالی اور پھر ڈراپ سین۔

ہزاروں اہل حدیثوں کے اربوں روپیوں کو ہڑپ کرلیا گیا۔ یہ درندے مولوی کیا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک ایک پیسے کا حساب دینے کے لئے تیار ہیں۔ کیا یہ مولوی پبلک کے لوٹے ہوئے مال سے حاصل کردہ گفٹ کو حلال سمجھتے ہیں۔ کیا شرعا ان کی یہ ذمہ داری نہیں بنتی ہے کہ یہ پیسے اور جائداد واپس کریں اور پبلک فنڈ میں دیدیں تا کہ جو غریب نو یہرہ کے وکٹم ہیں۔ کم از کم ان کی اشک شوئی ہو جائے۔ جو مولوی بھی اس مہد یہ غائبہ سے کسی طرح کی رقم لے کر آئے ہیں۔ انھیں چاہیے کہ رقم واپس کریں۔ اور اب ایک مداری پھکڑ I-Plus کے نام سے کھڑا ہے۔ کل وہ فساد نما جہاد کی بات کرتا تھا۔ اب سیکولر ہندوستان کی تعمیر نو کی بات کرتا ہے۔ اس مداری نے اعلان کیا ہے صلاح الدین صاحب اس کے مائی باپ بن رہے ہیں۔ صلاح الدین صاحب سے بادب گذارش ہے کہ مرکزی جمعیۃ کے سرپرست ہیں تو تعالم کے فتنوں کو فرو کرنے پر توجہ دیں، ہرالو کلو کو سند نہ دیتے پھریں۔ دیگر تمام مشائخ کے مقابلے میں ان کا اس ناچیے سے میں دل سے قدردان ہوں کہ ہوس زر سے اللہ نے ان کو محفوظ رکھا ہے جب کہ دوسرے اس میں لپت ہیں۔ لیکن ان کی یہ بے اصولی دلی تکلیف کا باعث ہوتی ہے کہ یہ عیاروں چاپلوسوں کو بہت جلدی گلے لگا لیتے ہیں جو انتہائی سر پھرے خود غرض اور اباحیت پسند ہوتے ہیں بلکہ ان کی قصیدہ خوانی کرنے لگتے ہیں۔ اور لٹتے بھی بری طرح سے ہیں اب تک میری طرح کروڑوں ان کا بھی بے ایمان لوگ کھا گئے ہیں اب بھی مداری ان کے پیچھے لگے رہتے ہیں یہ نیک نیتی سے مکاروں کو نوازتے ہیں اور وہ اسے اپنی کامیابی مان کر پیٹھ پیچھے اپنی چالا کی پر اتراتے ہیں۔

تعالم نے ہمارے ہاں اباحیت کا فلڈ گیت کھول دیا ہے۔ اس وقت ہماری جماعت کا سب سے بڑا دردسر اور عوام کے لئے فتنہ تعالمی چھٹ بھیئے ہیں جنہوں نے دعوت تعلیم اور افتاء کی دکانیں کھول رکھی ہیں کاش کچھ لوگ سمجھ داری کا مظاہرہ کریں اور ان فتنوں کو سمجھیں اور اس کا حل ڈھونڈیں یا کوئی طریقہ کار طے کریں کہ اباحیت پسندی پر پابندی لگے۔

ہمارے ہاں تعالم کا یہ حال ہے کہ جس کو دیکھو نصاب تعلیم تیار کر رہا ہے، جس کو دیکھو فتوی



دے رہا ہے مقرر بن رہا ہے ادارے کھول رہا ہے۔ نہ اہلیت کی شرط ہے نہ امانت کی نہ ضرورت کی، نہ نگرانی کی، نہ نتائج کی تھوک کے حساب سے علم و دین اور مسلک پر ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں۔ بے حسی بے شعوری اور غفلت کا یہ عالم ہے کہ ہر فریب کار کو اور ہر فریب کو ہر خائن اور نکمے کو، ہر متعالم اور جاہل کو لوگ مسیحا مان لیتے ہیں۔ کسی طرف سے کسی موقف کا مظاہرہ نہیں ہوتا۔ مساجد کے نام پر جس لوٹ ڈھٹائی اور بے شعوری کا مظاہرہ ہو رہا ہے اور جس طرح اسے نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ پوری جماعت مسترد ہونے کے لئے کافی ہے۔ اللہ کا غضب اتر جائے متوقع ہے۔ مگر افسوس ایسا مظاہرہ کہ سب خیر ہی خیر۔ حد تو یہ ہے کہ صوبائی جمعیت ممبئی کا ایسا ہی ایک شخص ناظم بن جاتا ہے پوری قوم اباحیت موامرت اور تماشے میں ڈوبی ہوئی ہے۔

تعالم نے علم دین، تقوی اخلاص اور ذمہ داری کو عملا دوکوڑی کا بنا دیا ہے، حیرت ہوتی ہے کہ کیا یہ اہل حدیث ہیں۔ ان کی دینی حس تحریکیوں سے بھی زیادہ مردہ ہوگئی ہے۔ دہائیوں کی دینی علمی تعلیٰ، اتباع سنت اور عدم تقلید کو ایک بنائے، تربیتی عمل بند کئے، فروعی امور میں ترجیحی انہماک انتشار پسندی، نظم وضبط کی پابندی اور اجتماعی ترجیحی عمل کرنے سے گریز مالداروں کی جبری قیادت، نااہلوں کی منافقانہ قیادت نے آج یہ دن دکھلائے ہیں کہ پوری جماعت کی دینی حس ہی ختم ہوتی جا رہی ہے، جماعت کے عددی علمی ادارہ جاتی مسلکی سرمائے پر ظالموں نے ہر طرف سے ڈاکہ ڈال رکھا ہے مگر کسی کو ذرا احساس نہیں ہے کہ اس صورت حال پر غور کرے۔ اور اس کا حل نکالنے کی طرف توجہ دے۔ یا کم سے کم اس مسئلے کی خطرناکی کو سمجھے۔

علماء کی مرجعیت اور مرتبت ایک منصوص شے ہے، علم تثبت اتقان اور ثقاہت کے حامل علماء کی طرف رجوع امت کے اوپر واجب ہے، اسی طرح ان کی عظمت و تکریم بھی واجب ہے۔ یہ امت کے اوپر زبردستی نہیں ٹھوسا گیا ہے اہلیت علمیت اجتماعیت اور فعالیت کو برقرار رکھنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ علماء اثبات اور علماء معتبرین کی مرجعیت و مرتبت دین میں طے ہے یہ عوام سے بھیک مانگنے کا مسئلہ نہیں ہے مرجعیت علماء و مرتبت علماء کو شریعت حاصل ہے یہ علماء کا حق ہے ان

کے علم اور ثقاہت کا یہ ربانی صلہ ہے۔اس کا منکر غیر عالم شریعت کی نگاہ میں مجرم ہے اور خارجیت کے ایک اہم ترین حصے اور وصف کا حامل ہے۔

مرجعیت علماء کے سلسلے میں شرح العقیدہ الطحاویہ (۴۰-۷۴۱) کا یہ اقتباس پڑھئے۔

قال الطحاوی وعلماء السلف من السابقين ومن بعدهم من التابعين اهل الخير والأثر وأهل الفقه والنظر لايذكرون الا بالجميل ومن ذكرهم بسوء فهو على غير السبيل

وقال الشارح: (وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:۱۱۵)

فيجب على كل مسلم بعد موالاة الله ورسوله موالاة المومنين خصوصا الذين هم ورثة الانبياء الذين جعلهم الله بمنزلة النجوم يهدى بهم فى ظلمات البر والبحر وقد أجمع المسلمون على هدايتهم ودرايتهم اذكل امة قبل مبعث محمد صلى الله عليه وسلم علماء هاشرارها الا المسلمين فان علماء هم خيارهم فانهم خلفاء الرسول من أمته، والمحيون لما مات من سنته بهم قام الكتاب وبه قاموا وبهم نطق الكتاب وبه نطقوا وكلهم متفقون اتفاقا يقينا على وجوب اتباع رسول الله۔

امام طحاوی نے فرمایا سابقین علماء سلف اور ان کے بعد آنے والے اہل خیر واثر اہل فکر ونظر علماء کا صرف ذکر جمیل ہونا چاہیے انھیں جو برائی سے یاد کرے گا سبیل المومنین کی راہ پر نہیں ہوگا شارح نے اس کی دلیل میں سورہ نساء کی آیت ۱۱۵ پیش کی ہے اس کے رو سے ہر مسلم کا یہ فرض بنتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے مخلصانہ محبت رکھنے کے ساتھ مومنوں سے بھی مخلصانہ محبت رکھے۔خاص کر ان لوگوں سے جو انبیاء کے وارث علماء ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نجوم کے درجے



میں رکھا ہے جن سے بحر و بر کی تاریکیوں میں راہ ملتی ہے۔تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ علماء امت ہدایت یاب اور ذی فہم ہیں ۔ واقعہ یہ تھا کہ محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے ہر امت کے شرپسند اشرار علماء ہوتے تھے مگر مسلمانوں کے علماء خیار امت ہیں کیونکہ وہ علماء امت میں رسول کے جانشین ہیں اس کی سنت زندہ رکھتے ہیں مرنے نہیں دیتے کتاب اللہ سے ان کا وجود قائم ہے اور وہ کتاب اللہ کو لے کر کھڑے ہیں۔ان کے ذریعہ کتاب اللہ ناطق اور کتاب اللہ کے ذریعہ وہ ناطق ہیں تمام علماء اس پر یقینی اتفاق رکھتے ہیں کہ رسول اللہ کا اتباع واجب ہے۔

علماء خیر واثر فقہ ونظر کی مرجعیت اور ان کی توقیر ومحبت عقیدے کا مسئلہ ہے اور واجب ہے۔
جب خارجیت کی شروعات ہوتی ہے تو تکفیر اور قتل کا بازار گرم کرنے سے پہلے علماء کی مرجعیت اور توقیر ومحبت ختم ہوتی ہے خارجیوں کی عام پہچان یہی ہے۔وقت کے سارے جزئی خارجی یا کلی خارجی کینسر کے دوسرے خطرناک اسٹیج کی مانند ہیں اس اسٹیج میں یہی ہوتا ہے کہ وہ علماء کو نہیں مانتے ان کی مرجعیت تسلیم نہیں کرتے ٹھگوں احمقوں کو اپنا مرجع بنا لیتے ہیں۔اس دعوت کو سیکولرزم کی مادر پدر آزاد حزبیت نے سیکولر ملاؤں کو خارجیت کی طرف زبردست طور پر ڈھکیلا ہے۔سارے سیکولر ٹی وی میڈیا سوشل میڈیا ملا مذکورہ عقیدے کی مخالفت کر کے مسلسل گناہ کبیرہ کی حالت میں زندگی گذارتے ہیں ۔ دین کو کھیل بنائے ہوئے ہیں اور علماء میں یہاں ان علماء کو شمار نہیں کیا گیا ہے جو خیر اچھے اثر فقہ وفہم سے عاری ہوں۔جو خیانت کو اپنا کمال سمجھتے ہیں۔جو صرف رٹا لگانے والے ہی تفریحی تقریریں کرتے پھرتے ہیں۔فہم وبصیرت اور فضل وکمال کا جس طرح مشروعاتی ملاؤں نے ستیاناس کیا ہے جو خیرات کو خیانت کے مترادف بنا چکے ہیں ایسے درندہ صفت علماء کی صف میں شمار کئے جانے کے قابل نہیں ہیں۔جو لوگ ناکٹی تنظیمی اور نو یہری فتنے پاس کر چکے ہیں۔ان کا شمار علماء میں نہیں ہونا چاہیے الا یہ کہ ان کو توبہ کرنے کی توفیق ملے اور وہ اپنے اندر علماء خیر واثر فقہ ونظر کی خوبیاں پیدا کرلیں۔

☆☆☆

### فصل خامس

# تعالم کا سدّ باب

تعالم وقت کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔ یہ تو ایسے ہے جیسے ایک بھائی دوسرے بھائی کے گلے پر خنجر رکھ دے۔ تعالم داخلی فتنہ ہے خارجی فتنہ نہیں ہے۔ تعالم کے فتنے سے پوری امت بری طرح متاثر ہے۔ قریبا سو سالوں سے امت تحریکیت، اس کی پیدا کردہ جدید خارجیت، اس کی رافضیت ہم نوائی و ہم کاری اور اس کی سیکولر نوازی اور سیکولرزم کی دین سازی سے بڑا کوئی تعالم اور فتنہ نہیں ہے۔ اس تحریکیت مودودیت بنائیت اور قطبیت کی تحریکیت نے جس قدر مسلمانوں کے اندر ہمہ جہتی تباہی مچائی ہے قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا ہے اباحیت پھیلائی ہے اتنا مغربی استعمار اور امریکی استعمار نے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ بلکہ اپنی دہائی سے غیر مسلموں کو مسلم دشمنی کے لئے بھڑکاتے رہے ان کے دیار اسلام پر چڑھ دوڑنے کا سبب بھی یہی ہیں۔ اس کے باوجود آج بھی بہت سے مسلمانوں کے نزدیک یہ مسیحا ہیں۔

جب عقیدہ وعمل اور فکر وخیال میں انحطاط اس قدر آجائے کہ تعالم علم بن جائے، بغاوت سیاست اور موامرت دعوت بن جائے۔ پروپیگنڈہ معرفت قرار پاجائے۔ پھر تعالم کے سد باب کی بات ایک خواب سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ اس وقت مسلمانوں نے مغرب کے الحادی افکار ونظریات کو اور اس کی بالادستی کو قبول کرلیا ہے۔ سیکولرازم جمہوریت، سرمایہ داری اور استہلاکیت کو قبول کرلیا ہے۔ ان کو عملی زندگی میں نافذ کرلیا ہے۔ اس کے بعد دین کی بات ایمان کی بات دکھاوے سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ یاد رہے تعالم اور سیکولرزم کے درمیان بڑی گہری رشتہ داری ہے۔ سیکولرزم دینی نقطہ نظر سے کامل اباحیت اور الحاد کا نظریہ ہے یہاں اسٹیٹ کے ساتھ رشتہ اور تعلق ہوتا ہے بقیہ مکمل آزادی ہے ایسے ماحول میں سماجی تعلیمی دینی خاندانی تعلق میں رویوں میں انسان آزاد ہے جیسا چاہے مادی مصالح کے لئے رویہ اختیار کرے بس مصالح مادیہ



لوگوں کے پیش نظر ہوتے ہیں۔

الحاد میں ڈوبے مذکورہ مغربی چاروں نظریوں کو قبول کرنے کا مطلب ہے۔ انسان صرف مادی مصالح کو پیش نظر رکھے اور سارے رشتے ناطے حقوق معاملات کو مادی پیمانے پر رکھے اور ناپے اور اسلامی تعلیمات کو بھول جائے۔ اللہ اور اس کے رسول کے حقوق بھول جائے۔ آخرت کی باز پرس بھول جائے۔ امانت مسئولیت وفا مروت بھول جائے۔ اخلاص وتقوی بھول جائے۔ خاندانی، عائلی، اجتماعی رشتے بھول جائے، علم وعلماء کی مرجعیت بھول جائے۔

اس وقت مسلم سماج میں یہی سب کچھ ہے ذاتی مفادات ومصالح ہی سب کچھ ہیں وقت کے لاگو مفاہیم ومناہج قلوب واذہان میں یہی بات بٹھا رہے ہیں۔ ایسی حالت میں تعالم کو پھیلنے اور من مانی کرنے کا سنہری موقع ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ چونکہ بالکل ڈھیلے ڈھالے ہیں ایک تنظیم ہے وہ بھی خراب ترین متعالمین کے حوالے ہے۔ تعلیمی ودینی اداروں کی اکثریت متعالمین کی ہے۔ اتباع سنت کے مبارک رشتے کے بجائے غیر مقلدیت کا ملعون تحفہ ہم کو بدباطن مقلدین نے دیا اور اسے اتباع سنت کے ہم معنی بنادیا ہم نے یہی قبول کرلیا۔ اس کے تلخ ثمرات ہیں کہ ہمارے ہاں ہر طرف خودسری کے سانپ لہرانے لگے۔ یہی سانپ مسلک کو اور مستند علماء کو ڈس رہے ہیں۔

تعالم کے کس سد باب کی بات کی جائے۔ تعالم کو تو ہم نے پالا ہے اور پال رہے ہیں۔ دو ایک تعالم رسوا ہوکر دم توڑ گئے لیکن ہمیں اپنی غلطیوں پر نہ شرمندگی ہے۔ نہ ہمیں توبہ کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ کیا نائکی فتنے تو یہری فتنے اصغری فتنے کو پالنے پر ہمیں شرمندگی ہے کیا مساجد مدارس مافیا کے متعلق ہمیں احساس ندامت ہے۔ کیا ہم نے عظیم جرائم، خیانتوں اور اباحیتوں پر توبہ کی۔ حد تو یہ ہے کہ ہم تمام فتنوں کے مربی بن کر جشن مناتے ہیں۔ ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔ متعالمین کے اداروں سے بدتر ہماری تنظیم کا حال ہے۔ پھر تعالم کے مظاہر اور مضرتوں کا سد باب کیسے ہوسکتا ہے چلو پھر بھی چند مشورے

اور چند تجاویز۔

### ☆ تعالم کے مظاہر مضرات اور اسباب کی جانکاری

تعالم کے مظاہر مضرات اور اسباب وعلل کی جانکاری اور جماعت کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو مذکورہ امور پر مفصل رپورٹ تیار کرے اور اپنی سفارشات پیش کرے۔

کمیٹی کے ارکان باخبر اور سمجھ دار ہوں اور ان کے لئے ریفرنس پوائنٹ طے ہوں۔یعنی نقاط بحث کے دائرہ کار طے ہوں۔ہونا تو یہ چاہیے کہ مرکزی یا صوبائی جمعیۃ یہ کام کرے۔لیکن یہ اس کام کے کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی۔یہ تو خود تعالم کے دائرے میں ہے اور تعالم کو پالتی ہے۔ہاں یہ اگر کوئی جاندار کمیٹی بنادے اور اس کی سفارشات اپنے اوپر لاگو کرے اور پوری جماعت پر تو الگ بات ہے۔ایسی حالت میں وہ ایسا کرسکتی ہے۔ریاستی جمعیتیں بھی ایسا کرسکتی ہیں۔

### ☆ شعبہ مراقبت کا قیام

جمعیۃ میں مراقبت کا شعبہ قائم کرنا چاہیے جس کی ذمہ داری یہ ہو کہ پورے ملک میں مسلک اہل حدیث سے انتساب رکھنے والی ساری سرگرمیوں کی نگرانی کرے۔

- اداروں کا رجسٹریشن کرے۔اہلیت منہجیت امانت،ضرورت اور کارکردگی کی اساس پر
- دعوتی سرگرمیوں کا جائزہ:علم،ثقافت،ثقاہت اور امانت کی اساس پر
- اداروں اور علماء کی درجہ بندی کرے:اس درجہ بندی کے اعتبار سے انھیں کام کا دائرہ ملے،اور اس کے مطابق فائنس ہو
- مساجد کا رجسٹریشن: تاکہ بننے سے لے کر اور بنانے والے تک مساجد کی تعلیمی تدریسی دعوتی سرگرمیوں سے لے کر فائنس کرنے والے تک کی نگرانی ہو مساجد بنانے والوں کا رجسٹریشن ہو تاکہ مساجد کی تعمیر کے نام پر ڈکیتی پر پابندی لگ سکے۔



ہر سال رپورٹ تیار کرنا اور کارکردگی کی رپورٹ دینا اور نااہلی کی بنیاد پر ڈی رجسٹریشن کرنا اور اندر باہر ان کے لئے راستہ بند کرنا۔

- مستند ومعتبر خطباء ومقررین کا رجسٹریشن:صرف معتبر،فیس نہ وصول کرنے والے خطباء ومقررین کو دعوت کا موقع دینا اور برابر معیار برقرار رکھنے کے لئے نگرانی کرنا جائزہ لینا ہدایت جاری کرنا فیصلہ سنانا۔اور ان کی تربیت کا انتظام کرنا۔

### ☆ اجتماعی پلیٹ فارم کی شفافیت اور مضبوطی

جماعت کا اجتماعی پلیٹ فارم جمعیۃ اہل حدیث ہند ہے اس وقت تعطل،کرپشن،اباحیت پسندی نااہلی ہوس پرستی اور اندھے پن سے پر ہے اسے فعال،مضبوط شفاف بنانا سب سے بڑی ضرورت ہے۔جس طرح اس کے اندر بے بصیرت روڈ مین،مجرم نااہل اور کرپٹ اوپر سے نیچے تک بھر گئے ہیں،جمعیۃ کسی کام کے بجائے فساد اور فتنہ کی پرورش کرسکتی ہے۔A ٹو Z اس میں ایسے لوگ بھر گئے ہیں جو کسی کام کے نہیں ہیں اور جو کام کے ہیں ان کو مجبور کردیا گیا ہے۔وہ بس گائے بیل سب گابھن ہیں کی استعداد اور کردار رکھتے ہیں۔پورا نظم ایسا ہے جیسے چنبل گھاٹی والوں اور ان کے سرداراوں کا۔ملک گیر ہماری علمی تعلیمی اداراجاتی سماجی دعوتی پستیوں کا علاج صرف جمعیۃ کی اصلاح کرکے اور اسے فعال بنا کر کیا جاسکتا ہے۔جمعیۃ کی اہمیت علم وعقل اور دیانت سے پیدل اور ہوس کے بھوکے بھیڑیئے نہیں جانتے یہ اجتماعی خوکشی اور مسلک وجماعت کو ملیامیٹ کرنے والے کیا جانیں کسی جماعت کے اجتماعی پلیٹ فارم کو کیسے ہونا چاہیے۔اسے کم عقلوں نے روایتی تنظیم بھی نہیں رہنے دیا اسے اگر حسی شکل دی جائے تو ایسا دکھے گا جیسے بدعنوانوں نے اسے امانت شرافت دیانت فکر فہم اور عمل کا مذبح بنادیا ہے یا بدنیتی کا ڈمپ سائڈ۔

ملک گیر تعالم،کرپشن،نااہلی بدعنوانی پر کنٹرول اس وقت ہوسکتا ہے جب جمعیۃ کی مرکزیت بحال ہو اور اس کو سیکولر ملک کے اندر جتنے اختیارات حاصل ہوسکتے ہیں اتنی جماعت کے لوگوں پر

اتھارٹی حاصل ہو، سارے کام سسٹم حقیقی شورائی اہلیت کے ذریعہ چلے ورنہ صرف لوٹنے والے پیدا ہوتے رہیں گے۔ جمعیۃ ایک بوڑھے انسان کے منہ کے ایک پیلے سڑے اکھڑنے کے قریب دانت کی طرح رہ جائے گی اور ہے بھی۔ اور بھوکے بھیڑیئے جمعیۃ جماعت اور مسلک ومنہج کولوٹتے رہیں گے۔

جتنی ہماری تعداد ہے اس کی نگرانی ترقی پلاننگ پروگرام کی تنفیذ کے لئے جمعیۃ کوملکی اورحکومتی پیمانے کی تنظیم ہونی چاہیے۔لیکن ہماری جمعیۃ ایک قصائی کی دکان،ایک سبزی والے ٹھیلےاورایک گینگ کی کمین گاہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔پھرکہوں گا،جمعیۃ یتیم ہے،مال غنیمت ہے۔یرغمال ہےاوریہی حال جماعت کا ہےلوگ تنظیمی یتیم ہیں۔مال غنیمت ہیں،یرغمال ہیں۔ صرف انتشاران کے لئے مقدر ہے۔

جمعیۃ کے لئے ایک دبنگ امین اور صادق قیادت کی ضرورت ہے۔ایسی قیادت مرکزی ریاستی اور مقامی ہرسطح کے لئے ضروری ہے سازباز کرنے والوں موامرت کرنے والوں کی مسکین قیادتوں کی ضرورت نہیں۔ باشعور ذی ہوش قومی نفع ونقصان سے باخبر قیادت ہونی چاہیے۔ قیادت کوقوم کا دردمند اور خیرخواہ ہونا چاہیے۔ نااہل اور خائن اپنی ذات سے آگے نہیں سوچ سکتے۔ یہ باتیں فلسفہ نہیں ہیں جو قابل فہم نہیں ہیں۔ یہ اتنی موٹی باتیں ہیں کہ روز روشن کی طرح واضح ہیں اور جاہل ترین انسان بھی انھیں سمجھ سکتا ہے مگر جو بدنیت بھیڑیوں کی طرح دم دبائے ہردم شکار ڈھونڈھتے ہیں وہ ان کوسمجھ کرٹال دیتے ہیں یا وہ کم ظرف ضدی ہیں جوضد میں اپنی ناک کاٹ سکتے ہیں وہ انھیں برحق سمجھ کرخیانت اور مداہنت کے لئے تیار ہوسکتے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ منافقانہ ذہن جب بنتا ہےتوانسان ہوشیار بنتا ہے اپنی سرخروئی ہرشے میں تلاش کرتا ہے اس کے نزدیک سب صحیح اور سب اچھے کی منافقانہ پالیسی سب سے بہتر پالیسی ہوتی ہے۔ حق کہنے،اچھے لوگوں کو لانے اور موقف اختیار کرنے سے ہمیشہ گریز کرتے ہیں۔اور مضحکہ دیکھئے مختلف جگھوں پرلوگ ضلع ریاست اور مرکز کے ناظم وامیر بن کر دیگر ملکوں



اوردیگر ریاستوں میں رہتے اور نوکری کرتے تھے اور ہیں۔ یہ تنظیم ہے یا مذاق ہے۔لیکن کسی طرف سے اس پرکبھی کوئی نکیر نہیں۔کوئی معیار منصب ورکنیت نہیں۔کوئی احساس ذمہ داری نہیں۔ بلا وجہ لوگ منصب لے کرخود کواللہ کے ہاں ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں بندوں کے متعلق جوابدہ بننے کا بوجھ اٹھالیتے ہیں اور مفت میں بس ہوس منصب میں مجرم بن جاتے ہیں۔یہی اہل حدیث بصیرت ہے۔وقت کا شدید تقاضا ہے کہ ایک جائزہ کمیٹی بنائی جائے جو پورے ملک میں مسلکی حالات رجحانات مسائل ومشکلات کا جائزہ لے رپورٹ جائزےاور سفارشات پیش کرے ایک مطلوب شرعی ماڈل اور فریم تیار ہواور اس کے مطابق تنظیم کی تجدید کاری ہو۔لیکن جائزہ کمیٹی میں بدھوؤں مغفلوں عیاروں منافقوں کوقطعا نہ رکھا جائے،شعور سمجھ دار تجزیہ کرنے کی صلاحیت رکھنے والوں کو رکھا جائے۔

## ☆ علمی گہرائی

تعالم کی کاٹ علمی گہرائی سے آتی ہے اور سماج میں منہجی اور صحیح علم پھیلانے سے آتی ہے ہمارے مدارس،مساجد پروگراموں دروس تعلیمات اورخطبوں میں اگران کا اہتمام کیا جائے اورلوگوں کواس طرح کا پروگرام دیا جائے اوراس کا پابند کیا جائے جن میں علمیت کا اعتبار رکھا جائے۔توعلمی گہرائی کے اثرات مرتب ہوں گے کمین فیس خوروں مجرم پیشہ ورمقرروں اورخطیبوں کونظرانداز کیا جائے۔اس وقت دروازے چوپٹ کھلے ہیں۔ معیار بندی ہے نہیں علماء تک مجرموں کو دعوتی مقدس کام کے لئے ہائر کرلیتے ہیں جبکہ ایسے لوگ اس لائق ہیں کہ شریفوں کی محفل میں بیٹھ نہیں سکتے۔

علم کی گہرائی کے ساتھ کردار کی مضبوطی بھی آتی ہے۔مضبوط کردار کے مخلص دعاۃ اگرنہیں میسر ہوں گے تودعوت وتدریس ہندوؤں کی بھاگوت کتھا، رامائن کتھابن کررہ جائے گی یعنی سنواور سرہلاؤ بس۔ پبلک کی خواہشات کے مطابق ہرایرے غیرے کو دعوت کے لئے

بلا لینا مسلک کے ساتھ وشواس گھات ہے۔ ایسا کرنے والے مجرموں کے جرائم میں شریک مانے جائیں گے۔ دعوت دین یا تبلیغی جلسے میلہ بن کر رہ گئے ہیں جس میں آنے اور گانے کی کوئی قید نہیں۔ سارے متعالمین کو لگام لگانے اصلاح کرنے یا رفض کرنے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح تصنیفی کاموں میں اصالت کا اہتمام ضروری ہے سرقہ چربہ پھکڑ پن، خارجی تحریکی تحریری محررین کو رفض کرنا اوران کے متعلق نگرانی کرنا غلط کاروں کو رفض کرنا بہت بہت ضروری ہے۔

اصحاب قلم کھل کر ملک بھر میں پھیلے سیکولر ملاؤں اور متعالمین کے باطل کو واضح کریں۔ ان سیکولر ملاؤں جزئی خارجیوں کو مسلک ومنہج کے دائرے میں لانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔ ان کے اوہام کو دور کریں۔ اگر نہ مانیں تو ان کا جماعت سے بائیکاٹ کرائیں۔ نہ ان کی سنیں نہ مانیں، نہ انھیں چندہ دیں نہ کہیں سے چندہ حاصل کرنے دیں اور تفصیل کے ساتھ ان کی گمراہیوں کو واشگاف کریں۔

بہت بڑی ضرورت ہے اجتماعی سوچ پیدا کرنے کی۔ اس وقت اجتماعی سوچ اور اجتماعی عمل کا سرے سے فقدان ہوتا جارہا ہے۔ دعوت دین کے لئے اجتماعیت کے تانے بانے کیا ہیں، تعلیمی عمل میں اجتماعی جدوجہد کے ضوابط کیا ہیں۔ جماعتی شعور اور جماعت کے لئے اجتماعی تعلیمات کیا ہیں، علماء کی مرجعیت میں مرکزیت اور اجتماعیت کو کس قدر ملحوظ رکھا گیا ہے، افتاء میں اجتماعیت ومرکزیت کیا ہے، بحیثیت فرد، اہل حدیث، ایک دوسرے کے سماجی تعلقات کو کیسے شگفتہ بنائیں۔ اساتذہ وطلباء جماعتی حیثیت سے کیسے تعلقات مضبوط کریں۔ اداروں کے لئے مرکزیت اور اجتماعیت کیسے فراہم ہو۔ مساجد کا رول اجتماعیت کے لئے کتنا ممکن ہے۔ تنظیم کے ممبر اور کارکن کی حیثیت سے ذہنی ہم آہنگی، ہم کاری اور باہم تال میل سے وحدت کا کیا شعور بنتا ہے۔ ان سب کو زندہ کرنے بڑھانے اور پیدا کرنے کی ضرورت ہے ہر مسلمان دوسرے سے جڑا ہے اس کی الگ شناخت بھی ہے اور بحیثیت امت بھی شناخت ہے انفرادی شناخت مضبوط



سیرت وکردار سے بنتی ہے۔ بحیثیت امت مسلمانوں کے لئے باہمی تناصح تعلق آداب وحقوق طے ہیں ان کی بجا آوری فرداً فرداً ضروری ہے۔ یہ سارے مفاہیم دھندلا ہوتے جارہے ہیں ان کو واضح اور روشن کرنے کی ضرورت ہے۔

ہماری ہر جدوجہد کو ضابطہ بند اور وحدت پذیر ہونا چاہیے۔ سیکولرازم جمہوریت سرمایہ داری اور استہلاکیت نے سارے اسلامی نقوش کو تباہ کردیا ہے۔ تنظیمی سطح پر جب سے بدعنوانی خیانت اور نااہلی کو چوزوں مفاد پرستوں منافقوں عیاروں کم ظرفوں اور احمقوں نے صلاحیت قابلیت اور استحقاق بنادیا ہے جماعت میں ہر طرف اندھیرا پھیل گیا ہے نحوست اور بدبختی چھا گئی ہے۔ انتشار اباحیت بے حسی اور بے تعلقی بڑھ گئی ہے۔ مفادات پرست ڈھول پیٹتے جارہے ہیں سب سچے اچھے ہیں، سب صحیح ہیں۔

## آخری گذارش

د۔ وصی اللہ مولانا انیس الرحمٰن اعظمی مدنی عمری اور شیخ صلاح الدین مدنی صاحبان سے گذارش ہے کہ متعالمین اور ہر الوکلو کو اعتماد اور ثقاہت کی سند نہ دیں د۔ وصی اللہ صاحب مکہ سے مفتی اعظم بن کر ہر معتبر غیر معتبر کو مستند قرار دینے پہنچ جاتے ہیں۔ انیس الرحمٰن صاحب کی خواہش محض یہ رہتی ہے کہ جماعت میں کہاں گیپ دکھلائی دے ٹانگ پھنسائیں اور فیصل بنیں۔ ان کی پوری زندگی ادعا شہرت اور منصب کی ہوس میں گذری ہے۔ یہ علمی وعملی تقاضے نہیں دیکھتے بلا سوچے سمجھے زاہد کا بھیس بدل کر ہر جگہ کود پڑتے ہیں اور مسائل کو بگاڑ کر کنارے ہوجاتے ہیں۔ جمعیۃ کے مسئلے میں ہاں نہیں، نویہرہ کے مسئلے میں ہاں نہیں۔ ہاں نہیں ان کی پوری زندگی کی پہچان ہے۔ یہ خود سے بھی بے زار رہتے ہیں ان کو چند پھکڑ پرستار مل جاتے ہیں یا یہ تلاش کرلیتے ہیں اور اپنی الٹی سیدھی حرکتیں ان کی بنیاد پر شروع کردیتے ہیں۔

صلاح الدین صاحب سے باادب گذارش ہے کہ چندہ خور ادارے والے چھوٹ بھیئے

متعالمین کو فائدہ نہ پہنچائیں متعالمین بہت جلدی ان سے چپک جاتے ہیں اور یہ ان کو چپکا لیتے ہیں۔ ابھی ایک ویڈیو میں I-Plus کے۔ بڑے جوش وخروش سے انھیں اپنی کمپنی کا مینجنگ ڈائرکٹر یا چیئرمین بنانے کا اعلان کرر ہا تھا۔نو بہرہ بھگتوں کے اکسپوز ہونے کے بعد یہ نئی چال ہے۔ صلاح الدین صاحب اپنی جمعیۃ سے فارغ ہوچکے ہیں جناب کو خیال آیا ہے کہ صلاح الدین صاحب کی جمعیۃ کے ملبے سے ہیرے موتی مل جائیں گے لہٰذا موقع ہاتھ سے نہ جائے۔ جلدی ان کے کندھے پر بندوق رکھ کر الو سیدھا کرلیں چال بازیوں کی بھی حد نہیں۔ اس وقت سیکولر ملاؤں اور متعالمین کا سب سے بڑا اسٹیج I-plus ہے۔ بڑے خلوص سے مسلک ومنہج کی جڑ کھود رہے ہیں۔

کسی کا ساتھ دینے کے لئے منہج کسوٹی ہے۔کسوٹی سے پرکھ ہوسکتی ہے حقیقت اور افسانے کی۔شہرت اورسرخروئی کے چکر میں کسی کا ساتھ نہیں دینا چاہیے۔کسی بھی خالص دینی ٹی وی چینل کا کوئی مستقبل نہیں ہے خاص کر انڈیا میں اردو زبان میں، اور ہندوستان میں ٹی وی سے دعوت کا خیال ایک وہم ایک ڈھونگ ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک غیر سنجیدہ اور دائرہ احتیاط وتورع اور دائرہ حقیقت اصلاح اور تربیت سے باہر کی چیز ہے۔ بلکہ یہاں بے لگام ٹی وی مالکان سے علم دعوت اور مرجعیت علماء کی پامالی ہوگی۔ نائکی ناٹک پر باشعور علماء پھر سے نظر ڈال لیں۔ اگر جمعیۃ کے تھرو یہ کام ہو اور ضابطے کے تحت تو دعوت کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔اس کا فائدہ اگر کچھ ہوسکتا ہے تو اس وقت جب ابن باز، ابن عثیمین جیسے عالم مصلح اور متقی درس وخطابت کریں۔ یا ان کی راہ پر متمکنین فی العلم دعوت کا کام کریں۔ چھوٹ بھیئے ناتجربہ کار بچکانے اگر یہ کام کریں گے تو دین صرف کھیل تماشا بنے گا مدرسوں اور مساجد میں لوگ خالص تعلیم وتربیت کے لئے ہیں اور تعلیم تربیت کے لئے متفرغ ہوتے ہیں وہاں یہ تو ہوتا نہیں فضا میں الفاظ بکھیرنے سے انسان کیا خاک تعلیم وتربیت کرلے گا۔بس پبلک کے لئے ایک تماشے کی چیز ہے۔ پبلک اسے بڑی چیز سمجھتی ہے ۔تماشے کو اتنی اہمیت پناہ اللہ کی۔ چندے سے چینل چلانا ایسے ہی ہے جیسے بانس کے بھنڈے سے



ہاتھی اٹھانا۔اور اگر چینل میں سرپھروں لونڈوں کو اکٹھا کرلیں تو یہ تو حق وسچائی کے خلاف موامرت سے زیادہ کچھ نہیں۔ دین کی اساسیات کی خبر نہیں۔ نہ منہج ومسائل کی خبر، نہ اتنا سرمایہ کہ ٹی وی چل سکے اور چلے بھی تو کیا ہوگا، سیکولر اسلام لنڈ منڈ بے ضرر اسلام کی دعوت ایسے ٹی وی چینل کی ضرورت کیا جو شرک پر رد نہ کرسکے جہاد کو نسخ کے درجے میں رکھے فتن کو اجاگر نہ کرسکے مظلوم کی دادرسی سے ڈرے۔

☆☆☆